سفرنامۂ اوچ

پاکستان کی قدیم تاریخی آبادی اوچ ضلع بہاول پور
کے ۱۹۳۴ء میں بعض چشم دید حالات اور وہاں مدفون
بزرگوں، مزارات اور کتب خانہ کا مختصر تذکرہ

تصنیف
سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

اردو اکیڈمی، بہاول پور

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

سفرنامۂ اوچ

پاکستان کی قدیم تاریخی آبادی اوچ ضلع بہاول پور
کے ۱۹۳۴ء میں بعض چشم دید حالات اور وہاں مدفون
بزرگوں، مزارات اور کتب خانہ کا مختصر تذکرہ

تصنیف

سید شریف احمد شرافت نوشاہی

اردو اکیڈمی، بہاول پور

Marfat.com

محکمہ اطلاعات و ثقافت حکومت پنجاب
کے
مالی تعاون کے ساتھ شائع کیا گیا

13 4927

کتاب : سفر نامہ اوچ (حدایق الانوار فی زیارۃ السادۃ الابرار)

تصنیف : سید شریف احمد شرافت نوشاہی (۱۹۰۷ء - ۱۹۸۳ء)

تاریخ تصنیف : ۱۹۳۴ء

مقدمہ و سعی : عارف نوشاہی

اہتمام اشاعت : شاہد حسن رضوی

طابع :

کمپوزنگ : محمد صفدر جاوید

ناشر : اردو اکیڈمی، بہاول پور

اشاعت اول : ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء

قیمت :

Rs 150/

ملنے کا پتہ ۲۳-سی، ماڈل ٹاؤن اے، بہاول پور

فون نمبر 0621-887381

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خانقاہ ڈوگراں (قصبہ)	۲	نتائج الاخبار کا قلمی نسخہ	۱۸
حاجی دیوان سہروردی	۲	تاریخ اوچ کا قلمی نسخہ	۱۸
گجیانہ (موضع)	۳	اوچ میں عید کی نماز کا منظر	۱۹
چھل (موضع)	۳	مصنف کی شب فاقہ	۲۰
شیخ جیتا	۴	مدار المہام کی فاقہ سے متعلق تفتیش	۲۱
شیخ عجائب	۴	غلام احمد اختر سے ملاقات	۲۱
وایانوالی چک ۲۷	۴	سید محمد غوث قادری	۲۱
ونوٹیانوالی چک ۳۹	۵	سید عبدالقادر ثانی	۲۳
بلاچپ شاہ	۵	سید عبدالرزاق	۲۴
وصایائے والد مصنف	۷	مخدوم حامد گنج بخش کلاں	۲۵
مصنف کی روانگی	۹	سید عبدالقادر ثالث	۲۵
اوچ میں آمد	۹	جمال الدین موسیٰ پاک شہید	۲۶
سجادہ نشین اوچ سے ملاقات	۹	مخدوم شمس الدین ثانی	۲۶
مزار شیخ صفی الدین حقانی	۱۰	کتبۂ روضۂ محمد غوث قادری	۲۶
مکتوب مصنف بطرف والد صاحب	۱۱	کتبۂ مسجد خانقاہ محمد غوث	۲۷
مکتوب مصنف بطرف برادر خود	۱۲	سید عبدالقادر رابع	۲۷
مکتوب مصنف بہ صنعت واسع الشفتین		مخدوم شمس الدین محمد ثالث	۲۸
بہ طرف محمد امین نوشہروی	۱۳	مخدوم حامد محمد گنج بخش ثانی	۲۸
مقبرہ سید کبیر الدین حسن دریا	۱۴	مخدوم شمس الدین محمد رابع	۲۸
مصنف کی شب فاقہ	۱۷	مخدوم عبدالقادر خامس	۲۹
غلام احمد اختر سے ملاقات	۱۷	مخدوم حامد گنج بخش ثالث	۲۹

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۳۰	مخدوم عبدالقادر سادس
۳۱	مخدوم گنج بخش رابع
۳۳	مخدوم حامد محمد شمس الدین خامس
۳۳	مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش خامس
۳۴	مخدوم حامد محمد شمس الدین سادس
۳۴	مخدوم گنج بخش سادس
۳۴	مخدوم حامد محمد شمس الدین سابع
۳۵	مخدوم حامد محمد گنج بخش سابع
۳۵	مخدوم حامد محمد شمس الدین عبدالقادر
۳۵	ایک دوشیزہ کا جن نکالنا
۳۷	جن نکالنے کا طریقہ
۳۸	مکتوب مصنف بطرف والد صاحب
۳۹	مکتوب مولوی محمد حیات شرقپوری
۴۲	فکاہیہ عربی عبارت
۴۲	اشعار جعفر زٹلی
۴۳	انگریزی الفاظ کا شعر
۴۳	احمد یار مرالوی کی فکاہیہ غزل
۴۴	مسجد قادریہ دربار غوثیہ کے کتبات واشعار و تحریریں
۵۷	غلام احمد اختر سے ملاقات
۵۷	لفظ نوشہ کی تحقیق
۵۸	میلہ و عرس دربار غوثیہ
۶۰	فضائل الامام من رسائل

صفحہ	مضمون
	حجۃ الاسلام سے اقتباس
۶۲	درخواست مصنف برائے ملاحظہ
	کتب خانہ درگاہ غوثیہ
۶۴	مخدوم حامد شمس الدین ثامن سے ملاقات
۶۶	غلام احمد اختر سے ملاقات
۶۶	خواب میں محمد غوث کی زیارت
۶۷	مکتوب مصنف بطرف برادر خود
۷۰	ہیڈ پنج ند
۷۱	مستورات کے دربار غوثیہ پر سلام کے لئے آنے کے انتظامات
۷۱	خانقاہ محمد غوث گیلانی
	کتبات، تحریرات واشعار
۷۴	مجاوران دربار گیلانی
۷۴	جاگیرات دربار گیلانی
۷۴	سجادہ نشین حاضرہ
۷۶	فدا حسین کے قصائد
۸۱	مکتوب والد مصنف
۸۲	کتب خانہ درگاہ گیلانیہ کے تین مخطوطات۔ ایک مخطوطہ سے
۸۳	شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات
۸۵	منشی حسن بخش سے ملاقات
۸۶	رقعہ مصنف برائے ملاحظہ کتب

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کتابخانہ درگاہ گیلانی	
غلام احمد اختر سے ملاقات	۸۷
اوچ کے جغرافیائی حالات قدیم کتب سے	۸۸
اوچ کے چشم دید حالات	۹۱
مکتوب مصنف بطرف والد صاحب	۹۳
سید محمد غوث الحسنی	۹۵
تذکرہ سجادہ نشینان اوچ	۹۶
سید عبدالقادر ثانی	۹۶
سید عبدالرزاق	۹۷
مخدوم حامد گنج بخش کلاں	۹۷
جمال الدین موسیٰ پاک شہید	۹۷
سید عبدالقادر ثالث	۹۸
سید شمس الدین محمد ثانی	۹۸
سید عبدالقادر رابع	۹۸
سید شمس الدین محمد ثالث	۹۸
حامد گنج بخش ثانی	۹۹
شمس الدین محمد رابع	۹۹
عبدالقادر خامس	۹۹
حامد گنج بخش ثالث	۹۹
عبدالقادر سادس	۱۰۰
حامد گنج بخش رابع	۱۰۰
شمس الدین محمد خامس	۱۰۱
حامد گنج بخش خامس	۱۰۱

مضمون	صفحہ
شمس الدین محمد سادس	۱۰۱
حامد گنج بخش سادس	۱۰۱
میاں احمد متخلص مسکین ملتانی کی نظم	۱۰۲
شمس الدین محمد سابع	۱۰۲
حامد گنج بخش سابع	۱۰۳
مخدوم شمس الدین محمد ثامن	۱۰۳
(موجودہ سجادہ نشین)	
مخدوم صاحب کا نسب نامہ	۱۰۴
پیر حضور بخش نظامی سے ملاقات	۱۰۵
سید مبارک حقانی کی قبر	۱۰۷
اردو غزلیں	۱۰۷
فہرست مزارات خانقاہ بندگی محمد غوث	۱۰۹
شرائط جمعہ	۱۱۱
رسالہ حق نما در بوسیدن دست وپا	۱۱۱
سے اقتباسات	
کاہی سرخ کے اوصاف	۱۱۳
مزار جمال درویش سہروردی	۱۱۴
خانقاہ شیخ رضی الدین گنج علم	۱۱۴
تکیہ شاہ سلیم سدھار فقیر	۱۱۵
مزار سید علی شاہ شہید کے کتبات	۱۱۵
واشعار	
مولوی فیض محمد اوچی سے ملاقات	۱۱۷
مزار جھنجل شاہ بخاری	۱۱۸

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مزار پیر منان	۱۱۸
اوچ میں عاشورا کا جلوس	۱۱۸
پیر حضور بخش سے ملاقات	۱۱۸
وظائف خاندان چشتی	۱۱۸
اجازت نامہ حضور بخش نظامی بہ مصنف	۱۲۲
غلام احمد اختر سے ملاقات	۱۲۳
شیعوں کے ہاں امامت کا تصور	۱۲۳
خواب میں شیر محمد شرقپوری کی زیارت	۱۲۴
مولوی فیض محمد اوچی سے ملاقات	۱۲۵
مناقب الاصفیا کا مخطوطہ	۱۲۵
مولوی غلام رسول بہاول پوری کے وعظ کے اقتباسات: قرآن مجید کے متعلق، آنحضرتؐ کے فضائل، آنحضرتؐ کا حاضر و ناظر ہونا، حضرت آدمؑ کے متعلق، چاریار کے متعلق، امام حسینؓ کے متعلق، شیعوں کی تردید، سلاسل فقرا، اولیاء اللہ کی امداد، مجلس وعظ فضیلت بزرگوں کی شان، وما اہل بہ لغیر اللہ۔	۱۲۷
فارسی، اردو، سرائیکی اور پنجابی کلام	۱۳۵
تکیہ جہانگیر مست	۱۴۳
سید جلال الدین میر سرخ بخاری	۱۴۳
محل شریف اوچ بخاریاں	۱۴۴

مضمون	صفحہ
سجادہ نشین درگاہ بخاری	۱۴۴
مسجد شریف بخاری	۱۴۵
خانقاہ بی بی جیوندی	۱۴۶
مزار گامن سچار	۱۴۶
خانقاہ حضرت بہاول حلیم	۱۴۶
خانقاہ شاہ منور	۱۴۶
مخدوم جہانیاں جہانگشت	۱۴۶
خانقاہ مخدوم جہانیاں	۱۴۸
مسجد حاجات	۱۵۰
قبر قادر بخش	۱۵۰
تحریرات مقبرہ قدم علی مرتضیٰؓ	۱۵۰
مخدوم راجن قتال	۱۵۴
خانقاہ مخدوم راجن قتال	۱۵۵
خانقاہ شاہ فضل الدین	۱۵۵
خانقاہ ابو حنیفہ	۱۵۶
روضہ بی بی تگنی	۱۵۷
مولوی غلام رسول مرید احمد رضا خان بریلوی سے ملاقات	۱۵۸
مصنف کا موسیقی سے شغف	۱۵۸
مولوی غلام رسول بہاول پوری سے ملاقات	۱۶۰
غلام احمد اختر سے ملاقات	۱۶۰
مدار الہام سے کتب خانہ دیکھنے کی سعی	۱۶۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کی دوبارہ درخواست	
کتب خانہ درگاہ غوثیہ قادریہ	۱۶۴
نادر مخطوطات، انیس القادریہ کا اقتباس	
مفتاح الفتوح کا تکملہ، حامد محمد شمس الدین	
سادس کی تصانیف، اظہار الیقین کا مخطوطہ،	
نسب نامہ سجادہ نشین بغداد، شجرہ	
سادات سکھرہ، غنیۃ الطالبین کا	
مخطوطہ، قطعات تاریخ بزرگان اوچ	
مصنف کا الوداعی سلام	۱۷۵
مصنف کی واپسی کا سفر	۱۷۶
ساہن پال شریف آمد	۱۷۷
ضمیمے	۱۷۸
۱- گوشوارہ اخراجات سفر اوچ	
۲- نقشہ سطحی خانقاہ غوثیہ و مسجد قادریہ	
و دارالعلوم قادریہ	
۳- نقشہ قبور محل شریف بندگی محمد غوث	

مضمون	صفحہ
۴- شجرہ نامہ اولاد حضرت سید محمد غوث	
از سلب سید عبدالقادر ثانی	
۵- شجرہ نامہ اولاد سید موسیٰ پاک شہید ملتانی	
۶- شجرہ نامہ اولاد سید زین العابدین بن	
سید عبدالقادر ثانی	
۷- شجرہ نامہ اولاد سید محمد غوث اوچی از	
سلب سید مبارک حقانی	
۸- شجرہ نامہ اولاد سید محمد غوث اوچی از	
سید عبداللہ ربانی	
۹- شجرہ نامہ اولاد سید صوفی علی از	
نبائر سید عبداللہ ربانی	
۱۰- شجرہ نامہ اولاد سید مرتضیٰ بن	
بن سید صوفی علی	
۱۱- شجرہ نامہ اولاد سید قطب بن	
بن سید مرتضیٰ	

Marfat.com

مقدمہ

مارچ ۱۹۹۷ء میں جب میں برادرم خضر نوشاہی صاحب کی راہنمائی اور ہمراہی میں زندگی میں پہلی بار خانقاہ بندگی محمد غوث گیلانی اوچی کی زیارت کرنے اوچ شریف جارہا تھا تو میرے دل میں خانقاہ اور اوچ شریف دیکھنے کا وہی اشتیاق، احترام اور تجسس موج زن تھا جو تریسٹھ سال پہلے میرے عم محترم حضرت شرافت نوشاہی مرحوم و مغفور کے پہلے سفر اوچ شریف کے موقع پر ان کے دل میں تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ ۱۹۳۴ء میں وہ پیدل چل کر، گھوڑے اور تانگے پر سوار ہوتے اور ریل گاڑیاں بدلتے ہوئے دو دن میں وہاں پہنچے تھے اور ۱۹۹۷ء میں ہم آرام دہ بسوں میں سفر کرتے ہوئے چند گھنٹوں میں وہاں پہنچ گئے تھے۔ قدیم زمانے میں سفر کی طوالت اور صعوبت بھی اشتیاق اور نیازمندی کو دو آتشہ کر دیتی تھی، مگر آج ٹھنڈے گرم موسمی اثرات سے محفوظ رکھنے والی سبک خرام سواریاں سفر کو چند ساعتوں میں طے کرا کر گرمی شوق محسوس کرنے کی فرصت ہی نہیں دیتیں۔ اوچ شریف جاتے ہوئے میرے ذہن میں وہاں کے ماحول کا وہی نقشہ تھا جو حضرت شرافت نوشاہی نے ۱۹۳۴ء میں کھینچا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ جب وہاں داخل ہوں گا تو آبادی کے باہر کھجور کے درختوں کے جھنڈ ہوں گے، بیلوں والے رہٹ چل رہے ہوں گے، آبادی کے اندر سر پر دستار باندھے اور گرم ٹوپیاں پہنے مرد اور چولا پہنے عورتیں نظر آئیں گی۔ مگر اب فلک برسوں پھر چکا تھا اور زمین پر موجودات کی ترتیب اور تہذیب بھی بدل چکی تھی۔ کہاں ۱۹۳۴ء میں ڈیرہ نواب ریلوے جنکشن سے اوچ شریف تک تیرہ میل پیدل سفر کرنے کی مشقت اور آبلہ پائی اور کہاں اب خود اوچ ہی کے لاری اڈے سے لے کر خانقاہ غوثیہ تک جانے کے لئے بھی موٹر رکشا کی سہولت موجود۔ وعلی ھذا القیاس۔

حضرت شرافت نے یہ سفرنامہ حدائق الانوار فی زیارۃ السادۃ الابرار المعروف

Marfat.com

سفرنامہ اوچ متبرکہ کے نام سے ۱۹۳۴ء میں لکھا تھا۔ ۱۹۹۷ء میں سفر اوچ کے ضمن میں بہاول پور بھی جانا ہوا اور وہاں اردو اکادمی کے ناظم پروفیسر شاہد حسن رضوی صاحب سے ملاقات ہوئی اور اس سفرنامے کا مسودہ دکھایا۔ انہوں نے اسے اپنے علاقے کی تہذیب کی ایک معاصر اور چشم دید دستاویز قرار دیتے ہوئے اپنے اشاعتی منصوبے میں شامل کر لیا اور اب ۱۹۹۹ء میں اس کی اشاعت عمل میں آ رہی ہے۔ میں اکادمی کے ناظم پروفیسر رضوی صاحب اور اکادمی کے خازن جناب محمد حسن میرانی نوشاہی کا بے حد ممنون ہوں۔ خدا انہیں مزید علمی توفیقات ارزانی فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

کتاب کے مصنف(۱)

سلسلۂ قادریہ نوشاہیہ کے جلیل القدر شیخ طریقت اور مصنف سید شریف احمد شرافت نوشاہی نے ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ / ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کو پنجاب کے گاؤں ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاؤالدین میں آنکھ کھولی اور ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ / ۴ جولائی ۱۹۸۳ء کو وہیں آخری سانس لے کر آسودۂ خاک ہوئے۔ طاب ثراہ۔ مصنف کے والد اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی (متوفی ۱۹۶۵ء) عالم دین، شیخ طریقت، مصنف اور فارسی، اردو، پنجابی زبانوں کے شاعر تھے مگر ان کا امتیازی وصف یہ تھا کہ پورے طور پر "نوشاہیت" میں رنگے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے انداز کے مطابق سلسلۂ نوشاہیہ کے علمی آثار کی جستجو اور معلومات جمع کرنے میں عمر صرف کر دی۔ متعدد جلدوں میں ان کی بیاض انوار محمد شاہی ایسی ہی معلومات کا منتشر خزینہ ہے۔ وہ اپنے خلف الرشید شرافت نوشاہی کو بھی اسی رنگ میں ڈوبا دیکھنا چاہتے تھے اور اسی ماحول اور نہج پر ان کی

۱- مصنف کے خودنوشت تفصیلی حالات کیلئے دیکھئے: شریف التواریخ، جلد دوم، صفحات ۲۱۲-۱۵۴، جلد سوم، حصہ دہم، صفحات ۲۱۹-۲۵۷، نیز: محمد اقبال مجددی، احوال و آثار سید شرافت نوشاہی، لاہور، ۱۹۷۱ء طبع اول، مجددی صاحب کی مذکورہ تصنیف کی طبع ثانی اس وقت عمل میں آئی جب اسے شریف التواریخ جلد دوم کے ضمیمہ کے طور پر ۱۹۸۲ء میں شائع کیا گیا۔

Marfat.com

تربیت کی۔ اس تربیت اور والد بزرگوار کی خواہشات اور دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ حضرت شرافت نے اپنی عملی زندگی کا ایک لمحہ بھی سلسلۂ نوشاہیہ کی علمی خدمت سے غافل رہ کر نہیں گذارا اور یہ انہی کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے آج سلسلۂ نوشاہیہ اپنے روحانی وقار، علمی بار اور تہذیبی اعتبار کے ساتھ سب کی سامنے متعارف ہے۔ حضرت شرافت کی عمر بھر کی محنت کا نچوڑ شریف التواریخ کے وہ آٹھ ہزار صفحات ہیں جو کہنے کو تو سلسلۂ قادریہ نوشاہیہ کے مشائخ اور متوسلین اور اولاد کا ابتدا سے لے کر موجودہ عہد تک کا مفصل تذکرہ ہے مگر درحقیقت یہ سلسلۂ نوشاہیہ اور خطہ پنجاب کی ایسی علمی اور تہذیبی تاریخ ہے جس کے بہت سے واقعات صرف اسی کتاب کے ذریعے سے پہلی بار منظر عام پر آئے ہیں۔ حضرت شرافت نوشاہی مرحوم نے ۲۲۰ سے زائد کتابیں تصنیف اور مرتب کیں اور اپنے مکان پر ایک ایسا کتب خانہ فراہم کیا جس میں سلسلۂ نوشاہیہ کے مصنفین کے آثار یا سلسلے کے بارے میں تقریباً سبھی مآخذ جمع ہو گئے ہیں۔ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ایک دور افتادہ گاؤں میں ایک سادہ وضع کی زندگی گزارنے والے مؤرخ اور مصنف کے ہاتھوں کیسے انجام پا گیا تو بہت سی علل اور باتیں ایک دوسرے سے پیوست نظر آتی ہیں۔ جیسے زندگی کے مقصد کا تعین، مقصد کے حصول کے لئے محنت، وقت کی قدر اور نام و نمود سے بے غرضی۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اپنے مقصد حیات تک پہنچنے کے لئے انہوں نے جس چیز کو ضامن اور وسیلہ بنایا اور جسے حکمائے روزگار صدیوں پہلے ہی "وسیلۂ ظفر" قرار دے چکے ہیں، سفر اور مسلسل سفر ہے ان کے ہاں گمنام کتابوں، گمنام مصنفوں، گمنام مزارات اور گمنام شہادتوں تک رسائی بیشتر انہی سفروں کا ماحصل ہے۔

حضرت شرافت نے اپنے روزنامچوں میں اپنی اسفار کی روداد لکھی ہے مگر ان کے کچھ جداگانہ سفرنامے بھی موجود ہیں۔ جیسے:

۱- ہدیۂ احباب (سفرنامۂ خوشاب)، اس میں ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ بھلوال شریف ضلع سرگودھا اور خوشاب شریف ضلع سرگودھا کے

Marfat.com

مزارات کی زیارتوں کے کوائف ہیں۔

۲- حدائق الانوار فی زیارت السادۃ الابرار یعنی سفر نامۂ اوچ متبرکہ، اس میں ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ تا ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ اوچ شریف ضلع بہاولپور کے سفر اور وہاں چالیس روزہ قیام کی روداد ہے۔ اس وقت یہی سفر نامہ پیش نظر ہے، اس پر مفصل بحث آگے آئے گی۔

۳- بیان الاسفار، یہ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ میں لکھا گیا۔ اس میں کئی چھوٹے بڑے سفروں کی روداد یکجا کر دی گئی ہے۔

۴- ثبات الایقان فی سفر الملتان۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ ملتان کا سفر نامہ ہے۔ جو مصنف کو ۲۵ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ تا ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ در پیش رہا۔

ان تمام سفر ناموں میں بنیادی طور پر ان شہروں یا مقامات میں مدفون بزرگوں کے حالات اور مزارات کا احوال درج ہے۔

مصنف کا سفر اوچ

۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / ۷ مارچ ۱۹۳۴ء کو مصنف کے والد بزرگوار نے انہیں حکم دیا کہ وہ اوچ شریف میں واقع حضرت سید مبارک حقانی (متوفی ۹۵۶ھ) کی درگاہ کی زیارت کے لئے وہاں جائیں اور صوفیا کے تتبع میں چالیس راتیں وہاں قیام کریں۔ لہذا مصنف نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۳۴ء کو اپنے مسکن ساہن پال شریف (۱) سے سفر کا آغاز کیا۔ والد بزرگوار نے اپنے بیٹے کو جن کی عمر اس وقت ستائیس سال تھی، رخصت کرتے وقت جو حکمت و عرفان آمیز نصیحتیں کیں ان میں دو نصیحتیں ایسی تھیں جن سے سفر کی غرض و غایت پر روشنی پڑتی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"شہر اوچ شریف میں یا گرد و نواح میں کوئی علم و فضل والا بزرگ یا

۱- اس وقت یہ گاؤں انتظامی اعتبار سے ضلع گجرات (پنجاب) کی حدود میں تھا اب ضلع منڈی بہاؤالدین کی حدود میں واقع ہے۔

Marfat.com

درویش ہو تو اس کی ملاقات و زیارت ضرورت کرنا۔ حالات بزرگان قادریہ اگر وہاں سے دستیاب ہو سکیں تو جمع کرنے کی کوشش کرنا۔"

(سفر نامۂ اوچ۔ واقعات ۲۱ مارچ ۱۹۳۴ء)

ہم دیکھتے ہیں کہ مصنف اوچ میں زیارات اور عبادات و معمولاتِ روزانہ کے ساتھ ساتھ علماء و فضلاء اور درویشوں کی صحبتوں میں بھی جاتے ہیں اور بزرگان قادریہ کے حالات جمع کرنے کے لئے بھی دل و جان سے سنجیدہ کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح یہ سفر نامہ محض ایک عقیدت مند کی چلہ کشی، مراقبوں اور خوابوں کی روداد نہیں ہے بلکہ قدیم و جدید اوچ کے بعض تاریخی، جغرافیائی، تہذیبی اور ادبی واقعات و حقائق کی معاصر شہادت بھی ہے۔

ہم نے یہاں نہایت اختصار کے ساتھ اس سفر نامے کا ایک تنقیدی جائزہ تیار کیا ہے جو اس کی اہمیت و افادیت متعین کر سکے گا۔

اوچ کا سفر کیوں ؟

سب سے پہلے یہ سوال پیش آتا ہے کہ مصنف نے اوچ شریف کا سفر کیوں اختیار کیا؟ برصغیر کی تاریخ تصوف پر نظر رکھنے والے سبھی باخبر لوگ جانتے ہیں کہ اوچ شریف برصغیر پاکستان و ہند میں سلسلہ قادریہ کا اولین و قدیم ترین مرکز ہے۔ بندگی حضرت محمد غوث حلبیؒ (متوفی ۹۲۳ھ) خاندان قادریہ کے پہلے فرد تھے جو ۸۸۷ھ میں حلب سے اوچ آئے اور یہاں توطن اختیار کیا اور اس خطے میں آپ کے انفاس متبرکہ سے سلسلۂ قادریہ نے جڑ پکڑی۔ مقتدائے سلسلۂ نوشاہیہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش (متوفی ۱۰۶۴ھ) کا شجرۂ طریقت بیچ کے تین واسطوں یعنی شیخ سلیمان بھلوالی، شیخ معروف خوشابی اور مخدوم مبارک حقانی کے ذریعے سے بندگی محمد غوثؒ تک پہنچتا ہے۔ اس لئے اوچ شریف اور وہاں مشائخ قادریہ کے مزارات، سلسلۂ نوشاہیہ کے کسی بھی فرد یا پیروکار کے

Marfat.com

لئے تقدس اور احترام کا مقام ہے۔ اس احترام اور ادب کے بہت سے شواہد ہمیں اس سفرنامے میں بھی ملتے ہیں۔ مثلاً مصنف کے والد بزرگوار نے انہیں اوچ رخصت کرتے وقت جو نصیحتیں کیں ان میں یہ نصیحت بھی شامل تھی: ”جو صاحب سجادہ نشین ہوں ان کے ادب واحترام میں بہت کوشش کرنا اور ان کے کسی فرمان سے اجتناب نہ کرنا۔ ہاں اگر منہیات میں سے کسی چیز (شراب، بھنگ، چرس وغیرہ) کے وہ مرتکب ہوں اور اس کے استعمال کو کہیں تو عرض کر دینا آپ کے بزرگوں نے ہم کو ان غیر شرع چیزوں سے منع کیا ہوا ہے۔ اوچ شریف کا کوئی شخص تم سے کسی مسئلہ یا کسی بات سے جھگڑا کرے تو تم اس سے ہرگز نہ جھگڑنا، نہ کسی سے مناظرہ کرنا۔“ (۲۱ مارچ ۱۹۳۴ء) ہم دیکھتے ہیں کہ مصنف نے اس وقت کے سجادہ نشین مخدوم سید خیرات حسین المعروف شیخ حامد محمد شمس الدین ثامن جن کی عمر صرف چودہ سال تھی کا ذکر پورے سفرنامے میں ادب واحترام سے کیا ہے اور ان سے ادب اور احترام سے کے ساتھ پیش آتے رہے۔ (دیکھئے واقعات ۲۴ مارچ، ۲۵ مارچ) مصنف کے ہاں اوچ شریف کے عملی ادب کی اور بہت سی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ جیسے وہاں کی خاک پاک کا تبرک حاصل کرنا، خانقاہ کی صفائی کرنا (۳۰ اپریل)، وہاں کے ایک متبرک درخت کے پتوں کا تبرک حاصل کرنا، خانقاہ پر غلاف پیش کرنا (یکم مئی) وغیرہ۔ مگر ادب ملحوظ رکھنے کی ایک انوکھی مثال یہ ملتی ہے کہ مصنف کو عین عیدالاضحیٰ کے دن خانقاہ پر لنگر کی تقسیم میں بدانتظامی کے باعث کھانا نہ ملا اور عید کے دن فاقہ کرنا پڑا۔ جب یہ خبر درگاہ کے مدارالمہام صاحب کو ملی تو انہیں افسوسناک حیرانی ہوئی۔ انہوں نے مصنف سے پوچھا کیا تمہیں کل روٹی ملی تھی؟ چونکہ مصنف کو درگاہ قادریہ کے لانگری کی شکایت بھی لب پر لانا خلاف ادب محسوس ہو رہا تھا لہٰذا انہوں نے تاویل کر دی کہ روٹی مل گئی تھی (تفصیل ۲۷ مارچ کے واقعات میں موجود ہے) یہ سفر شدید گرمی کے موسم میں پیش آیا تھا اور مصنف اس گرمی سے متاثر بھی تھے (۱۰ اپریل، ۱۱ اپریل کا خط، ۱۶ اپریل) سفر کی صعوبت الگ۔ مصنف کو وہاں کم از کم تین دفعہ رات کو فاقہ کشی بھی کرنا پڑی (۲۵ مارچ،

Marfat.com

۲۶ مارچ، ۲۵ اپریل) مگر شوق و عقیدت کے اس سفر میں چونکہ غذاے روحانی کا وافر سامان موجود تھا اس لئے سب کچھ خوشی برداشت کرلیا۔

علمی اور تاریخی افادیت

ہر سفرنامہ اپنے اپنے اسلوب کے باعث مقبول اور معتبر رہا ہے۔ عربی، فارسی اور اردو ادب کے تمام کلاسیک سفرنامے اپنی علمی، جغرافیائی اور تہذیبی معلومات و مشاہدات کی وجہ سے درخور اعتناء ہیں۔ زیر نظر کتاب اگرچہ بنیادی طور پر روزنامچہ ہے مگر اس میں سفر کی منزل یعنی اوچ کے حوالے سے حتی المقدور تاریخی اور علمی معلومات جمع ہو گئی ہیں۔ بعض معلومات براہ راست مشاہدے پر مبنی ہیں اور بعض بالواسطہ حوالے سے ہیں۔ اوچ میں مدفون بزرگان دین کی تعداد اس کثرت سے ہے کہ ان سب کے تذکرے کے لئے الگ کتاب کی ضرورت ہے (۱)۔ تاہم مصنف کو چونکہ مشائخ طریقۂ قادریہ کے حالات پر تحقیق کرنا مقصود تھی اس لئے انہوں نے اختصاص کے ساتھ اوچ میں مدفون بندگی محمد غوث قادری اور ان کے اخلاف کا تذکرہ کیا ہے۔ ۲۷ مارچ اور ۲۰ اپریل کے واقعات کے ضمن میں ہمیں مندرجہ ذیل بزرگوں کے حالات ملتے ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ ۲۷ مارچ کے ذیل میں لکھے گئے حالات تاریخ اوچ مؤلفہ مولوی غلام احمد اختر سے لئے گئے ہیں جب کہ ۲۰ اپریل کے ضمن میں درج شدہ حالات مصنف کی ذاتی تحقیق پر مبنی ہیں۔

بندگی محمد غوث حلبیؒ

سید عبدالقادر ثانیؒ

سید عبدالرزاقؒ

مخدوم حامد گنج بخش کلاںؒ

مخدوم سید عبدالقادر ثالثؒ

۱- اس موضوع پر دیکھئے: مسعود حسن شہاب، خطۂ پاک اوچ، مطبوعہ بہاول پور۔

Marfat.com

جمال الدین موسیٰ پاک شہید

مخدوم محمد شمس الدین ثانیؒ

مخدوم سید عبدالقادر رابعؒ

مخدوم شمس الدین محمد ثالثؒ

مخدوم عبدالقادر خامسؒ

مخدوم سید فضل علی ملقب بہ مخدوم حامد گنج بخش ثالثؒ

مخدوم عبدالقادر سادسؒ

مخدوم گنج بخش رابعؒ

مخدوم حامد محمد شمس الدین خامسؒ

مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش خامسؒ

مخدوم حامد محمد شمس الدین سادسؒ

مخدوم حامد گنج بخش سادسؒ

مخدوم حامد محمد شمس الدین محمد سابعؒ

مخدوم حامد محمد شمس الدین عبدالقادرؒ

شیخ محمد شمس الدین ثامن۔ اوچ کے سجادہ نشین وقت

علاوہ ازیں مصنف نے سلسلۂ سہروردیہ کے بزرگوں میں سے سید کبیر الدین حسن دریا (۲۴ مارچ) مخدوم جہانیاں جہانگشت ر (۲۸ اپریل) اور مخدوم راجن قتال (۳۰ اپریل) کے حالات بھی لکھے ہیں۔ مصنف چونکہ ساہن پال سے روانہ ہوئے تھے اس لئے تھما ۱۲ مارچ کے واقعات میں حضرت نوشہ گنج بخش کے حالات بھی لکھ دیے ہیں اور اپنے راستے کی منزلوں میں مدفون اکابر کے بارے میں بھی مختصراً معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ جیسے خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ کے بزرگ شاہ نعمت اللہ معروف بہ حاجی دیوان سہروردی (۱۲ مارچ)، موضع چنبل ضلع شیخوپورہ کے صاحب مزارات شیخ جیتا (۱۳ مارچ) اور شیخ عجائب

ر

Marfat.com

(۱۴ مارچ) کا تذکرہ اور موضع ونوٹیانوالی ضلع گوجرانوالہ کے ایک صاحب مزار شمس الدین المشہور بابا چپ شاہ کا ذکر (۱۵ مارچ)۔

عمارات

سفرنامے میں اوچ شریف کے ان مزارات اور عمارات کا بھی جابجا ذکر ملتا ہے جو مصنف نے بچشم خود دیکھی ہیں:

مزار شیخ صفی الدین حقانی (۱۴ مارچ)

مقبرہ سید کبیر الدین حسن دریا (۲۴ مارچ)

مسجد قادریہ (۱۲ اپریل)

خانقاہ بندگی محمد غوث گیلانی (۱۳ اپریل)، مصنف نے بندگی محمد غوث کے مزار کے محل کے اندر دیگر مزارات اور قبور کا نقشہ خود تیار کیا ہے (۲۲ اپریل)۔

مزار جمال درویش (۲۴ اپریل)

خانقاہ شیخ رضی الدین گنج علم (۲۴ اپریل)

کافی شاہ سلیم سدھار فقیر (۲۴ اپریل)

مزار حضرت سید علی شاہ شہید (۲۴ اپریل)

مزار جھجل شاہ بخاری (۲۵ اپریل)

مزار پیر منان (۲۵ اپریل)

کافی جہانگیر سرمست (۲۸ اپریل)

خانقاہ سید جلال الدین میر سرخ بخاری (۲۸ اپریل)

مسجد شریف بخاری (۲۸ اپریل)

خانقاہ بی بی جیوندی (۲۸ اپریل)

مزار گامن سچار (۲۸ اپریل)

خانقاہ حضرت بہاول حلیم (۲۸ اپریل)

ڑ

Marfat.com

خانقاہ شاہ منور (۲۸ اپریل)

خانقاہ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت (۲۸ اپریل)

مسجد حاجات (۲۸ اپریل)

قبر قادر بخش (۲۸ اپریل)

مقبرہ قدم علی مرتضیٰ (۲۸ اپریل)

خانقاہ مخدوم راجن قتال (۳۰ اپریل)

خانقاہ شاہ فضل الدین (۳۰ اپریل)

خانقاہ ابو حنیفہ (۳۰ اپریل)

روضہ بی بی تگنی (۳۰ اپریل)

مصنف نے ہر مزار اور عمارت کے ذکر میں اس کے کتبے درج کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے جن میں سے بہت سے کتبات اب مرور زمان کے ساتھ مٹ چکے ہیں یا معدوم ہو چکے ہیں۔ مصنف نے اوچ کے مضافات میں ہیڈ پنج ند کی عمارت کا بھی دلچسپی سے ذکر کیا ہے۔ (۱۲ اپریل)

کتب خانہ درگاہ گیلانیہ

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے مصنف کے سفر اوچ کا ایک مقصد سلسلۂ قادریہ کے بعض مشائخ کے حالات کی جستجو تھی۔ چونکہ اوچ ہی بر صغیر میں قادریہ کا قدیم مرکز ہے اس لئے مصنف کو گمان بلکہ یقین کامل تھا کہ مطلوبہ حالات اوچ میں درگاہ گیلانیہ سے وابستہ کتب خانہ کے مخطوطات سے مل سکتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے وہاں پہنچ کر ۲۸ مارچ کو مدار المہام دربار گیلانیہ کے نام ایک درخواست کتب خانہ دیکھنے کے لئے لکھی اور نو اپریل کو وہ درخواست انہیں پیش کی اور ۱۴ اپریل کو اس کی یاد دہانی کی۔ مدار المہام صاحب نے معاملہ اپنے منشی کے سپرد کر دیا۔ اس نے ۱۵ اپریل کو تین کتابیں لا کر دکھائیں جو مصنف کو درکار نہ تھیں۔ ۱۶ اپریل کو مصنف نے منشی سے دوبارہ مطلوبہ کتب دکھانے کے لئے کہا مگر اس

Marfat.com

نے انکار کر دیا اور کتب خانہ دیکھنے کی کوشش تقریباً ناکام ہو گئی۔ مصنف ۲ مئی کو مدار المہام صاحب کے پاس رخصتی سلام کے لئے گئے تو انہوں نے خود یہ معاملہ چھیڑ دیا۔ مدار المہام صاحب کو معلوم تھا کہ منشی کی بے توجہی سے مصنف کتب خانہ نہیں دیکھ سکے۔ مصنف نے اس بار مدار المہام صاحب کو ایک اور درخواست کتب خانہ دیکھنے کی غرض سے پیش کی جو اس قدر نیاز مندی سے لکھی گئی تھی کہ درخواست پڑھتے ہی مدار المہام صاحب کا دل موم ہو گیا اور وہ بہت متاثر ہوئے اور کتب خانے کی چابیاں جیب سے نکال کر مصنف کے ہاتھ میں پکڑا دیں اور کہا اب فراغت خاطر کے ساتھ کتب خانہ دیکھیں۔ اگرچہ اسی روز مصنف کو واپس لوٹنا تھا مگر جب یہ مقصود ہاتھ آگیا تو وہ ایک دن مزید وہاں رکے اور کتب خانہ دیکھا اور اس کا مفصل احوال لکھا اور نادر مخطوطات کی مجمل فہرست درج کی۔ غالباً یہ پہلی دفعہ ہوا کہ کسی کو اس کتب خانے میں جانے کی اجازت دی گئی اور پہلی دفعہ اس کا احوال مصنف کے سفر نامہ اوچ کے حوالے سے قلم بند ہوا(۱)۔

مقامی فضلاء سے ملاقاتیں

اس سفر نامے کا یقیناً وہ حصہ قیمتی ہے جس میں اوچ کے چند معاصر فضلاء سے مصنف کی ملاقاتوں کا احوال درج ہے۔ جیسے :

غلام احمد اختر مؤرخ اوچ (۲۵ مارچ، ۲۷ مارچ، ۵ اپریل، ۱۰ اپریل، ۲۶ اپریل)

پیر حضور بخش چشتی (۲۵ اپریل، ۲۷ اپریل)

مولوی غلام رسول۔ یہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے مرید تھے۔ (۲۷ اپریل، یکم مئی)

غلام فرید اخگر (۲۷ مارچ، ۳ اپریل، ۱۲ اپریل، ۱۴ اپریل)

منشی حسن بخش۔ یہ محمد ادریس مؤلف نتائج الاخبار کے پوتے تھے (۱۶ اپریل)

۱- ڈاکٹر راجہ غلام سرور (متوفی ۱۹۹۸ء) بہت بعد یعنی ۱۹۴۷ء میں وہاں پہنچے اور کتب خانے کی توضیحی فہرست تیار کی۔ یہ فہرست ۱۹۶۱ء میں اردو اکادمی بہاول پور نے شائع کی۔

Marfat.com

معاصر اوچ کی تہذیبی جھلک

اس سفر نامے میں وہ معلومات بھی بہت اہم ہیں جو مصنف نے اوچ کی چشم دید تہذیبی روایت اور طرز زندگی کے بارے میں درج کی ہیں۔ مثلاً

عید کی نماز کا منظر (۲۶ مارچ)

درگاہ پر جن نکالنے کا طریقہ (۲۹ مارچ)

عرس کے دن نذرانے کی کل مالیت ۷۰ روپیہ تھی (۲۹ مارچ)

عرس کا احوال (۶ اپریل، ۷ اپریل)

درگاہ کے سجادہ نشینوں اور صاحبزادوں کی مستورات جس روز درگاہ پر سلام کے لئے آتی تھیں تو ان کے لئے پردے کا کیا اہتمام کیا جاتا تھا (۱۳ اپریل)

اوچ کے مکانات کیسے تھے؟ مرد اور عورتیں کیسا لباس پہنتی تھیں؟ اور زبان کیا تھی؟ (۱۸ اپریل)

عاشورا کا جلوس کیسا ہوتا تھا؟ (۲۵ اپریل)

پنجاب کی آبادیوں کا ذکر

تمام کلاسیک جغرافیائی سفر ناموں کی طرح اس سفر نامے میں بھی ان آبادیوں کی جغرافیائی تفصیل ملتی ہے جہاں مصنف نے دوران سفر قیام کیا یا گزر ہوا۔ جیسے خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ (۱۲ مارچ)، گجیانہ ضلع شیخوپورہ (۱۳ مارچ)، چھل ضلع شیخوپورہ (۱۳ مارچ)، وایانوالی چک ۲۷ ضلع شیخوپورہ (۱۴ مارچ، ونوٹیانوالی چک ۳۹ ضلع گوجرانوالہ (۱۵ مارچ)، اوچ (۱۸ اپریل)۔

سفر کے اخراجات

اس سفر اور قیام و طعام پر مصنف کے کل گیارہ روپے چودہ آنے خرچ ہوئے اس کی تفصیل آخر میں موجود ہے۔

Marfat.com

مذکورہ بالا چند مثالوں اور حوالوں کی روشنی میں اس سفرنامے کی تاریخی افادیت کے بعض گوشے سامنے آچکے ہیں۔ یہاں تکرار کی ضرورت نہیں۔ تاہم ایک دو اور پہلوؤں کی طرف توجہ مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ مثلاً سفرنامے میں جا بجا چند معاصر شاعروں کا کلام بھی محفوظ ہو گیا ہے جو شاید کسی اور تذکرے میں نہ ملے۔ دوسرا یہ کہ اس سفر اور بالخصوص کتب خانہ درگاہ گیلانیہ دیکھنے سے مصنف کو جو علمی فوائد اور نتائج حاصل ہوئے ان کا مصنف نے اپنی اہم تصنیف شریف التواریخ (حصہ اول) میں بھرپور استعمال کیا۔

زیرِ نظر اشاعت

مصنف کے ہاتھ سے لکھا ہوا زیرِ نظر سفرنامے کا مسودہ ان کے چھوڑے ہوئے کتب خانہ (عنایۃ سید سعید الظفر نوشاہی فرزند اصغر مصنف، لاہور) میں موجود ہے۔ یہ مسودہ ۳۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں کچھ شجرہ نامے ہیں۔ مصنف نے تاریخ کتابت درج نہیں کی لیکن معلوم ہے کہ یہ ۱۹۳۴ء کی تحریر نہیں ہے بلکہ ۱۹۳۴ء کی تحریری یادداشتوں کی بنیاد پر یہ مسودہ بعد میں لکھا گیا۔

جب اس سفرنامے کی اشاعت کا فیصلہ ہوا تو میں نے اپنی صوابدید پر اس کے کچھ مطالب حذف کر دیئے۔ محذوف حصوں میں زیادہ تر وہ نجی خطوط ہیں جو مصنف کو قیام اوچ کے دوران اہل خانہ کی طرف سے گھریلو حالات کے سلسلے میں ملتے رہے۔ البتہ میں نے مصنف کے وہ تمام خطوط برقرار رکھے ہیں جن میں اوچ سے متعلق معلومات درج ہیں۔

مصنف کا اسلوب زبان و بیان سیدھا سادا ہے۔ اس میں کچھ تصرف نہیں کیا گیا۔ بعض جگہ پنجابی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو فطری ہیں۔

امید ہے اوچ کے حوالے سے اس سفرنامے کی اشاعت سے بعض معلومات میں قابل قدر اضافہ ہو گا۔

عارف نوشاہی

۱۶ شعبان ۱۴۱۹ھ / ۶ دسمبر ۱۹۹۸ء

ماڈل ٹاؤن، ہمک، اسلام آباد

ش

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین ، والصلوٰۃ علیٰ محمد خاتم النبیین . والسلام علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۔ وعلیٰ سیدنا الشیخ محیی الدین عبدالقادر المسکین الامین . برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ اما بعد

احقر العباد فقیر سید ابوالریاض شریف احمد اصلح اللہ حالہ ومآلہ از اولاد امجاد حضرت قطب الاقطاب سید العارفین ، حضرت شیخ الاسلام سید شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی قادری قدس سرہ العزیز عرض پرداز ہے کہ میرے والد بزرگوار فضیلت مآب معرفت انتساب اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی برخورداری سجادہ نشین ساہنپال شریف مدظلہ العالی کچھ عرصہ سے اپنے یاران طریقت کے ہاں تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے وایانوالی چک ۲۷ ضلع شیخوپورہ سے ایک مکتوب گرامی میرے (شرافت کے) نام بھیجا جو مجھے ساہنپال شریف میں موصول ہوا ۔ اس میں مجھے تحریر فرمایا کہ تم سفراوچ کرو اور حضرت سید مبارک حقانی رضی اللہ عنہ کی درگاہ معلیٰ کا دیدار کرو ۔ یہ مکتوب شریف آپ نے ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ کو لکھا ۔ جب مجھے موصول ہوا تو میں بفرمان واجب الاذعان گھر سے روانہ ہوا ۔

دوشنبہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۳۴ء

میں صبح کو دربار شریف جد امجد سلطان الاولیاء حضرت نوشہ گنج بخش (۱) رحمۃ اللہ علیہ پر گیا ۔ وہاں جاکر غسل کیا اور مزار اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا ۔ فاتحہ پڑھا ۔ دوسرے آباؤ اجداد کے مزارات کی زیارت بھی کی اور فاتحہ پڑھ کر رخصت لی ۔

چاشت کے وقت گھر سے روانہ ہوئے ۔ حضرت والدہ ماجدہ دامت برکاتہا بھی چنبھل (۲) جانے کے واسطے روانہ ہوئیں ۔ محمد حسین نومسلم چنبھلی رسول نگر (۳) تک ساتھ آیا ۔ جس گھوڑی پر

---

(۱) حضرت صاحب ۔ امام و مقتدائے سلسلہ نوشاہیہ ۹۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۶۴ھ میں وفات پائی ۔ آپ سادات علوی سے تھے ۔
(۲) چنبل یا چنبھل ، تحصیل فاروق آباد ، ضلع شیخوپورہ کا ایک موضع جہاں مصنف کے عزیز و اقارب مقیم ہیں ۔ ع
(۳) شہر نور محمد چٹھہ رئیس اعظم میجر چٹھہ نے ۱۱۹۵ھ میں آباد کیا ۔ اسکا نام کوٹ چٹھہ رکھا ۔ بعد میں اس کا نام رسولنگر مقرر ہوا ۔ سکھوں نے اپنے عہد حکومت میں اس کا نام رام نگر مقرر کیا ۔

Marfat.com

سوار ہوکر والدہ صاحبہ آئیں۔ وہ واپس لے گیا۔ وہاں سے ہم ٹانگہ پر سوار ہوکر علی پور(۱) (اکال گڑھ) سٹیشن پر پہنچے۔ وہاں سے ۱۲ بجے دن کی ریل پر سوار ہوکر سٹیشن سکھیکے منڈی پر اترے۔ وہاں سے ٹانگہ پر سوار ہوکر خانقاہ ڈوگراں پر پہنچے۔

خانقاہ ڈوگراں

یہ قصبہ ہے۔ پہلے ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل تھی۔ جب سے نیا ضلع شیخوپورہ مقرر ہوا ہے تب سے یہ تحصیل ٹوٹ گئی ہے۔ یہ قصبہ حاجی دیوان ڈوگر کی وجہ سے زیادہ شہرت رکھتا ہے۔

حاجی دیوان

آپ کا نام شاہ نعمت اللہ المعروف حاجی دیوان قوم ڈوگر سے تھے۔ سہروردی خاندان میں حضرت مخدوم نوح ہالاکنڈیؒ کے مرید تھے۔ آپ کی اولاد اس قصبہ میں آباد ہے۔ بڑے امیر آدمی ہیں۔ اس قصبہ میں بوجہ ادب مزار شریف کے، لوگ چارپائیوں پر نہیں سوتے۔ آپ کی وفات ۱۰۱۲ھ میں ہوئی۔ آپ کا میلہ ماہ ساون میں بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ روضہ شریف خوشنما بنا ہوا ہے۔ چوکھٹ سنگ مرمر کی ہے۔ دروازہ پر یہ اشعار تاریخی درج ہیں۔

آفتاب شریعت و عرفان
نعمت اللہ پیر قطب زمان

ازمریدان خاص حضرت نوح
آنکہ بودست مقتدائے جہان

ازحضور جناب مرشد خود
شد ملقب بہ حاجی دیوان

نائب سہروردیان عظام
خطۂ ڈوگراں بدو نازان

---

(۱) یہ شہر بھی قوم چٹھہ نے آباد کیا۔ سکھوں نے علی پور کا نام تبدیل کر کے اس کا نام اکال گڑھ رکھا۔

Marfat.com

روضہ اش راکہ نوریثرب ہست
روضۃ من ریاض جنت دان

گرتو خواہی خبر زسال وصال
روضہ اش رابہین "روضہ" بخوان

ہمہ اولاد او گرامی باد
بحر فیضش ہمیشہ باد روان

وہاں سے ہوتے ہوئے . بوقت عصر موضع چنبھل میں . بخانہ ماموں صاحبان سید عمر حیات وسید کرم حیات پسران سید غلام حسین ولد سید نور احمد صاحب برخورداری پہنچے۔

سہ شنبہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / ۱۳ مارچ ۱۹۳۴ء

شام کے بعد میاں عبدالرحمن حکیم حاذق امام مسجد چنبھل کی ملاقات ہوئی۔ نیز صاحبزادہ فضل حسین ولد سید بنے شاہ صاحب نوشاہی ہاشمی رنملوی کی ملاقات بھی ہوئی۔ یہ بھی یہاں آئے ہوئے ہیں۔

صبح کو صاحبزادہ کرم حیات اور میں دنوں موضع گجیانہ میں گئے اور وہاں سے کپڑا خرید کر میں نے اپنی قمیص سلائی۔

گجیانہ

یہ گاؤں قوم بھٹی کا آباد کردہ ہے۔ اس کا بانی گاجی (غازی) نام بھٹی تھا۔ اس کی اولاد کو گاجی کے بھٹی کہتے ہیں۔ چند دیہات میں اس کی اولاد آباد ہے۔ موجودہ بھٹیوں کے آباؤ اجداد موضع چوہڑ کانہ (۱) کے ورکوں سے کئی لڑائیاں لڑتے رہے ہیں۔

ہم قمیص سلا کر واپس چنبھل آئے۔

چنبھل

یہ گاؤں قوم چنبھل کا آباد کردہ ہے۔ اصل میں ان کی قوم وریاہ ہے۔ ان کے کسی بزرگ کو کسی

---

(۱) موجودہ نام فاروق آباد ہے۔ ع

Marfat.com

درویش نے دعا دی تھی کہ تیرے دم سے چنبل کے مریض شفا پا جائیں گے۔ چنانچہ اس روز سے اس
اولاد چنبھل نام سے مشہور ہوگئی۔ یہ آدھا گاؤں مسلمانوں کا اور آدھا سکھوں کا ہے۔ اس کے باشندگ
جنگجو، طاقتور واقع ہوئے۔ اس گاؤں میں چند بزرگوں کے مزارات بھی ہیں۔ ازانجملہ،

شیخ جیتا

یہ بزرگ قوم چنبھل سے تھے۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے۔

شیخ جیتا بن بھچر بن جوہلا بن باسی بن آکی بن جیندو بن مانک بن جھنڈا بن چھوچھی بن گھیرا بن جاتر
بن جگ بن سہارن بن کنیں بن دھم بن سوہل بن سائیں داس الملقب بہ چنبھل (مورث قوم چنبھل
یہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے مریدان باصفا سے تھے۔ ان کی اکثر کرامات لوگوں میں مشہو
ہیں۔ گاؤں سے ایک میل غربی جانب ان کا مزار ہے۔

شیخ عجائب

یہ شیخ جیتا کا خواہر زادہ اور مرید تھا۔ قوم چھینہ سے تھا۔ اپنے پیر کا عاشق و شیدا تھا۔ جب مرشد کا
وقت وفات قریب ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو سفر آخرت کو جانے والے ہیں۔ اس نے کہا تو میں پہلے
جاکر آپ کا بستر کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت زمین پر لیٹا اور جان بحق ہوگیا۔ بعد ازاں مرشد فوت ہوا۔
دونوں کی قبریں اکٹھی ہیں بلکہ یہ مکان شیخ عجائب کے نام سے مشہور ہے۔

چہارشنبہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / ۱۴ مارچ ۱۹۳۴ء

صبح کو بعد از فراغ وظائف میں چنبھل سے روانہ ہوا۔ میں وہاں سے (گھوڑے پر) سوار ہوکر
دن ڈھلتے کو موضع وایانوالی چک ۲۷ پہنچا۔

وایانوالی چک ۲۷

یہ گاؤں قوم تارڑ اور قوم واوان (طور) کا آباد کردہ ہے۔ ان کا اصلی گاؤں ضلع گوجرانوالہ
مضافات گکھڑ میں وایانوالی کہنہ ہے۔ جہاں ایک مشہور بزرگ بابا کیسر شاہ قادری (متوفی ۱۲۸۱ھ) میاں

Marfat.com

میر صاحب لاہوری کے سلسلہ کے گذرے ہیں۔ مشرب ملامتیہ رکھتے تھے۔ وحدت وجود کے قائل تھے۔ وہاں کے لوگوں کو یہاں مربعے ملے تو یہ گاؤں آباد کیا۔ اس گاؤں میں میرے والد صاحب اور جد بزرگوار کے بہت مرید ہیں۔

وہاں سے عادل گڑھ چک ۲۷ پہنچے۔ وہاں سے بوقت شام موضع ونوٹیانوالی چک ۳۹ پہنچے اور جناب قبلہ گاہی حضرت سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی، دام اللہ برکاتہ کا دیدار پر انوار کیا۔

پنجشنبہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء

سارا دن ونوٹیانوالی میں ہی گذرا۔

ونوٹیانوالی چک ۳۹

ضلع گوجرانوالہ کے اکثر باشندوں کو یہاں مربعے ملے اور انہوں نے یہ گاؤں آباد کیا۔ چونکہ اس رقبہ میں درخت ہائے ون (پیلو) بہت تھے اور ون کو بزبان جنگلی پنجابی ونوٹہ کہتے ہیں اس لئے اس آبادی کا نام ونوٹیانوالی مشہور ہوگیا۔ اس گاؤں میں ہمارے باپ دادا کے بہت مرید ہیں۔ اس جگہ چند درویش بھی گذرے ہیں۔ ازانجملہ

باباچپ شاہ

اس کا اصل نام شمس الدین قوم چٹھہ سے تھا۔ آبائی وطن موضع سہارن چٹھہ ضلع گوجرانوالہ تھا۔ سید ثابت شاہ قادری نوشاہی کوٹ نکا والا کا مرید تھا۔ سید ثابت شاہ کے متعلق کتاب باغ اولیاء ہند میں ہے۔

ایہ بزرگ خدا دا ہویا نوشاہیاں وچ بھائی
نکے والے کوٹ اندر اس رب تھیں عظمت پائی

بارہ سال تک اس نے چپ کا روزہ رکھا تو لوگوں نے اس کا نام چپ شاہ مشہور کردیا۔ زاہد، عابد، متورع، پابند شریعت اور حاجی الحرمین شریفین تھا۔ روزانہ بلاناغہ پانچ روپے کی گیارہویں دیا کرتا۔ ۱۳۲۵ھ میں وفات پائی۔ اس کے پیر بھائی اور مرید تربیت یافتہ سائیں شیر علی افغان نے روضہ تیار

Marfat.com

کرایا ہے اور وہی اس وقت مختار و متولی دربار ہے۔

جمعہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء

ہم سارا دن ونوٹیانوالی میں ہی رہے۔

آج رسالہ انوار الصالحین تالیف کر کے جس میں سادہ چک والے بزرگوں کے حالات تحریر کئے ہیں۔ پیر محمد معصوم صاحب کو بذریعہ ڈاک ارسال کیا۔

شنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۷ مارچ ۱۹۳۴ء

شام کے وقت رویت ہلال ماہ ذی الحجہ ہوئی۔ صبح کو اکثر لوگوں سے پوچھا کہ شاید کسی کو حضرت اوچ شریف کا پتہ ہو۔ ایک شخص مسمی قادر بخش قوم سیان نے سارا پتہ بتایا اور کہا کہ میں چند دن تک اوچ شریف میں رہا ہوں۔

دوپہر کے وقت میں نے قیلولہ کیا۔ خواب میں جد امجد حضرت سید حافظ قل احمد صاحب پاکذات نوشاہ ثانی برخورداریؒ کی زیارت ہوئی۔

یکشنبہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۸ مارچ ۱۹۳۴ء

میاں منظور حسین ٹیلر ماسٹر نواسہ میاں بختیار نیلاری سے ماہنامہ حقیقت اسلام کے چند پرچے لے کر مطالعہ کئے۔ مضامین اسلامیات کے متعلق ہیں لیکن مذہب حنفیہ میں مسلک دیوبند کو اختیار کیا ہے۔

ظہر کے بعد چند فارسی غزلیات میں نے لکھ کر میاں منظور حسین کو دیں۔

دوشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۹ مارچ ۱۹۳۴ء

فجر کی نماز کے بعد میاں منظور حسین ٹیلر ماسٹر نے دو نعتیں خوش آوازی سے سنائیں۔ آج سارا روز چوہدری اللہ جوایا ہنجرا خدمت میں آکر بیٹھا رہا اور مجلس میں مسائل تصوف کی گفتگو ہوتی رہی۔ یہ اللہ جوایا پیر حیدر شاہ چشتی نظامی جلال پوری متوفی ۱۳۲۳ھ کا مرید ہے۔

Marfat.com

آج ظہر کی نماز کے بعد جناب والد صاحب اور میں ونوٹیانوالی سے چل کر بمقام وایانوالی چک ۲۷ پہنچے۔

سہ شنبہ ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

جناب والد اکرم مدظلہ نے ایک گھنٹہ تک عباد الرحمن کی تفسیر بطور وعظ بیان فرمائی جو پر تاثیر تھی۔

آج طبقات النوشاہیہ (یعنی شریف التواریخ (۱) کی جلد دوئم) کا دیباچہ تحریر کیا۔

چہار شنبہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۱ مارچ ۱۹۳۴ء

بوقت چاشت غسل کیا اور اوچ متبرکہ کو روانہ ہونے کی تیاری کی۔ کھانا کھایا اور جناب والد بزرگوار مدظلہ العالی نے بمعہ دوسرے یاروں کے مجھ کو (شرافت کو) رخصت کیا اور اعلیٰ حضرت قبلہ والد ماجد ادام اللہ برکاتہ نے وایانوالی سے رخصت کرتے وقت مجھ کو مندرجہ ذیل وصیتیں فرمائیں۔

وصایائے شریف

۱۔ اگر حضرت سید محمد غوث حلبی اوچیؒ اور حضرت سید مبارک حقانیؒ ایک ہی روضہ یا مقبرہ میں آسودہ ہوں تو بہتر ہوگا اور اگر مزارات علیحدہ علیحدہ ہوں تو زیادہ تر حضرت سید مبارک صاحب کے مزار شریف پر حاضر رہنا کیونکہ ہمارے سلسلہ نوشاہی کے قریبی پیر وہی ہیں۔ الحق للقریب ثم للبعید۔

۲۔ رات کے وقت جس دربار پر تمہاری مرضی ہو رہنا۔ خواہ حضرت سید محمد غوثؒ پر یا حضرت سید مبارک حقانیؒ پر۔ لیکن زیادہ تر حضرت سید مبارک صاحبؒ کے پاس رہنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ دن کے وقت بیشک دوسرے بزرگوں کے مزارات کی زیارتیں کرنا۔ مگر رات کو ضرور دربار شریف پر حاضر رہنا۔

۴۔ شہر اوچ شریف میں یا گردونواح میں کوئی علم و فضل والا بزرگ یا درویش ہو تو اس کی ملاقات د

---

(۱) شریف التواریخ، مصنف کی معرکہ آرا تصنیف جو تین جلدوں میں ۱۳۹۷ھ میں مکمل ہوئی اور تمام جلدیں ۱۳۹۹ھ-۱۴۰۵ھ کے دوران شائع ہوئیں۔ یہ سلسلہ نوشاہیہ کے مشائخ اور اولاد کا تذکرہ ہے۔ ع

Marfat.com

زیارت کرنا۔ مگر رات کو ضرور دربار شریف آجانا۔

۵۔ جو صاحب سجادہ نشین ہوں۔ ان کے ادب و احترام میں بہت کوشش کرنا اور ان کے کسی فرمان سے اجتناب نہ کرنا۔ ہاں اگر منہیات میں سے کسی چیز (شراب، بھنگ، چرس وغیرہ) کے وہ مرتکب ہوں اور اس کے استعمال کو کہیں تو عرض کر دینا کہ آپ کے بزرگوں نے ہم کو ان غیر شرع چیزوں سے منع کیا ہوا ہے۔

۶۔ اوچ شریف کا کوئی شخص تم سے کسی مسئلہ یا کسی بات سے جھگڑا کرے تو تم اس سے ہرگز نہ جھگڑنا۔ نہ کسی سے مناظرہ کرنا۔

۷۔ مزارات عالیہ پر اکثر یہ دعا مانگنا!

"یا اللہ پاک بطفیل ان بزرگوں کے مجھ پر اپنا فضل کر۔"

یا ان بزرگوں کو مخاطب کر کے کہنا!

"اے بزرگان پاک میرے لئے دعا کرو کہ خدا پاک مجھ پر فضل کرے۔" فضل میں دین و دنیا کی سب دعائیں آجاتی ہیں۔

۸۔ وظائف معمولہ جو تم اس سے پہلے کرتے ہو۔ اس سے زیادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ صرف حضور میں رہنا ہی سب عبادتوں سے بالاتر ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سال طاعت بے ریا

۹۔ روزہ رکھنا جیسا کہ چلوں میں درویش رکھتے ہیں تم کو کچھ ضروری نہیں۔

۱۰۔ مزارات کے سامنے کھڑے ہو کر عاجزی سے یہ دعا پڑھا کرنا!

یا ایها العزیز مسنا و اهلنا الضر و جئنا ببضاعة مزجاة فاوف لنا الکیل و تصدق علینا۔

۱۱۔ حالات بزرگان قادریہ اگر وہاں سے دستیاب ہو سکیں تو جمع کرنے کی کوشش کرنا۔

۱۲۔ ضروری طور پر چالیس دن راتیں دربار شریف پر حاضر رہنا۔ کیونکہ ارشاد الہٰی ہے۔

واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة ۔ اور حدیث نبویؐ ہے۔ **من اخلص للّٰہ اربعین یوما ظهرت له ینابیع الحکمة من قلبه علیٰ لسانه۔**

Marfat.com

جس وقت میں رخصت ہوا تو عرض کیا کہ میرے لئے دعا کرتے رہنا، تو اعلیٰ حضرت قبلہ ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ ہم دعا بھی کریں گے لیکن جب ایک گیس یا بجلی یا شمع روشن ہو تو جو شخص اس کے پاس بیٹھے اس کو خود بخود ہی اس کی روشنی سے حصہ ملتا رہتا ہے۔ خواہ وہ استدعا کرے یا نہ کرے۔ یا کوئی اس کے لئے دعا کرے یا نہ کرے۔ ایسا ہی تم بھی جو حضرت سید محمد غوثؒ و سید مبارک حقانیؒ کے دربار پر رہو گے تو ان کے فیضان ضرور تم کو پہنچتے رہیں گے۔ خواہ دعا کریں یا نہ کریں۔

روانگی

جب دعائے خیر کے بعد حضرت والد صاحب اعلیٰ حضرت قبلہ ادام اللہ برکاتہ نے رخصت کیا تو حیات محمد حجام گھوڑی پر مجھ کو سوار کر کے (ریلوے) سٹیشن ڈھاباں سنگھ تک پہنچا گیا۔ میں وہاں سے بارہ بجے دن کی ریل گاڑی پر سوار ہو کر سانگلا ہل جنکشن پر پہنچا۔ ظہر کی نماز وہیں ایک مسجد میں ادا کی۔ نصف گھنٹہ وہیں قیلولہ کیا۔

پنجشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۲ مارچ ۱۹۳۴ء

بوقت نو بجے شام گاڑی وزیر آباد کی طرف سے آئی۔ اس پر سوار ہو کر تین بجے رات خانیوال جنکشن پہنچا۔ وہاں سے چار بجے صبح گاڑی پر سوار ہو کر ساڑھے دس بجے ڈیرہ نواب صاحب جنکشن پہنچا۔ وہاں اترا جو لائن ہیڈ پنجند کو جاتی ہے اس لائن پر پیدل چل کر تیرہ میل کا فاصلہ طے کر کے ظہر کے وقت اوچ شریف گیلانی میں پہنچا اور مزارات عالیات حضرت محبوب سبحانی مخدوم سید محمد غوث الحسنی الجیلانیؒ اور ان کی اولاد امجاد اور مزار حضرت سید صفی الدین حقانی گاذرونیؒ اور مزار حضرت سید شیر شاہ جلال بخاریؒ معہ مزارات اولاد پاک کی زیارتوں سے مشرف ہوا۔

جمعہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۳ مارچ ۱۹۳۴ء

شام کے وقت مخدوم سید محمد شمس الدین ثامن سجادہ نشین درگاہ حضرت محبوب سبحانی بندگی سید محمد غوث جیلانیؒ مسجد قادریہ میں تشریف لائے اور نماز با جماعت ادا فرمائی۔ نماز کے بعد میں (شرافت) نے سلام و دستبوسی کی اور نذرانہ پیش کیا۔ آنجناب نے قبول فرمایا اور مجھ سے میرا جائے

Marfat.com

سکونت، قومیت، تعلیم پوچھی اور اپنے خلیفوں، لانگریوں کو کہا کہ ان کو لنگر سے باقاعدہ روٹی دیا کرنا صبح کو نوافل تہجد ادا کئے اور وظائف معمولہ سے فراغت حاصل کر کے مزار حضرت سید صفی الدین حقانیؒ پر گیا اور نماز فجر وہاں ادا کی اور تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات اور درود شریف مستغاث وغیرہ بھی وہیں بیٹھ کر پورے کئے۔

مجھے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ حضرت سید مبارک حقانیؒ کا مزار کس خانقاہ میں ہے۔ اپنے والد بزرگوار مخدوم سید محمد غوث یعنی محبوب سبحانی کے محل شریف میں ہے یا کسی اور جگہ۔ میں نے لفظ حقانی کے اشتباہ سے اس دربار کو سید مبارک حقانیؒ کا دربار سمجھا اور خیال کیا کہ شاید صفی الدین انہیں کا لقب ہوگا۔ اس لئے میں نے اوراد و وظائف کو یہیں آکر پورا کیا۔ لیکن جستجو کرنے پر ثابت ہوا کہ یہ اور بزرگ ہیں۔ بلکہ سب سے پہلے اوچ کے بانی یہی بزرگ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ یہ سید مبارک حقانیؒ کا مزار نہیں۔ ان کا حال یہ ہے

مزار شیخ صفی الدین حقانیؒ

اوچ میں یہ سب سے پہلی خانقاہ ہے جو اس وقت تک قائم ہے۔ شیخ صفی الدین حقانی گازرونیؒ، سلطان ابواسحاق کے مرید اور خواہرزادہ تھے۔ بغداد سے یہاں آکر مقیم ہوئے۔ ان کی خانقاہ اگرچہ اوچ بخاری کے شمالی جانب واقع ہے مگر اس کو میاں شاہ محمد خاں صاحب مدار المہام اوچ گیلانی نے ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں مرمت کرایا ہے۔ یہ خانقاہ اوچ بخاری کے محلہ خوجہ میں واقع ہے۔

آپ کی ولادت گازرون میں ۳۵۳ھ / ۹۶۴ء میں ہوئی تھی اور اوچ میں ۳۷۰ھ / ۹۸۰ء میں پہنچے تھے اور ۳۹۸ھ / ۱۰۰۸ء میں انتقال فرمایا۔

آپ کے محل شریف میں چالیس قبریں ہیں۔ دروازہ بائیں طرف ہے۔ اس پر یہ کتبہ تحریر ہے۔

ھوالغفور

۱۳۲۹ء ہجری النبوی

"بعونہ تعالیٰ صاحب المزار حضرت سید صفی الدین حقانی قدس اللہ سرہ العزیز بزمانہ راجہ انگپال نام در ۳۷۰ ہجری المعلے والمقدس دریں بقعہ اوچ متبرکہ تشریف آوردہ متمکن گردیدو دریں‌جا مدفن

Marfat.com

گزید و در عہد حضرت شیخ المشائخ مخدوم شیخ محمد حامد گنج بخش صاحب سالع سجادہ نشین اوچ شریف گیلانی بنائے تعمیر جدید ایں خانقاہ مبارک باہتمام منشی شاہ محمد خاں مختار کار در ۱۳۲۹ہ ہجری باختتام رسید۔"

نماز جمعہ

وظائف سے فارغ ہوکر نماز جمعہ کے واسطے غسل کیا۔ مسجد قادریہ میں کافی ہجوم ہوگیا۔ مخدوم صاحب تزک واحتشام سے تشریف لائے۔ عمر چودہ سال ہے۔ نمازیوں نے استقبال کیا۔ نماز سے پہلے نعت خوانی ہوتی رہی۔ پھر مولوی صاحب نے مختصر عربی خطبہ کے بعد نماز ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد مخدوم صاحب روضہ اطہر حضرت محبوب سبحانی سید محمد غوث جیلانیؒ میں داخل ہوئے اور زیارت کے بعد وہیں مسند پر رونق افروز ہوئے۔ میں نے بھی فخر قدمبوسی حاصل کیا۔

خطوط نویسی

آج چار عدد خطوط میں نے لکھے۔

۱۔ حضرت والد صاحب بزرگوار مدظلہ کے نام بمقام وایانوالی چک ۲۷۔

۲۔ صاحبزادہ بشیر احمد کے نام بمقام ساہنپال شریف۔

۳۔ صاحبزادہ محمد امین نوشہروی کے نام۔ بمقام نوشہرہ شریف۔

۴۔ مولوی محمد حیات(۱) کے نام بمقام شرقپور۔ (یہ خط مفقود ہوگیا ہے۔)

۱۔ مکتوب بطرف والد صاحب

یہ مکتوب وایانوالی ضلع شیخوپورہ میں بھیجا۔

ھو

از اوچ شریف

جناب والد بزرگوار من ادام اللہ ظلالکم۔

---

(۱) مولوی محمد حیات نوشاہی مصنف گلزار نوشاہی (متوفی جولائی ۱۹۴۵ء) معاصر اردو محقق ڈاکٹر گوہر نوشاہی انہی کے فرزند ہیں۔ ع

Marfat.com

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ معروض خدمت ہوں کہ اس روز ساڑھے بارہ بجے دن کو سٹیشن سانگلا ہل پر پہنچ گیا۔ ونو ٹیانوالی والا ساتھی نہ آیا۔ میں نو بجے رات کی گاڑی پر اکیلا ہی سوار ہوکر ساڑھے دس بجے دن کو ڈیرہ نواب پہنچا۔ وہاں سے گاڑی کا سبب تونہ بنا۔ پا پیادہ ہی تیرہ میل سفر کرکے بوقت ظہر بروز پنجشنبہ اوچ شریف میں داخل ہوا۔ بخیریت پہنچ گیا۔ دربار شریف حضرت مخدوم سید محمد غوث جیلانی رضی اللہ عنہ پر ہی رات رہا۔ تا حال مزار مبارک حضرت سید مبارک کا پتہ نہیں چلا۔ روضہ شریف کے اندر کثیر التعداد مزارات ہیں۔ پختہ پتہ نہیں چلا کہ آنجناب کا مزار کون سا ہے۔ آپ دعا فرماتے رہیں کہ خداوند کریم۔ بحرمت بزرگاں با مراد واپس لائے۔ ۹ چیت کو یہاں آیا ہوں۔ انشاء اللہ بشرط خیریت ۲۰ بساکھ کو فارغ ہوجاؤں گا۔ مہرداد، کرم الٰہی، حیات محمد، سردار، رمضان کشمیری، عبداللہ، فضل الٰہی اور دیگر سب حاضرین کو سلام، جواب اس پتہ پر آوے۔

"ریاست بہاول پور، تحصیل احمد پور شرقیہ، ڈاکخانہ خاص اوچ شریف، بمقام دربار قادریہ عالیہ، معرفت غلام رسول جاروب کش خانقاہ معلےٰ پاس سید شریف احمد نوشاہی کے جاوے"

شریف احمد شرافت، حالوارد اوچ شریف، ۱۰ چیت سمت ۱۹۹۰ب

۲۔ مکتوب صاحبزادہ بشیر احمد کے نام

ھو

از اوچ شریف

برادر عزیز بشیر احمد اطال اللہ عمرہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ، واضح ہو کہ میں کل نو چیت کو بخیریت اوچ شریف پہنچ گیا ہوں اور بخیریت تمام ہوں۔ تمام حضرات سے عموماً جدہ صاحبہ مادری اور پھوپھی صاحبہ اور والدہ صاحبہ اور ہمشیرگان اور باوا جی کرم الٰہی و نور الٰہی و غلام احمد صاحبان سے خصوصاً استدعا ہے کہ میرے لئے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ بحرمت بزرگان کامیابی عطا فرمائے اور پھوپھی صاحبہ (محمد بی بی) اور نذیر بیگم دربار شریف (۱) جاکر بھی میرے لئے دعا مانگیں۔

---

(۱) دربار شریف سے مراد حضرت نوشہ گنج کا مزار ہے۔ ن

Marfat.com

شنبہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء

مغرب کی نماز کے بعد ایک جنٹل مین (دینی) مسائل پر گفتگو کرتے رہے۔ پتہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ پوسٹ ماسٹر ہیں۔ ان سے تعارف ہوا۔ ان کا نام محمد عبداللہ اسلم قریشی ہے۔ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے باشندہ ہیں۔ اور پانچ سال سے اوچ کے ڈاکخانہ میں ملازم ہیں۔

رات کو روضہ اطہر بندگی محمد غوث صاحب کے دروازہ کے سامنے سو رہا۔ خواب میں بعض حضرات نوشہریہ کی ملاقات ہوئی۔ ۳ بجے بیدار ہو کر اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے۔ وظائف ضروری پورے کر کے نماز فجر مسجد قادریہ میں باجماعت ادا کی۔ بعد ازاں تلاوت قرآن کریم اور دلائل الخیرات وغیرہ کی اور دربار شریف غوثیہ میں سلام و نیاز کیا۔

دو شخص مسمیان شریف محمد و کریم بخش جلال پور پیروالہ ریاست بہاول پور کے رہنے والے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ وہ میرے ساتھ شہر کے باہر جنوب کی طرف ایک کنواں پر گئے۔ انہوں نے مجھ کو میرے کپڑے دھودیئے۔ وہیں غسل کیا۔ کپڑے پہنے۔ شہر میں آکر دستار کو مایہ لگوائی۔ دوپہر کو قیلولہ کیا۔ اسی کنواں پر ایک بزرگ کے مزار کی زیارت کی جس کا نام سید مسافر شاہ ہے۔ قبر کچی ہے۔

چند منٹ مسجد قادریہ میں استراحت کی۔ پھر اٹھ کر شہر سے باہر مشرق کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر سید کبیرالدین حسن دریائؒ کے مزار پر گئے۔ ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ان کا حال یہ ہے۔

مقبرہ سید کبیرالدین حسن دریائؒ

آپ سادات سبزواری سے تھے۔ شجرہ نسب اس طرح ہے۔ سید حسن دریا بن سید صدر الدین عرف حیدر شاہ مدفون ترنڈ گوراچ تحصیل الہ آباد ریاست بہاول پور بن سید نصیر الدین بن سید شمس الدین ملتانی بن سید صلاح الدین بن سید سلام الدین بن سید مومن شاہ بن سید محب شاہ بن سید ہاشم شاہ بن سید احمد بن سید مہدی بن سید مظفر بن سید عبدالجلیل بن سید منصور بن سید اسماعیل بن سید محمد بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن حضرت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام۔

Marfat.com

سب بزرگان مذکور کو سلام۔ ممتاز احمد، عبدالکریم، وزیر محمد، دیندار محمد حسین کو سلام، احمد الدین تارڑ، غلام محمد وڑائچ، میاں شاہ محمد موچی اور دیگر سب احباب و حال پرسوں و حاضرین کو سلام

علی پور سٹیشن سے پچھلی گاڑی جو شام کے وقت آتی ہے وہ رات کے تین بجے خانیوال پہنچاتی ہے۔ پھر وہاں سے چار بجے گاڑی چلتی ہے تو وہ دوسرے دن ساڑھے دس بجے ڈیرہ نواب پہنچتی ہے۔ وہاں سے سیدھی سڑک اوچ شریف پہنچتی ہے۔ تیرہ میل سفر ہے۔ والسلام

شریف احمد شرافت ۱۰ چیت سمت ۱۹۹۰ب

۳۔ مکتوب بصنعت واسع الشفتین صاحبزادہ محمد امین نوشہروی کے نام

هو

از اوچ شریف

گنجینہ اسرار سلالہ خاندان سچیار زاد احسانہ

تحیات سنت سنیہ کو ادا کر کے گذارش کرتا ہوں کہ اس دوست نے کہا تھا کہ جاتے ہی خط تحریر کروں گا۔ عرصہ دراز گذر چکا ہے کہ کوئی اطلاع نہیں دی کہ علاقہ کاہرو کے اندر کتنے دن رہے اور کس دن کے نوشہرہ آئے ہیں۔ نیز جو رسالہ حالات حلقہ نشینان حضرت سچیار، خاکسار لکھنے کے لئے یہاں لایا تھا اس کے چند اوراق اسی جگہ رہ گئے تھے۔ ان کو تلاش کر کے ضرور جلدی ارسال کریں تاکہ رسالہ کے اندر درج ہو سکیں۔

کل کا یہ خاکسار درگاہ حضرت غوث جیلانی کی حاضری کے لئے اوچ شریف کے اندر آیا ہے۔ چالیس روز یہاں گذارنے کا ارادہ ہے۔ سارے دوستوں سے التجا ہے کہ خاکسار کے حق کے اندر دعائے خیر کریں۔

اس خط لکھنے کے اندر یہ صنعت رکھی گئی ہے کہ دونوں ہونٹ ایک دوسرے سے نزدیک نہیں ہو سکتے۔

عزیزاں نذر جی اور اختر جی کو دعا۔

حررہ خاکسار سید اولاد علی ۲۴/۳/۲۳

Marfat.com

آپ کے پردادا سید شاہ شمس سبزواریؒ (۱) ۵۹۸ھ / ۱۲۰۲ء میں ملتان آئے تھے اور وہیں ۶۷۵ھ / ۱۲۷۶ء میں وفات پائی۔

سید حسن دریا سہروردی سلسلہ کے ذکر و مشاغل میں مصروف رہے اور اسی کی تلقین اور ارشاد فرماتے رہے۔ مگر اب آپ کی اولاد کا مذہب اثنا عشری ہے۔ اوچ کے خوجے جو اپنے آپ کو ایرانی النسل نجار بیان کرتے ہیں وہ اکثر اسماعیلی ہیں۔ مشہور فرقہ اسمٰعیلیہ آپ کے بزرگ شاہ اسمٰعیل سے منسوب ہے۔ اوچ کے اسمٰعیلی خوجے بالعموم اب اثنا عشری ہوگئے ہیں۔

اس سلسلہ کے بزرگ بطور تقیہ اپنے آپ کو سہروردی صوفی سلسلہ سے منسوب ہونے کے مدعی ہیں۔

آپ کی ولادت ۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ء میں اور انتقال ۸۹۶ھ / ۱۴۹۱ء میں بیان کیا گیا ہے اور بحساب قمری ایک سو اسی سال عمر بتلائی گئی ہے۔

خانقاہ کی سجادہ نشینی سید تراب شاہ اور پھر ان کے بیٹے سید عبدالقدیر شاہ کے قبضہ میں رہی اور اب اس کی اولاد کے پاس ہے۔

سید حسن دریا کا روضہ گنبد دار بہت بلند ہے۔ اندر پانچ قبریں ہیں۔ درمیانی قبر آپ کی ہے اور مشرقی آپ کے فرزند سید اولیا علی کی اور اس سے مشرقی سید تراب شاہ سجادہ نشین کی اور مغربی قبر آپ کے دوسرے فرزند سید نور کی ہے اور اس کے پائین طرف تیسرے فرزند سید سبز علی کی قبر ہے۔ رحمہم اللہ۔ روضہ شریف کا دروازہ بطرف مشرق ہے۔ دروازہ پر یہ اشعار تحریر ہیں۔

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز
محروم درگاہ تو کے گردد باز

بادشاہا درگہت دارالشفای رحمت است
دردمندانیم ما کز بہر درمان آمدیم

---

(۱) یہ وہی بزرگ ہیں جن کو عوام شمس تبریز کہتے ہیں۔ اصل میں یہ سبزواری سید تھے۔

Marfat.com

ہر کس کہ باخلاص دریں روضہ در آید
ہر چیز کہ خواہد ز خدا جملہ برآیذ

کتبہ سید امیر حیدر حسنی سنہ ۱۲۷۳ھ

کئی لوگوں نے روضہ شریف کے اندر اپنی یاد داشت کے طور پر یہ اشعار تحریر کئے ہیں۔

اے شمس کے پر تو تیرے انوار کے صدقے
اے حسن دو عالم تیرے سرکار کے صدقے

حامی ہو فدا کے در اخیار کے صدقے
اے شاہ معظم تیرے دربار کے صدقے

عالم میں مجھے فخر تیرے در کا گدا ہوں
خادم ہوں تمہارا میں تمہارا ہی فدا ہوں

تا نباشد اعتقادت جملہ کارت باطل ست
باخدا شو ناخدایاں راصواعق حامل ست

راقم آثم خادم آل محمد جعفر حقیر قدر فقیر عفی عنہ
۸ شوال سنہ ۱۳۲۳ھ

پیر حسن دریا بوحدت غوطہ زد — در مطلب یافت دریا کبریا
منم پر گنا ہم توئی پردہ پوش — خطا پوش باش اے حقیر بیہوش
منم پر گنا ہم تو دریائے رحمت — تجلی تو خواہم بروز قیامت

بندہ عبد الماجد عفا عنہ الواحد حاضر شدہ بعد
از خدا عفو تقصیرات خواہد۔ ۶ مئی سنہ ۱۸۶۸ء

اس روضہ کے پاس مسجد بھی ہے۔ یہاں ایک صاحبزادہ فقیر شاہ نام مجھے ملا۔ جو حضرت حسن در
کی اولاد سے ہے اور شیعہ مذہب رکھتا ہے۔ وہ شیعہ مذہب کی تبلیغ کرتا رہا۔ پھر اس نے مجھ سے مرض
اٹھرا اور نظر بد کے تعویذات سیکھے اور اجازت لی۔

زیارت کے بعد ایک کنواں پر نماز ظہر باجماعت پڑھی۔ اوچ بخاری میں حضرت سید شیر شا

Marfat.com

جلال بخاریؒ کی خانقاہ معلیٰ کی زیارت کی اور اسی کی ملحقہ مسجد بخاری میں عصر کی نماز پڑھی۔

ڈاکخانہ میں منشی محمد عبداللہ اسلم قریشی پوسٹ ماسٹر ملے۔ ان سے کتاب تاریخ اوچ مولفہ مولوی حفیظ الرحمن حفیظ بہاول پور مطالعہ کے واسطے لی۔ یہ کتاب سلسلہ عزیزیہ کا دسواں نمبر ہے اور ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء میں محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپی ہے۔

پھر درگاہ شریف حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی زیارت کی اور مسجد قادریہ میں آکر وظائف پڑھے۔ مخدوم صاحب سجادہ نشین گیلانی مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔

یک شنبہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۵ مارچ ۱۹۳۴ء

شام کی نماز کے بعد عشاء تک وظائف کیا۔ عشاء باجماعت پڑھ کر دربار شریف حضرت محبوب سبحانیؒ کے سامنے سو رہا۔ آج شام کو لنگر سے میری روٹی نہ آئی اور غذائے صبر و شکر پر ہی قناعت کی۔ رات کو خواب میں حضرت محبوب سبحانی مخدوم سید محمد غوث جیلانیؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھ کو کھانا کھلایا۔ رات کا بھوکا رہنا بہت مفید پڑا۔ حضور غوثیہ کی زیارت نصیب ہو گئی۔

صبح تہجد ادا کر کے اوراد نوشاہیہ میں مشغول ہوا۔ نماز فجر باہر جا کر ایک کنوئیں پر پڑھی۔ پھر دربار شریف کے سامنے بیٹھ کر قرآن شریف اور دلائل الخیرات کی تلاوت کی۔ پھر روضہ اطہر کے اندر جا کر زیارت کی اور سلام و نیاز کیا۔ رقت قلب حاصل ہوئی۔

مولوی غلام احمد صاحب اختر

سننے میں آیا کہ اس شہر میں ایک مؤرخ ہیں۔ میں ان کی ملاقات کو گیا۔ ان کا نام مولوی غلام احمد صاحب اختر ہے۔ راجپوت گھوٹیہ قوم سے ہیں۔ ان کے پردادا اخوند خالقداد سندھ (گوٹھ گھرانی) سے چل کر ۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۷ء میں اوچ گیلانی میں آکر آباد ہوئے تھے۔ مولوی صاحب کے والد کا نام مولوی غلام محمد صاحب تھا۔ مولوی صاحب ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ وسیع النظر، فاضل، شاعر اور مؤرخ ہیں۔ ابتدائی تعلیم اوچ میں حاصل کی۔ پھر ایجرٹن سکول بہاول پور میں داخل ہوئے۔ منشی فاضل کا امتحان کامیابی کے ساتھ پاس کیا۔ محکمہ مال میں پیشکار مقرر ہوئے۔ پھر ضلعدار رہے۔ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں پنشن پر ریٹائرڈ ہوئے۔ نواب محمد بہاول خان خامس والی ریاست بہاول پور سے

Marfat.com

سفرِ حج میں ان کو بحیثیت وقائع نویس ہمراہ رکھا تھا اور اب بھی ریاست کے صیغہ تالیفات میں تاریخ کی تحریر کر رہے ہیں۔ فارسی، عربی، اردو تینوں زبانوں میں عمدہ شعر کہتے ہیں۔ مولوی صاحب پہلے خواجہ غلام فرید صاحب چشتیؒ چاچڑاں شریف والے کے حلقہ ارادتمندوں سے تھے لیکن اب قادیانی مذہب اختیار کر چکے ہیں۔ اس وقت سنین ہجری کے لحاظ سے ان کی عمر ۵۷ سال ہے۔ (۱) نواب محمد صادق علی خاں ان کی سرپرستی کرتے ہیں۔

مولوی صاحب مجھے بڑی محبت سے پیش آئے۔ میں نے تاریخی کتابیں دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تو انہوں نے دو کتابیں مجھے دکھائیں۔

۱۔ نتائج الاخبار۔ فارسی قلمی، اس کا نام تاریخی ہے۔ ۱۲۹۹ھ میں تصنیف ہوئی۔ مولوی محمد ادریس بن حافظ محمد مسعود صاحب خادم و امام مسجد قادریہ نے تصنیف کی۔ اس میں صوفیائے کرام کے حالات درج کئے ہیں۔ مولوی صاحب خوش قلم، عالم اور شاعر بھی تھے۔ اس کتاب میں نوشاہی خاندان کے بزرگوں کے حالات بھی ہیں۔ لفظ بلفظ عبارت خزینۃ الاصفیا مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری کی ہے۔ بعض جگہ کچھ مزید عبارتیں بھی ہیں۔ مثلاً حضرت اوچ کے حالات اور سجادہ نشینوں کا تذکرہ اس میں زیادہ ہے۔

۲۔ کتاب تاریخ اوچ۔ اردو قلمی، یہ مولوی غلام احمد اختر صاحب کی اپنی تصنیف ہے۔ ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ میں نے اس میں سے گیلانی سجادہ نشینوں کے حالات نقل کئے۔ مولوی صاحب کے بیٹے غلام رسول نے کہا کہ قلمی کتاب سے حالات نقل کرنے کی اجازت نہ دیں لیکن مولوی صاحب نے فراخدلی سے اجازت دے دی۔

مولوی صاحب نے دوپہر کا کھانا بھی مجھے اپنے ہاں سے کھلایا۔ میں نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت سید مبارک حقانی کا مزار کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مخدوم سید عبدالقادر ثانی کے پاس مشرقی جانب جو قبر ہے وہ سید مبارک حقانی کی ہے۔

پھر مسجد قادریہ میں آیا اور کچھ مسودات لکھے۔ اذان ہوئی۔ ظہر کے وقت مخدوم صاحب گیلانی

---

(۱) غلام احمد اختر نے پانچ مارچ ۱۹۴۳ء کو وفات پائی۔ بحوالہ نقوش رفتگاں از حیات میرٹھی، ص ۱۵۱۔ ع

Marfat.com

مسجد میں تشریف لائے۔ میں نے سلام کیا۔ پوچھا تم کیا کر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے آباؤ اجداد کے حالات لکھ رہا ہوں۔ پھر میرے پاس بیٹھ کر مسودات ملاحظہ کئے۔ نماز باجماعت ادا کی۔ فرضوں کے بعد سنتیں اور نوافل مخدوم صاحب نے میرے جائے نماز پر پڑھے۔ الحمدللہ۔

ایک کنوئیں پر جاکر غسل کیا جو شہر سے باہر جنوب مغربی طرف ہے۔ پھر مسجد میں آکر کتاب تاریخ اوچ حفیظ کا مطالعہ کیا۔

شام کے قریب مخدوم صاحب پھر مسجد میں تشریف لائے اور میری جوگیہ رنگ چادر پر کھڑے ہوکر نماز پڑھی۔

دوشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۶ مارچ ۱۹۳۴ء

رات کو دربار شریف کے سامنے آرام کیا۔ صبح بیدار ہوکر نوافل تہجد ادا کئے اور وظائف کرتا ہوا سو گیا۔ خواب میں کسی کہنے والے نے یہ کہا۔ "پیروں کی پیری دیکھو شریف کی شریفی نہ دیکھو۔"

فجر کی نماز باہر ایک کنوئیں پر جاکر پڑھی، پھر مسجد قادریہ میں آکر تلاوت قرآن کریم اور وظائف معمولہ پڑھے۔ دربار اقدس میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ تھوڑے منٹ وہیں بیٹھا۔

عید کی نماز

آج عیدالاضحیٰ کا دن ہے۔ نماز کا وقت ہوگیا تو مخدوم صاحب سید شمس الدین ثامن سجادہ نشین دربار عالیہ سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ نکلے۔ آگے آگے ایک آدمی دف اور ڈھولک بجاتا ہے۔ اس کے پیچھے ایک آدمی گھڑیال بجا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ایک آدمی توتی باجہ بجانے والا ہے۔ اس کے پیچھے ایک چوبدار کمر باندھے ہاتھ میں سنہری رنگ عصا لئے راستہ میں آگے آگے چلتا ہے۔ اس کے پیچھے ایک چور ڈھال ہے جو گرد و غبار دوپٹہ سے ہٹاتا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے مخدوم صاحب بعمر چودہ سالہ، خوبصورت، وجیہ، لباس فاخرہ، کوٹ سنہری رنگ پہنے کلاہ، نوابی پر سبز رنگ ریشمی دستار سنہری دھار یدار باندھے، گلے میں پھولوں کے ہار، شلوار سفید، پاؤں میں پشاوری جوتا طلاندار پہنے جا رہے ہیں۔ ان کے پیچھے ایک قطار سفید ریش علماء اور صوفیا کی ہے۔ جو دائیں بائیں چل رہے ہیں۔ جو بزرگ صورت مع داڑھیاں سبز و سفید دستارس پہنے ساتھ جا رہے ہیں۔ ان کے پیچھے ایک قطار نوجوان مولویوں اور

Marfat.com

صوفیوں کی ہے۔ ان کے پیچھے امراء و رؤسا بالباس ہائے فاخرہ شامل ہیں۔ ان کے پیچھے عام خلقت ہے۔ یہ امر بھی خاص ملحوظ ہے کہ جو آدمی چوبدار و نقارچی و گھڑیالی آگے چلتے ہیں وہ پشت ہٹائے چل رہے ہیں تاکہ بے ادبی نہ ہو اور وہ جو سفید ریش صوفی چور ڈھال ہے وہ باآواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس طرح چلتے ہوئے شہر اوچ گیلانی سے باہر جنوب کی طرف ایک صاف میدان میں پہنچے۔ جہاں دریاں اور صفیں بچھی ہوئی ہیں۔ وہاں پہنچتے ہی جماعت کھڑی ہوگئی اور مولوی محمد قطب الدین امام جامعہ مسجد قادریہ نے نماز پڑھائی۔ عربی میں مختصر خطبہ پڑھا اور دعا مانگ کر اسی طریقہ سے واپس ہوئے ہیں۔ واپسی کے وقت آگے آگے نعت خوانی ہوتی ہے۔ ہر ایک شخص نے مخدوم صاحب کو سلام کیا ہے۔ میں نے بھی قدمبوسی کی۔ واپسی کے وقت دوسرے راستہ سے آئے ہیں اور سیدھے قلعہ قادریہ کے اندر اپنے دیوان خانہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ بیٹھک خوب سجی ہوئی ہے۔ سارے کمرہ میں ایک ایک دری اور اس پر قالین بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک طرف مسند بچھا ہے۔ اس پر مخدوم صاحب تکیہ لگا کر بیٹھے۔ باقی تمام لوگ حلقہ باندھ کر بیٹھک کی دیواروں کے ساتھ دوزانو بیٹھے۔ دس منٹ نعت خوانی ہوئی۔ پھر دعائے خیر کہہ کر سب لوگ سلام کر کے رخصت ہوئے۔

میں دربار شریف آیا۔ سلام نیاز کیا۔ فاتحہ پڑھا۔ مسجد قادریہ میں بیٹھ کر تاریخ اوچ حفیظ کا مطالعہ کیا۔ ذرا قیلولہ کیا۔ ظہر کے وقت اٹھ کر نماز پڑھی۔ ڈاکخانہ میں منشی محمد عبداللہ اسلم قریشی کے پاس چلا گیا۔ نصف گھنٹہ ان کے پاس بیٹھا۔ وہ اپنی نظم کی ہوئی اردو نعتیں، رباعیاں سناتے رہے۔ عشقیہ مضمون میں اچھی ہیں۔ پھر مسجد قادریہ میں آیا۔ عصر کی نماز پڑھی اور یہیں وظائف کرتا رہا۔

آج عید کا دن بوجہ بد انتظامی لانگری کے فاقہ سے ہی گذرا۔ کسی مسافر کو روٹی نہ ملی۔

سہ شنبہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۷ مارچ ۱۹۳۴ء

شام کو مخدوم صاحب مسجد میں آئے اور میری چادر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور تشریف لے گئے۔

چونکہ عید کا دن فاقہ سے گذرا۔ دو مسافر پٹھان تھے۔ وہ بھی ایسے ہی رہے۔ اس بات کا منشی عبدالرحمن پٹواری مال قصبہ اوچ گیلانی کو پتہ چلا تو اس نے سید زین العابدین شاہ صاحب

Marfat.com

مدار المہام سرکار قادریہ کو رپورٹ دی کہ مسافروں کو گذشتہ عید کے دن روٹی نہیں ملی۔ وہ عشاء کے وقت مسجد میں تشریف لائے اور مسافروں کو پوچھا کہ کیا تم کو روٹی نہیں ملی۔ انہوں نے کہا نہیں۔ پھر مجھے پوچھا کہ کیا تم کو روٹی ملی ہے۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر دربار شریف کے لانگری کی شکایت کروں اور کہہ دوں کہ روٹی نہیں ملی تو یہ خلاف ادب ہوگا اور کہوں کہ روٹی مل گئی ہے تو جھوٹ ہوگا۔ میں نے کل خواب میں جو حضرت سید محمد غوثؒ نے مجھے کھانا کھلایا تھا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے کہدیا کہ مجھے تو روٹی مل گئی تھی۔ وزیر صاحب نے دوسروں کی شہادت کی بناء پر دربار شریف کے تمام خلیفوں اللہ بچایا وغیرہ اور غلام رسول جاروب کش کو سخت ڈانٹا۔ باورچی کو بھی سزا دینے کی دھمکی دی کہ محبوب سبحانی کے دربار پر عید کے دن مسافروں کو فاقہ آیا۔ چنانچہ رات کو اسی وقت کھانا منگوایا، سب کو سیر ہو کر کھلایا گیا۔

رات کو میں دربار شریف کے سامنے سو رہا۔ صبح اٹھ کر تہجد اور وظائف ادا کئے۔ فجر کی نماز ایک کنوئیں پر جاکر پڑھی۔ پھر دربار شریف آکر قرآن مجید اور وظائف دلائل الخیرات پڑھے۔

بوقت چاشت مولوی غلام احمد اختر مؤلف سررشتہ تالیفات بہاول پور کے ڈیرہ پر گیا۔ مخادیم گیلانیہ کے کچھ حالات جو باقی رہ گئے تھے وہ آج نقل کئے۔ نیز حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی کی اولاد امجاد کا کچھ شجرہ نسب بھی تحریر کیا۔

یہاں وہ حالات جو تاریخ اوچ اختر سے نقل کئے ہیں بلفظہ درج کئے جاتے ہیں۔

نقل حالات مخادیم گیلانیہ از تاریخ اوچ اختر

حضرت شیخ بندگی محمد غوث حلبی قادریؒ

سال ۸۸۷ھ میں چون سال کی عمر میں بعہد سلطنت قطب الدین لنگاہ بادشاہ ملتان حلب سے سیاحت کرتے ہوئے وارد اوچ ہوئے۔ کہتے ہیں سلطان حسین فرمازوائے خراسان آپ کا مرید تھا۔ اور سلطان سکندر لودھی بادشاہ دہلی کو آپ کی نسبت نہایت اعتقاد و اخلاص تھا۔ آپ کے طفیل سلسلہ قادری کو اس ملک ہند میں بہت عروج اور کمال قبولیت حاصل ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت شیخ محمد غوث حلبی ابن سید شمس الدین محمد حلبی

Marfat.com

ابن سید شاہ میر قادری ابن سید ابوالحسن علی ابن سید ابوعلی (۱) صوفی ابن سید مسعود ابن سید ابی الیاس احمد (۲) ابن سید صفی الدین المشہور سید صوفی ابن حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب ابن شیخ المشائخ حضرت عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست ابن سید عبداللہ ثالث ابن سید عمر زاہد (۳) ابن سید محمد روحی ابن سید داؤد ابن سید موسیٰ ثانی ابن سید عبداللہ ثانی ابن سید موسیٰ اول (۴) ابن سید عبداللہ المحض ابن سید حسن المثنیٰ ابن حضرت امام حسن مجتبیٰ ابن حضرت علی ابن ابی طالب۔

حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب قدس سرہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ اس لئے قادریہ خاندانوں میں سب سے بڑے فرزند حضرت شیخ کی طرف منسوب ہونے کا فخر اس خاندان کو حاصل ہے۔

بروایت شجرۃ الانوار مرقوم ہے کہ سید ابوالعباس جو ساتویں پشت میں ان کے دادا ہیں فتنہ ہلاکو خاں کے وقت معہ اپنے چھوٹے بھائی سید ابو سلیمان احمد جن کے وجود تک سلسلہ قادریہ شیخ سلیم چشتی کا منتہی ہوتا ہے۔ بغداد کو چھوڑ کر روم کو چلے گئے اور بعد چندے وہاں سے حلب میں مقیم ہوئے۔ آپ کی ولادت بھی حلب میں ہوئی اور آپ نے کئی حج کئے اور سیر عرب و عجم میں عمر کا حصہ بسر کیا۔ پھر اسی سیر کی تقریب سے ہندوستان میں وارد ہوئے اور لاہور میں محلہ کوشگراں میں اقامت اختیار کی۔ وہاں ایک مسجد بنائی (۵)۔ بعد چندے مراجعت وطن مالوفہ حلب فرما کر والد ماجد سے اجازت سکونت ہند کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا میری زندگی کے ختم ہونے کے بعد ہند چلے جانا۔ چنانچہ والد کی رحلت کے بعد خراسان سے ہوتے ہوئے ملتان میں وارد ہوئے اور پھر وہاں سے اوچ میں توطن اختیار کیا۔ اوچ میں اس وقت لنگاہوں کی حکومت تھی۔ سلطان قطب الدین بادشاہ نے اپنی لڑکی بی بی دیس گسائن سے آپ کا نکاح کر دیا۔ اس بی بی سے اولاد نہ ہوئی (۶) تو آپ نے سید ابوالفتح گاذرونی سجادہ نشین درگاہ

---

(۱) مولانا اختر نے ابو علی الگ نام لکھا ہے مگر صاحب شجرۃ الانوار نے ابوعلی سید مسعود کی کنیت لکھی ہے۔

(۲) صاحب شجرۃ الانوار نے ان کو ابوالعباس احمد لکھا ہے جو صحیح ہے۔

(۳) اکثر نسابوں نے ان کو یحییٰ زاہد لکھا ہے۔

(۴) دوسرے نسابوں نے ان کو موسیٰ الجون لکھا ہے۔

(۵) صاحب شجرۃ الانوار نے لکھا ہے کہ مسجد آپ نے ناگور میں تعمیر کی نہ کہ لاہور میں۔

(۶) بقول صاحب شجرۃ الانوار اسی بی بی سے دو بیٹے، سید عبداللہ ربانی و سید مبارک حقانی تولد ہوئے۔

134927

Marfat.com

گاذرونیہ اوچ شریف کی دختر سے نکاح کیا۔ چار فرزند پیدا ہوئے۔
(۱)سید عبدالقادر ثانی جو بعد وفات والد ماجد کے سجادہ نشین ہوئے۔
(۲)سید عبداللہ ربانی۔ (۳)سید مبارک حقانی۔ (۴)سید محمد نورانی۔ لاولد
سید ابوالفتح گاذرونی نے حصہ اراضی اوچ گیلانی اپنی دختر کے جہیز میں دیا تھا۔ جس پر اب تک آبادی ہے۔
حضرت بندگی محمد غوث بڑے عالم صاحب مقامات رفیع تھے۔ آپ کی طفیل تبلیغ اسلام اور تمکین دین اس ملک میں بزور روحانیت ہوئی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کو آپ کے طفیل فروغ ہوا۔ آپ کے اشعار مشہور ہیں اور بڑے ذوق کا موجب ہیں۔ حضرت کی عمر نوے برس کی ہوئی اور سال ۹۲۳ھ میں واصل بحق ہوئے۔
آپ کی تاریخ وفات مصرعہ

"محمد شاہ میراں قطب اقطاب"

اور (سلطان اکبر متقی) سے بحساب ابجد نکلتی ہے۔

حضرت سید عبدالقادر ثانیؒ

آپ حضرت سید محمد غوث کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے مرید تھے۔ آپ کی نظر فیض اثر سے منکران دین اسلام کو قبول کر لیتے تھے اور فساق فجار کو توبہ نصیب ہوتی تھی۔ سلطان محمود لنگاہ بادشاہ ملتان جو نوجوان عیاش اور مغرور تھا۔ آپ پر رنج ہوا تو آپ نے اسناد جاگیر اس کے پاس بھیج دیئے اور فرمایا ہم کو سلطانی عطیہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ بادشاہ کو آپ کے شان سے آگاہی ہوئی تو ایک مشیر سخن سنج بھیج کر آپ کو ملتان دعوت کی اور مراسلہ لکھا کہ آپ ملتان تشریف لاکر دیدار پر انوار سے ملتان والوں کو اور اس عاجز کو بہرہ ور فرمائیں۔ آپ نے جواب میں یہ قطعہ لکھ کر واپس کر دیا۔

ہیچ باب ازیں باب روئے گشتن نیست — ہر آنچہ بر سر ما میرود مبارک باد
کسے کہ خلعت سلطان عشق پوشیدست — بحلہ ہائے بہشتی کجا شود دلشاد

کہتے ہیں کہ ان دنوں میں ملتان میں مرض طاعون نمودار ہوا۔ لوگ گھبراہٹ میں تھے۔ بعض

Marfat.com

لوگ اوچ سے آپ کے وضو کا پانی لے گئے۔ پیا تو شفاء ہو گئی۔ پھر اس کی ایسی قدر ہوئی کہ جہاں آپ وضو کرتے تھے، وہاں سبزہ اگا ہوا تھا وہ بھی لے گئے اور بعد ازاں اس خاک کو بھی نہ چھوڑا۔

ولادت آپ کی سال ۸۶۲ھ اور وفات ۸ ربیع الثانی ۹۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار معہ مزار والد خود شرقی طرف زیارتگاہ ہے۔

آپ کی تین بیویاں تھیں۔ ایک سید فخرالدین گاذرونی کی دختر بلند اختر۔ دوسری از قوم لنگاہ اور تیسری بی بی سید بنت سید محمد. بخاری اوچ

آپ کے فرزندان کی تعداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ سید عبدالرزاق، ۲۔ سید فتوح الملک، ۳۔ سید جلال، ۴۔ سید حسن،

۵۔ سید جعفر، ۶۔ سید حسین، ۷۔ سید زین العابدین۔

آپکی ولادت کا مادہ تاریخ "مہر منیر نورانی" (۸۶۲) اور وفات کا "میر مخدوم" (۹۴۰) ہے۔

حضرت سید عبدالرزاقؒ

فرزند اکبر حضرت سید عبدالقادر ثانیؒ۔ اپنے والد کی وفات پر سجادہ نشین ہوئے۔ فضائل و کمالات تامہ رکھتے تھے۔ آپ کی شان بلند تھی اپنے والد کی زندگی میں بمقام ناگور تھے۔

شیخ ابوالفضل علامی وزیر اکبر بادشاہ کا دادا آپکی خدمت میں مستفیض ہوتا تھا اور بہت سے لوگ آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ ناگاہ آپ کے دل میں وطن جانے کا داعیہ پیدا ہوا۔ روانہ ہوئے۔ آپ کے پہنچنے سے پیشتر حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانیؒ کی وفات ہو چکی تھی۔ حسب وصیت والد خود سجادہ نشین ہوئے۔ وفات ان کی ۵ جمادی الآخری ۹۴۲ھ میں ہوئی۔ مزار آپ کا مقبرہ قادریہ کے اندر ہے۔

اولاد نرینہ حضرت سید عبدالرزاق کی حسب ذیل ہوئی۔

۱۔ سید غلام علی، ۲۔ سید حامد، ۳۔ سید محمد شریف لاولد،

۴۔ سید غلام علی طفولیت میں فوت ہوئے۔ سید حامد بعد والد کے سجادہ نشین ہوئے۔

Marfat.com

حضرت مخدوم حامد گنج بخش کلاںؒ

آپ اپنے والد کے زمانہ میں مقتدائے مشائخ عظام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے استجابت دعا کا مرتبہ عطا کیا تھا۔ عالم اجل تھے۔ یاد خدا آپ کا وظیفہ تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں امر خلافت و سجادگی اپنے چھوٹے فرزند سید جمال الدین ابوالحسن موسیٰ کے تفویض کیا تھا۔ جن کا مزار ملتان میں بنام موسیٰ پاک شہید مشہور ہے۔

شیخ شیر شاہ جن کے نام پر سٹیشن شیر شاہ جنکشن بنا ہوا ہے، حضرت حامد گنج بخش کے مریدوں میں سے تھے۔ مخدوم حامد گنج بخش نے اپنے جد بزرگوار کی مزار پر روضہ اور گنبد عالی بنا کیا تھا۔ جو سال ۹۷۵ھ میں مکمل ہوا۔ اور اس کی تاریخ "جہد شیخ حامد" سے برآمد ہوتی ہے۔

آپ کی ایک بیوی تھی۔ بی بی جاں بنت صفی الدین گازرونی سجادہ نشین درگاہ گازرونیہ اوچ شریف۔ اور آپ کے دو فرزند تھے۔

۱۔ مخدوم سید عبدالقادر ثالث،

۲۔ جمال الدین جو موسیٰ پاک شہید کے نام سے مشہور ہیں۔

مخدوم سید عبدالقادر ثالثؒ

صاف طینت اور سادہ لوح تھے۔ بعض خدام کے بہکانے سے اپنے بھائی سید موسیٰ سے سجادگی کے متعلق نزاع کیا تھا۔ دونوں بھائی جب بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے، دروازہ سے گذرے تو حضرت سید موسیٰ طریق ادب کی رعایت کرکے بھائی کے بعد دروازہ سے گذرے۔ حکومت نے اس پر فیصلہ صادر کردیا کہ حضرت موسیٰ نے ان کی بزرگی کا اقرار عملی طور پر کر لیا ہے۔ چنانچہ اوقاف و مزارات کی تولیت حضرت سید عبدالقادر ثالث کے پاس رہی۔

کہتے ہیں کہ مخدوم الملک کا خطاب اس وقت سے ملا تھا اور حضرت موسیٰ کو ملتان کی حکومت عطا ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔ مخدوم عبدالقادر صاحب ثالث لنگر کی رونق اور صدقات و خیرات میں مبالغہ کرتے تھے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں ایک بی بی صحت خاتون قوم کانجوں۔ دوسری بی بی رکھو بنت حسن علی کھوکھر اور تفصیل اولاد نرینہ یہ ہے۔

Marfat.com

۱۔ سید شمس الدین محمد ثانی جو بعد والد سجادہ نشین ہوئے۔

۲۔ سید محمد کلان ۳۔ سید مصطفیٰ ۴۔ سید شہاب الدین

۵۔ سید عبدالرزاق جو بلقب نواب عزت یار خاں ملقب ہوئے۔

حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہیدؒ

اگرچہ مزار اور مقبرہ آپ کا ملتان میں ہے۔ لیکن وطن اور ولادتگاہ آپ کی اوچ ہے اور عمر شریف کا وسطی حصہ بھی اوچ شریف میں بسر ہوا۔ اس لئے آپ کا ذکر بھی ضروری ہے۔

جیسا کہ ذکر ہوا آپ مخدوم حامد گنج بخش کلاں کے صاحبزادے ہیں۔ بڑے عالم زاہد متقی صاحب کمالات تھے۔ والد نے اپنی زندگی میں ان کو ولیعہد بنایا ہوا تھا۔ علماء اور مشائخ کی جماعت آپ کے سلسلہ بیعت میں منسلک تھی۔ شیخ المشائخ عبدالحق محدث دہلوی جو ربع مسکون کی سیر کر کے مشائخ عرب و عجم کی زیارت سے مستفید تھے اور علم میں اپنے زمانہ میں علامہ و مجتہد تھے۔ آپ کے مرید ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے والد کے مرید تھے اور استفادہ آپ سے کیا تھا۔ ہر حال تکمیل علوم باطنی اور منازل قرب کا حصول شیخ کو آپ کے طفیل ہوا تھا۔ حضرتؒ موسیٰ پاک شہید نواح ملتان میں لنگاہوں کے فتنہ میں سال ۱۰۰۱ھ میں بعہد اکبری ضرب بندوق سے شہید ہوئے۔ آپکا مزار اوچ میں اندرون خانقاہ حضرت بندگی محمد غوث تھا۔ کہا جاتا ہے حضرت کے ورثاء آپکی لاش مبارک کو یہاں سے نکال کر ملتان لے گئے تھے اور وہاں دفن کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

مخدوم محمد شمس الدین ثانی ابن مخدوم حامد گنج بخش کلاںؒ

آپ کا نام سید محمد شریف تھا۔ دین کے کاموں میں رات دن منہمک رہتے تھے۔ عابد زاہد تھے۔ سلسلہ قادریہ کی ترقی میں کوشاں تھے۔ حضرت بندگی محمد غوث کا جو روضہ بگنبد بلند ان کے دادا نے تعمیر کرایا تھا بوجہ تنگی اس کو گروا کر وسیع محل مسقف تیار کرایا۔ ابیات مشعر تاریخ عمارت جو پتھر کی اینٹ پر کندہ ہیں حسب ذیل ہیں۔

Marfat.com

قطعہ

حمد ایزد را کہ آخر گشت کار از ابتدا　　در زمان صاحب سجادہ شیخ مقتدا
آنکہ شمس الدین محمد اسم آن عالیقدر　　کز اشارات مشائخ بانی جائے ہدا
چیست تاریخ بنا پرسیدم از الہام غیب
گفت شاداں "خانقاہ نادر آمد باہا"
۱۰۶۸

اور اس مخدوم صاحب نے مسجد مبارک جامع متصل خانقاہ جو موجود ہے تعمیر کرائی۔ جس کی تاریخ یہ ہے۔

قطعہ

از عنایات خدا بیچون و چند　　شیخ شمس الدین پیر اقبال مند
در جوار خانقاہ غوث حق　　کرد تعمیر عمارت دل پسند
مسجد عالی بہ از خلد بریں　　صد چو رضوان خدمتش را دست بند
خوش بنائے بے ستون قبہ دار　　قبہ ہائے چرخ پیش او نژند
سال تاریخ خرد سنجیدہ گفت
"وہ چہ مسجد رشک فردوس بلند"
۱۰۸۲

آپ کے تین فرزند تھے۔

۱۔ سید عبدالقادر جو بعد وفات والد خود سجادہ نشین ہوئے۔　　۲۔ سید مہر شاہ۔

۳۔ سید محمد زمان شاہ جد مخادیم بہاولپوری، جو خاندان جمال الدین والی واقع ریاست کے مورث ہیں۔

مخدوم سید عبدالقادر رابع[رح]

صاحب اخلاق حسنہ و صفات حمیدہ تھے۔ اجداد کرام کے پیرو تھے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ شمس الدین جو بعد وفات والد خود بنام شمس الدین محمد ثالث سجادہ نشین ہوئے۔

۲۔ سید محمد ثانی۔

Marfat.com

مخدوم شمس الدین محمد ثالثؒ

ابن مخدوم عبدالقادر رابع بعد وفات والد ماجد کے سجادہ نشین ہوئے۔ سالک مسالک طریقت حاوی علوم شریعت تھے۔ آپ کے چار فرزند حسب ذیل تھے۔

۱۔ سید محمد علی، ۲۔ سید مکھنہ شاہ، ۳۔ سید گل شاہ، ۴۔ سید محمد مراد شاہ۔

آپ کی پانچ صاحبزادیاں تھیں جو حسب ذیل نکاح کی گئیں۔

۱۔ سید عبدالوہاب بن سید محمد شریف کی بیوی تھی۔

۲۔ سید رسول شاہ بن مہر شاہ کلاں کی بیوی تھی۔

۳۔ سید بہاؤ الدین لاہوری کی بیوی تھی۔

۴۔ سید مہر شاہ ثانی بن سید مصطفیٰ شاہ کی بیوی تھی۔ ۵۔ سید سلطان شاہ کی بیوی تھی۔

آپ کا مزار مخدوم شمس الدین ثانی بن مخدوم عبدالقادر ثالث کے غرب میں ہے۔

مخدوم حامد محمد گنج بخش ثانی خلف مخدوم شمس الدینؒ

آپ کا نام سید مراد شاہ تھا۔ آپ کے زمانہ میں لنگر میں عسرت تھی، خرچ بہت تھا۔ آمدنی کم تھی۔ مسجد خانقاہ پر معتکف رہا کرتے تھے۔ خان صاحب محمد فتح خاں عباسی، وجہان خاں بمعہ علمہائے سیاہ عباسی تبقریب سیرو شکار معہ خدم و حشم و لشکر بغرض زیارت خانقاہ و ملاقات صاحب سجادہ نشین تشریف لائے اور ایک آہوے بریاں (بجی) بطور ہدیہ مخدوم صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور دعا طلب فرمائی۔ جیسا کہ سابق مخادیم بخاری کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

مزار مخدوم حامد گنج بخش ثانی کا خانقاہ میں مخدوم شمس الدین ثالث کے مزار کے غرب میں ہے۔ ان کا فرزند سید خداداد بعد ان کے سجادہ نشین ہوا۔

مخدوم شمس الدین محمد رابعؒ

ان کا نام سید خداداد شاہ تھا۔ یہ نہایت نیکو کار۔ زاہد، عابد تھے۔ اس لئے ان کا لقب شمس الدین نورانی ہو گیا تھا۔ مگر بہت جلد فوت ہو گئے۔ آپ لاولد تھے۔

Marfat.com

مخدوم عبدالقادر خامس رح

بن سید مرتضیٰ بن سید محمد ثانی بن مخدوم عبدالقادر رابع۔ ان کا نام سوہارا شاہ تھا۔ مخدوم شمس الدین رابع کی وفات پر باستحقاق وراثت سجادہ نشین ہوئے۔ یہ مخدوم صاحب بڑا نیک زاہد عابد تھا۔ اپنی صاحبزادیوں کا نکاح بہاول پوری برادری میں کر دیا تھا۔ دو لڑکے لاولد فوت ہو گئے۔ ایک لڑکا وارث چھوڑا۔ حجام نے استرہ سے شہید کر دیا۔ سال شہادت ۱۱۶۳ھ۔

مخدوم سید فضل علی الملقب بہ مخدوم حامد گنج بخش ثالث بانی قلعہ رح

طفولیت میں سجادہ نشین ہوا۔ بالغ ہونے پر نواب جان نثار خاں گجروالی ڈیرہ غازیخاں نے اپنی لڑکی ان کے نکاح میں دی اور ڈیرہ غازیخاں میں ٹھہرا کر خانہ داماد رکھا۔ مخدوم صاحب بارہ سال وہاں رہے۔ بعد ازاں رخصت ہو کر اوچ میں وارد ہوئے۔

اس مخدوم صاحب کو بوجہ تعلق رشتہ نوابان ڈیرہ غازیخاں بہرہ ثروت وافی حاصل ہوا۔ ان ایام میں حکومتوں میں انقلاب عظیم ہو رہا تھا۔ فتنہ و فسادات کا طوفان برپا تھا۔

غلام شاہ کلہوڑہ والی سندھ ان کا ہمزلف تھا کہ نواب جاں نثار کی دوسری لڑکی اس سے بیاہی گئی تھی۔ مخدوم صاحب کو والی سندھ سے بیش بہا اور قیمتی جواہرات اور زر کثیر و زیورات بغرض تعمیر قلعہ اوچ گیلانی و محل بلند عطا ہوئے تھے اور مخدوم صاحب نے اپنے خسر سے مذہب شیعہ کی تعلیم و تلقین حاصل کی تھی۔ اس لئے والی سندھ سے زیادتی اتحاد کا موجب ہو گیا تھا۔

مورخوں نے لکھا ہے کہ میاں کلہوڑہ نے یہ قلعہ اور مال و دولت بر خلاف نواب صاحب بہاول پور استعمال کرنے کا عہد لیا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ مخدوم صاحب نے اقوام داؤد پوترہ کو برخلاف ریاست ہذا میاں کلہوڑہ کی امداد پر عہود و مواثیق قائم کرنے کے لئے جمع کیا تھا۔ مگر بعض غیر تمند سرداران داؤد پوترہ کے جوش قومی نے یہ سارا منصوبہ خاک میں ملا دیا تھا اور اس جوش کو کھلے لفظوں میں قوم معروفانی کے سردار رئیس خیر پور نے ظاہر کیا تھا کہ ہم لوگ اس بات پر عہد کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ جو اولاد ہمارے سردار اور ہماری قوم کی بہتری کی ضامن ہو۔ پھر دیگر لوگوں کی بہتری بھی ہو۔ اس کے خلاف ہم کسی بات پر متحد نہیں ہو سکتے۔ اور قدرت و مشیت الٰہی سے ایک طرف سے خانہ ا

Marfat.com

گجر کی صولت کا زوال ہوگیا اور خدا تعالیٰ نے ریاست کو اس منصوبہ سے بچالیا تھا اور مخدوم صاحب
خاندانی روایات میں آیا ہے کہ مخدوم صاحب سندھ سے واپس آکر حضور نواب صاحب کی خدمت
وارد ہوئے اور شبہ کا دفعیہ کرایا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بہرحال قلعہ تعمیر ہوگیا اور محل بھی جو آج تک موجود ہے تیار ہوگیا۔ اس لئے مخدوم صاحب
نام بانی قلعہ مشہور ہوگیا۔ یہ تاریخ بنائے قلعہ اب تک دروازہ شہر پر مرقوم ثبت ہے۔

در زمان جانشین غوث اعظم گنج بخش — رخ نمود ایں قلعہ دارالامان قادری
ہاتفم دربارہ بد خواہ آں تاریخ گفت — "از یزید آمد عدو خاندان قادری"

۱۱۸۵

مخدوم صاحب کا سندھ سے واپسی کے وقت سیدھا نواب صاحب کی ملاقات کی غرض سے احمد
پور شرقیہ پہنچنا اور معذرت کرنا اس امر کا شاہد ہے کہ درمیان سفر کے مخدوم صاحب کو نواب صاحب
کی ناخوشی اور ناراضگی کا علم بوجہ انکشاف حالات سفر کے ہوگیا تھا۔ تاہم کوئی فتنہ و فساد ظہور میں نہ آیا
تھا۔ نواب صاحب نے بھی مخدوم صاحب کی تالیف قلب میں مبالغہ کیا اور خود پیشوائی و مشایعت فرمائی
ممکن ہے کہ اس حکمت نے پیدا شدہ فتنہ کو فرو کردیا ہو۔

بہرکیف مخدوم صاحب ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۹۷ھ کو بعہد خلد آشیان نواب محمد بہاول خان ثانی بانی
جامع مسجد احمد پور شرقیہ فوت ہوئے۔ مخدوم صاحب کے دو فرزند تھے۔

۱۔ سید غوث بخش۔ ۲۔ سید حسن بخش۔

مخدوم عبدالقادر سادسؒ

ابن مخدوم گنج بخش ثالث بانی قلعہ ملقب بخدوم اولیا یا مخدوم علیا بعد وفات والد کے سجادہ نشین
ہوئے۔ بڑے متقی، متورع، پابند شریعت غرا تھے۔ ان کا نکاح نواب مولا داد خان گجر کی دختر سے ہوا
تھا۔ جس سے ایک لڑکا پیدا ہو کر فوت ہوا۔ حضرت مخدوم کی وفات ۱۲۰۱ھ میں ہوئی۔ یہ مخدوم صاحب
چار سال سجادگی کے بعد راہی ملک بقا ہوئے اور ان کی بجائے ان کا بھائی مخدوم گنج بخش رابعؒ سجادہ
نشین ہوا۔

Marfat.com

مخدوم گنج بخش رابع[7]

پہلا نام حسن بخش تھا۔ اس مخدوم صاحب کی طبع میں فطری بے اعتدالی تھی۔ دماغ ماؤف تھا اس کے بڑے بھائی عارضہ صرع سے فوت ہوئے تھے۔ دماغی کمزوری کے ساتھ منشیات کا استعمال علی الدوام بکثرت شروع ہوا۔ ایسی صحبتوں میں ارجاف وارا ذل کا داخل ہونا مشکل نہ تھا۔ مورخوں نے ان کے مظالم (۱) اس قدر لکھے ہیں کہ کسی جبار پادشاہ سے بھی ایسے کم واقع ہوئے ہوں گے۔ برہنہ تن کوچہ بازار میں دوڑنا اور نشہ کی مخموری میں قتل و نہب و ہتک حرمت کا مرتکب ہونا تو معمولی بات ہے۔ دن کو ملازم سوار ہو کر گشت کرتے تھے۔ جہاں کاشتکاروں اور زمینداروں کے خسی مکانوں کی قطاریں دور و نزدیک دیکھتے واپس آکر رپورٹ کرتے تھے اور رات کو یہ مشغلہ ہوتا کہ مخدوم صاحب مع اردلیوں کے تاریکی میں سوار ہو کر اس بستی پر پہنچ کر دور سے منتظر نظارہ کھڑے ہو جاتے اور اردلیوں کو حکم ہوتا کہ خسی مکانوں کی قطاروں کو ہر طرف سے آگ لگادیتے، عورتیں اور مرد خوابیدہ ننگے گھبرا کر اٹھتے اور گھبراہٹ کی حالت میں ادھر ادھر پریشان سرگردان دوڑتے اور مخدوم صاحب کی طبع کے لئے ایک مشغلہ اور دل لگی کا موجب ہوتا۔ معمولی خطا پر لوگوں کے ناک کان کٹوائے جاتے تھے۔ گھر لوٹ لئے جاتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امراء و شرفا ملازمت چھوڑ کر خانہ نشین ہوگئے اور بعض سرکار ریاست کے دربار میں خدمات شائستہ پر مامور ہوئے۔ ان میں سے شیخ حبیب اللہ جو متوطن اوچ شریف تھے اور محمد عمر خاں ڈاہر جو ایک دانشمند مشیر تھے اور فتح محمد خان غوری جو مدبر اور زیرک تھا۔ سرکاری ملازموں سلک میں منسلک ہوگئے۔ آخر مخدوم صاحب کی پر جوش طبع نے یہ پرزے نکالے کہ اپنے ملازموں کے مریدوں اور معتقدوں کی جمعیت کے ساتھ ریاست کے ساتھ مجادلہ و جدال و قتال شروع کر دیا۔ مخدوم نوبہار صاحب پر بھی ان کو بھروسا تھا۔ گل محمد خان داؤد پوترہ کو اور اختیار خان کو برادر عزیز القدر لکھتے اور [illegible] کہتے تھے۔ ان کے بھروسے پر حملہ کیا۔ مگر نتیجہ وہی نکلا جو مجنون دماغی کی سعی اور اکا لوہے نکلتا ہے۔ کہن سال خدام کی

---

(۱) مولانا اختر نے کسی تاریخ کا حوالہ نہیں لکھا اور یہ مظالم کی داستانیں لکھی ہیں۔ چونکہ مولوی صاحب ریاست بہاول پور کے نوابوں کے تنخواہ خوار ہیں، اس لئے ہر واقعہ میں نوابوں کو سچا اور مخدوموں کو غلطی پر تصور کرتے ہیں۔ دیگر مولوی صاحب قادیانی مذہب رکھتے ہیں۔ اس لئے پیروں سے کشیدگی اس کا لازمی نتیجہ ہے۔

Marfat.com

زبانی یہ بھی سنا گیا ہے کہ نواب محمد بہاول خان ثانی کو کئی دفعہ خوابوں میں تحریک ہوئی تھی کہ ظا
مخدوم کو ملک سے نکال دو۔ خدا ساز اتفاق ایسا ہوا کہ جب مخدوم صاحب کی جمعیت خانوادہ نورنگہ تک
پہنچ گئی تو محمد عمر خاں ڈاہر نواب صاحب کی طرف سے مراسلہ لے کر پہنچے۔ جس میں استفسار تھا کہ آ
کا ارادہ اس کش مکش سے خود ملک داری کا ہے یا کسی دوسرے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ اس
مراسلہ کے پہنچنے پر چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ ندیموں نے مخدوم صاحب سے دریافت کیا تو انہو
نے جواب دیا کہ حکومت میاں کلہوڑہ کا حق ہے۔ چونکہ کلہوڑہ خاندان کی بے تدبیریوں اور غفلتوں ۔
مظالم ملک میں پیدا ہو کر زبان زد تھے۔ اس پر تمام ہمراہیوں نے آدھی رات کو بلا اجازت گھروں
راستہ لیا۔ ریاست کی فوج نے حملہ اور دھاوا کر دیا۔ مخدوم صاحب الٹے پاؤں قلعہ پلولی میں محصور ہو
۔ وہاں بچاؤ نہ ہو سکا تو قلعہ ٹھٹھہ میں متحصن ہوئے۔ یہ قلعہ بھی مفتوح ہوا۔ تو وہاں سے نکل کر قلعہ اوچ
میں متمکن ہوئے۔ یہ قلعہ بھی توڑ دیا گیا تو وہاں سے قلعہ رام کلی میں آرام کیا۔ وہاں بھی فوجوں نے
محاصرہ کر دیا تو بطور مہمان گڑھی اختیار خاں کا رخ کیا۔ وہاں اپنے رفیقوں کے دلاسا پر چندے قیام کیا
جب بخت الٹا اور قسمت واژون تھی تو یہ کہہ کر عازم سندھ ہوئے۔

بہار سرکش و گل بے وفا و لالہ دو رنگ
دریں چمن بچہ امید آشیانہ کنیم

بہار سے مخدوم نو بہار، گل سے گل محمد خاں، لالہ سے اختیار خاں اور چمن سے ریاست مراد ہے۔
یہاں سے روانہ ہو کر داخل حدود حکومت سندھ ہوئے اور گھوٹکی کے قریب قادر پور میں
سکونت اختیار کی اور چھ سال وہاں زندہ رہ کر ۱۲۲۱ھ میں راہ گرائے عالم جاودانی ہوئے۔
مخدوم صاحب کے دو فرزند تھے۔

۱۔ پیر متخلص حسین نام جو بعد چلے جانے مخدوم والد خود کے بنام مخدوم محمد غوث زیر سایہ
عاطفت حضور نواب صاحب کے بمقام اوچ متولی مزارات رہے۔ پانچ سال کے بعد بعمر ۱۹ سالہ فوت
ہوئے۔ کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

۲۔ سید عباس علی جو اپنے والد کے ساتھ سندھ چلے گئے تھے۔

Marfat.com

مخدوم حامد محمد شمس الدین خامس ابن مخدوم گنج بخش جتگاور

ان کا نام سید عباس علی تھا۔ بعد وفات والد خود بمقام قادر پور سجادہ نشین ہوئے۔ قادر پور ان کی جاگیر تھا۔ وہاں کی آمدنی اور نذر و نیاز مریداں پر لنگر کا گذارہ رہا۔ یہ مخدوم صاحب زاہد، عابد و صاحب عصمت تھے۔ دس سال رونق سجادہ رہ کر ۱۲۳۱ھ میں فوت ہوئے اور قادر پور میں ہم پہلوئے والد خود مدفون ہوئے۔ ایک فرزند چار سالہ بنام سید حسن بخش یادگار چھوڑ گئے۔

مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش خامس رح

آپ کا نام سید حسن بخش تھا۔ اپنے والد کی وفات پر بمقام قادر پور طفولیت میں سجادہ نشین ہوئے۔ اپنی دادی صاحبہ کے زیر نظر تربیت پائی۔ یہ بی بی ان باکمال اور نیک نام مستورات میں سے تھی۔ جن کا تذکرہ صفحات تاریخ میں موجب زینت تواریخ ہوتا ہے۔ نہایت عقلمندی اور دور اندیشی سے اپنے خاوند کے ساتھ جن کی دماغی حالت کا ذکر ہو چکا ہے۔ باآنکہ بے خانمانی اور ترک وطن کی حالت میں ان کا مزاج اور بھی چڑچڑا ہو گیا تھا، نہایت خوش اسلوبی سے زندگی بسر کی تھی۔ کاروبار کی نگران رہیں اور اس بی بی کی تدبیر و تحرک سے جلاوطنی کا خاتمہ ہوا تھا۔ سرکار ریاست سے اجازت مراجعت پر یہ مخدوم صاحب معہ خدم و حشم آکر از سر نو یہاں آباد ہوئے۔ اپنے دادا بزرگوار اور والد ماجد کے ہر دو تابوت جو امانت دفن کئے گئے تھے، نکال کر ہمراہ لائے اور اندرون خانقاہ کے دوبارہ دفن کیا تھا۔

یہ مخدوم صاحب گویا از سرنو بانی خاندان تھے اور انہیں کے طفیل اجڑی بستی پھر آباد ہوئی۔ ابتداءً سرکار ریاست سے صرف ایک دکان مودی خانہ کی اجازت ہوئی تھی۔ مگر ان کے حسن معاشرت اور اخلاق حمیدہ کی تاثیر سے چالیس سے زیادہ دکانیں تجارت کے لئے کھل گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی مزاج میں حلم و وقار، ہمدردی و سخاوت کا جوہر ودیعت رکھا تھا۔ آپ کی سخاوت، رحمدلی کی داستانیں زبان زد خلائق ہیں۔ اہل علم و ہنر کی قدر دانی حوصلہ سے بڑھ کر ہوتی تھی۔ افتادہ خاندانوں کی پرورش و دلجوئی آپ کا وظیفہ تھا۔

ترپن سال کی سجادگی کے بعد سال ۱۲۸۴ھ میں وفات پائی۔ تین فرزند اور دو صاحبزادیاں یادگار چھوڑیں۔ ایک صاحبزادی ناکتخدا فوت ہوئی۔ دوسری کی شادی سید اللہ ڈتہ شاہ ابن سید حسن شاہ

Marfat.com

ولد سید محمد بخش بن سید محمد زمان ثالث بہاول پوری سے ہوئی۔ اس نیک بی بی کی یادگار مخدوم بچایا شاہ صاحب بہاول پور میں زندہ موجود ہیں۔

مخدوم صاحب کے فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سید محمد شاہ صاحب ۲۔ سید فیض محمد صاحب

۳۔ سید بھاون شاہ صاحب جو بعد وفات والد کے لاولد فوت ہوئے۔

مخدوم حامد محمد شمس الدین سادس رح

ابتدائی نام سید محمد شاہ تھا۔ والد ماجد کی وفات پر سجادہ نشین ہوئے۔ اولاً دونوں بھائیوں کے درمیان غبار نزاع برپا ہوا۔ بعد ازاں صلح ہو گئی۔ یہ مخدوم صاحب شاعر اور صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ اکیس برس سجادگی کے بعد ۱۳۰۳ھ میں وفات پائی۔ وردو وظیفہ میں مشغول رہتے تھے۔

ان کے فرزندوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سید حسن بخش، ۲۔ سید مراد شاہ

۳۔ جیون شاہ عین عالم شباب میں بحالت صاحبزادگی ناکتخدا فوت ہوئے۔

۴۔ سید ولایت شاہ

مخدوم گنج بخش سادس رح

ان کا نام سید حسن بخش تھا۔ والد کی وفات پر سجادہ نشین ہوئے۔ نہایت خوبصورت، عقلمند اور صاحب ہمت بلند تھے۔ اولاد ذکور پیدا ہو کر فوت ہوئی۔ ایک دختر دوشیزہ یادگار چھوڑی۔ بیس سال سجادگی کے بعد سال ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں تھی۔

مخدوم حامد محمد شمس الدین سابع رح

ابن مخدوم شمس الدین سادس۔ آپ کا نام سید مراد شاہ تھا۔ ولادت ۱۲۸۶ھ میں اور سجادہ نشینی سال ۱۳۲۳ھ میں اور وفات ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ ایک معصومہ اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ نہایت فیاض، نیک طبع، حلیم منکسر المزاج تھے۔

Marfat.com

مخدوم حامد محمد گنج بخش سابع رح

ابن مخدوم شمس الدین سادس۔ آپ کا نام سید ولایت شاہ تھا۔ اپنے بھائی کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آخر عمر میں دائم المرض ہوگئے تھے۔ ایک فرزند صغیر یادگار چھوڑا۔ نوجوانی میں وفات ہوئی۔

مخدوم حامد محمد شمس الدین عبدالقادر رح

ابن مخدوم حامد محمد گنج بخش سابع۔ بعد وفات والد خود صغیر سنی میں سجادہ نشین ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمر دراز کرے اور چشم و چراغ عالم و عالمیاں ہوں۔ آمین"

میں (شرافت) یہ حالات نقل کرکے دربار شریف غوثیہ پر آیا اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ مسجد میں قیلولہ کیا۔ اٹھ کر نماز ظہر پڑھی۔ دربار حضرت سید کبیر الدین حسن دریا سبزواری پر گیا۔ زیارت کی۔ ختم پڑھا۔ واپسی کے وقت ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ دربار شریف آیا۔ ایک شخص چورما (چوری) کی نیاز دربار شریف پر لایا۔ وہاں سے مجھ کو بھی تبرک ملا۔ پھر ایک دوشیزہ لڑکی کو دربار شریف لائے۔ اس کو جن کا آسیب ہے۔ ایک شخص ڈھولک بجا کر اس کے ساتھ حضرت غوث اعظم جیلانی رح کی مدح پڑھنے لگا۔ لڑکی جن والی حال کھیلنے لگی۔ وہ جن دفع ہوگیا۔

عصر کی اذان ہوئی۔ مخدوم صاحب گیلانی مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ نیز ایک معزز نوجوان مسٹر غلام فرید اخگر مسجد میں ملے۔ جو کالج اور دیو بند کے درس میں تعلیم یافتہ ہیں۔ ان سے کچھ گفتگو ہوئی۔ انہوں نے میرے مسودات کتاب شریف التواریخ ملاحظہ کئے۔ مضمون کو پسند کیا اور تحسین کیا۔

چہار شنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۸ مارچ ۱۹۳۴ء

شام کو بھی مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ زیارت حاصل ہوئی۔ رات کو بطریق معہود دربار شریف کے سامنے سو رہا۔ صبح کو تہجد اور وظائف پڑھے۔ نماز باجماعت مسجد قادریہ میں پڑھی۔ تلاوت قرآن پاک و دلائل الخیرات کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا، دعا مانگی۔ اس کے

Marfat.com

بعد مولوی محمد ظریف نامی طالب علم مدرسہ قادریہ اوچ شریف نے مجھے بلایا کہ ایک لاکھ مرتبہ درو
شریف پڑھنا ہے۔ چنانچہ دربار کے سامنے والے برآمدہ میں ہم گیارہ آدمیوں نے مل کر دوپہر کو پورا ک
پھر مسجد میں قیلولہ کیا۔ ظہر کے وقت مسمی مہتر موسیٰ افغان کابلی نے مجھ کو اٹھایا۔ وضو کیا۔ مخدو
صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ نماز باجماعت ادا کی۔

پھر بحضور جناب مدارالمہام صاحب دربار گیلانیہ سید غلام زین العابدین صاحب ایک
درخواست بمراد ملاحظہ کتب خانہ قادریہ لکھی۔ جو آگے درج کی جائے گی۔ پھر ڈاکخانہ میں گیا۔ منشی محمد
عبداللہ اسلم قریشی پوسٹ ماسٹر کے پاس چند منٹ بیٹھا۔ عصر کی نماز اسی قریب کی مسجد میں پڑھی۔
وہاں سے غلام غوث نامی ایک چشتی درویش کے ساتھ سیر کو نکل گئے۔ شہر سے باہر ایک کنواں
پر وضو کیا۔ پھر مسجد قادریہ میں آئے۔

پنجشنبہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۹ مارچ ۱۹۳۴ء

شام کے وقت مخدوم صاحب مسجد تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ مغرب اور عشاء کی نما
کے بعد دربار شریف کے سامنے سو رہا۔ صبح اٹھ کر تہجد کے نوافل اور وظائف کئے۔ نماز فجر باجماعت
پڑھی۔ تلاوت قرآن کریم اور دلائل الخیرات کر کے دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا، دعا مانگی
باہر سیر کو گیا۔ ایک کنواں پر وضو کیا۔
سائیں غلام غوث چشتی کو ساتھ لے کر درگاہ حضرت سید شیر شاہ جلال سرخ بخاری پر گئے
زیارت کی، ختم پڑھا، دعا مانگی۔
واپسی پر چند منٹ منشی محمد عبداللہ اسلم پوسٹ ماسٹر کے پاس بیٹھا۔ وہاں مثنوی مولانا روم ا
دیوان محی اور دیوان معین الدین کی غزلیات سنیں۔ پھر دربار شریف قادریہ پر آیا۔
مسجد میں قیلولہ کیا۔ ظہر کے وقت اٹھ کر نماز باجماعت ادا کی۔ مخدوم صاحب کی صفت میں چ
اشعار نظم کئے۔ جو ان کے تذکرہ میں درج کئے جائیں گے۔
شہر سے باہر بطرف شمال مشرق ایک کنواں پر جا کر غسل کیا۔ عصر کی نماز مسجد قادریہ میں پڑھ
آج عرس شریف کا دن ہے۔ مبلغ ساٹھ روپے دربار شریف پر نذرانہ آیا۔

Marfat.com

آج سارا دن خلقت کا ہجوم رہا۔ سارے دن میں کثیر التعداد عورتیں آسیب والی آئیں۔ مراسی لوگ ڈھولک کے ساتھ گاتے، عورتیں حال کھیلتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ جن حاضر ہوتے ہیں۔

جن نکالنے کا طریقہ

یہاں یہ طریقہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جن عورتوں کو آسیب ہوتا ہے ان کو دربار غوثیہ پر لایا جاتا ہے اور ساتھ ہی مراسی لوگ آتے ہیں اور ڈھولک بجا کر یہ گیت گاتے ہیں۔

حضرت پیر دے دربار میں لولی دیون آیاں

میں منتاں دیون آیاں

اوچ گیو سے خوش تھیو سے نور بھرے دروازے

ایڈوں اوڈوں ندیاں وہندیاں ادھ وچ دھاون صاحبزادے

میں تاں لولی دیون آیاں میں منتاں دیون آیاں

بہوں سوہنا پیر میرا بہوں سوہنا

کرتیاری حضرت پیر، عبدالقادر مدت مرید

چنن دا پنگھوڑہ گھڑیا   ہیریاں موتیاں لعلاں جڑیا

جھوٹے حضرت پیر   میں تاں لوی دیون آیاں

حضرت پیر دے دربار میں لولی دیون آیاں

میں منتاں دیون آیاں

اس وقت اس عورت کو حال آتا ہے۔ وہ سر مارتی ہے۔ پھر دربار شریف کا خلیفہ اٹھ کر اس کے سر کے بالوں کو جو کھلے ہوتے ہیں اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر کہتا ہے کہ اے جن تو کون ہے۔ وہ جواب دیتا ہے۔ میں فلاں قوم سے ہوں۔ پھر خلیفہ کہتا ہے کہ حضرت بندگی محمد غوث کے دربار پر تو آیا ہے۔ اب نکل جا۔ چنانچہ وہ چلا جاتا ہے اور عورت بیہوش ہو کر گر پڑتی ہے اور ذرا دیر کے بعد ہوش میں آتی ہے اور اس کے وارث نذرانہ دے کر چلے جاتے ہیں اور گانے والے کو بھی کچھ دیتے ہیں۔

Marfat.com

جمعہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۳۰ مارچ ۱۹۳۴ء

رات کو دربار شریف کے آگے سورہا۔ ساری رات ہوا چلتی رہی۔ آسمان ابر آلود رہا۔ مگر بارش نہیں ہوئی۔ تمام آنے والے مسافرین مخدوم صاحب کے ڈیروں پر چلے گئے۔

صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے۔ وظائف پڑھے، فجر کی نماز باجماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن کریم و دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ ایک میل کے فاصلہ شہر سے جنوب کی طرف جاکر ایک کنوئیں پر سر دھویا، غسل کیا تاکہ جمعہ کا ثواب حاصل ہو۔

مولوی عبدالغنی اور محمد ظریف نے دربار شریف کے حلقہ میں فالودہ کی دکان نکالی ہے۔ چند منٹ ان کے پاس بیٹھا۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد باہر ایک کنوئیں پر جاکر ایک مسجد میں قیلولہ کیا۔ ظہر کے وقت اٹھ کر نماز وہیں پڑھی۔

آج دو کارڈ لکھے۔

۱۔ بنام جناب والد بزرگوار اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی مدظلہ معرفت فضل الٰہی طالب علم جماعت ہشتم مڈل سکول رسول پور جتاں چک ۱۷۳ ساکن وایانوالی چک ۲۷ بھیجا۔

۲۔ بنام خلیفہ میر احمد قادری نوشاہی، بمقام محلہ مچھی ہٹہ شہر پشاور میں بھیجا۔ اپنے اوچ متبرکہ میں آنے کی اطلاع دی اور دعائے خیر کی التماس کی۔

مکتوب بطرف والد صاحب

از اوچ شریف

حضرت قبلۃ العالمین والد اکرم زاد الطافہ۔ بعد ادائے تسلیمات فراواں معروض خدمت ہوں کہ فقیر تادم تحریر بفضل خداوند دعائے آنجناب خیریت سے ہے۔ آج آٹھ راتیں گذر چکی ہیں۔ مزار پرانوار پر حضرت سید مبارک حقانی کی شناخت بھی ایک معتبر عالم سے ہوگئی ہے۔ سب مزارات بزرگان گیلانیہ ایک ہی محل میں ہیں۔ ایک بات بوقت رخصت پوچھنے کا خیال نہیں رہا تھا کہ

Marfat.com

اس جگہ ضرور چالیس دن کی تعداد پوری کرنی ہے یا اگر اس سے پہلے خواب یا مشاہدہ میں اجازت و رخصت عطا فرماویں تو بھی چلا آنا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک عریضہ وایانوالی میں آپ کو لکھا تھا۔ جس کا جواب نہیں آیا۔

یہاں آتے ہی ایک خط آپ کو اور ایک خط گھر میں اور ایک خط نوشہرہ میں اور ایک خط شرقپور میں لکھا تھا لیکن ابھی تک کسی کا جواب نہیں آیا۔ آج ایک خط آپ کو اور ایک خط پشاور میں لکھا ہے۔

زیادہ سے زیادہ ضرورت دعائے غائبانہ اور توجہ کی ہے۔ سارے یار دوست بھی دعا کریں اور سب کو سلام۔

یہ خط جناب والد صاحب کو جہاں بھی ہوں ضرور جلدی پہنچاویں۔

شریف احمد شرافت نوشاہی

دربار عالیہ قادریہ گیلانیہ

مقام اوچ شریف تحصیل احمد پور شرقیہ

ریاست بہاول پور۔ ۱۷ چیت سمت ۱۹۹۰ب

پھر میں مسجد قادریہ میں آیا، عصر کی نماز پڑھی۔ دوبارہ باہر ایک کنواں پر جاکر غسل کیا اور پھر مسجد شریف میں آگیا۔

آج جمعہ کے دن عرس دھوم دھام سے رہا۔ زیادہ ہجوم آسیب والی عورتوں کا رہا۔ سارے دن میں ایک سو پچاس روپے دربار پر چڑھاوا آیا۔

شنبہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۳۱ مارچ ۱۹۳۴ء

شام کی نماز کے بعد منشی محمد عبداللہ اسلم قریشی پوسٹ ماسٹر نے ایک کارڈ مجھے دیا۔ جو مولوی محمد حیات صاحب شرقپوری نے بھیجا ہے۔

مکتوب مولوی محمد حیات شرقپوری

معدن الطاف حضرت سیدی و مولائی پیر صاحب سلمہ ربہ

Marfat.com

بعد از ہدیہ سنت خیرالانام معروض خدمت اقدس باد کہ طالب خیریت. بخیریت ہے۔

مرام این کہ راحت نامہ شرف صدور ہوا۔ کئی بار بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھا کہ اس عالیجاہ نے اس جانی حقیر کو اس درگاہ خاص میں یاد فرمایا۔ ۱۲ چیت کو نوازشنامہ ملا۔

عرض ہے کہ بندہ بفضل ایزدی بمعہ میاں صاحب نیک محمد سجادہ نشین ۵ محرم الحرام کو مقام پاک پتن آویں گے۔ آپ دعا فرماویں کہ خدا کا فضل شامل حال ہو تو وہاں آپ کے پاس پہنچ کر زیارات اوچ شریف نصیب ہوں۔ آمین۔

آپ عریضہ ہذا ملاحظہ فرما کر پورا پورا پتہ لکھیں۔

۱۔ دو اوچ شریف سے جاتے ہیں۔ کونسی اوچ میں آنا ہے۔

۲۔ سامان کپڑا وغیرہ کیا کیا ہونا چاہیئے۔

۳۔ کیا ڈیرہ نواب سے کوئی اور راستہ موٹر، اسپ وغیرہ سواری کا نہیں۔

۴۔ انشاء اللہ بوقت روانگی ۵ محرم الحرام عریضہ ارسال کروں گا۔

بندہ کا پروگرام یہ ہے۔ ۲۲/۲۳/۲۴ ذی الحجہ کو بندہ بمقام قصور ڈاکخانہ خاص۔ دروازہ موری متصل اسلامیہ سکول. بخانہ اللہ بخش والٰہی بخش دھوبی کے ہوگا۔

اس سے پہلے خط شرقپور آنا چاہیئے۔ ورنہ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرماویں۔ اس عاجز کی طرف سے درخواست بروضہ حضرت سید محمد غوث رحمۃ اللہ پیش کریں کہ اس عاصی کو زیارت نصیب ہو۔

سگ درگاہی محمد حیات نوشاہی عفی عنہ

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

نماز مغرب کے بعد نوافل پڑھتا رہا۔ عشاء کے بعد دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر تہجد پڑھی۔ وظایف کئے۔ نماز فجر باجماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن کریم اور دلائل الخیرات کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم شریف پڑھا، دعا مانگی۔ ڈاکخانہ گیا۔ پانچ منٹ وہاں بیٹھا، پھر مسجد قادریہ میں آکر مولوی محمد حیات شرقپوری کو ان کے خط کا جواب لکھا کہ اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب سے سالم ٹانگہ کرایہ پر مل سکتا ہے اور گھوڑا یا اونٹ بھی کرایہ پر مل سکتا ہے۔

Marfat.com

دوپہر کے وقت قیلولہ کیا۔ ظہر کے وقت اٹھ کر نماز باجماعت پڑھی۔ منزل قرآن کچھ باقی رہ گئی تھی وہ پڑھی۔ ختم پورا ہوا۔ چند منٹ تک خلیفہ دربار اللہ بچایا خاں کے پاس بیٹھا۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا، دعا مانگی۔ سیرو سیاحت کو گیا۔ شہر سے باہر مشرق کی طرف ایک میل کا فاصلہ لائن پر ڈیرہ نواب کی جانب چلا گیا۔ ایک کنواں پر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی۔ مسجد قادریہ میں چلا آیا۔

آج بھی سارا دن میلہ رہا۔ مستورات کا کافی ہجوم تھا۔ گذشتہ تمام دنوں میں زیادہ تر مستورات کا ہی میلہ رہا۔

یکشنبہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / یکم اپریل ۱۹۳۴ء

شام کی نماز باجماعت پڑھ کر چند رکعتیں نوافل پڑھے، عشاء کے بعد دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر عادت معہود پر دربار شریف کی طرف متوجہ ہو کر وظائف کرتا رہا۔ فجر کو باہر جنوب کی طرف ایک کنواں پر جاکر غسل کیا۔ نماز فجر بھی وہیں پڑھی۔ دربار شریف مین سلام و نیاز کیا۔ تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی۔

اس سے پہلے میں روزانہ ایک سیپارہ پڑھتا تھا۔ آج سے پانچ سیپارہ پڑھنے شروع کئے۔ نیز اس سے پہلے دلائل الخیرات چار روز میں ختم کرتا تھا۔ آج سے تین دن میں ختم کرنے کی منزل شروع کی۔ تلاوت سے فارغ ہو کر دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا، دعا مانگی۔ خلیفہ اللہ بچایا خاں کے پاس بیٹھا۔ وہاں سے کھانے تبرک میں ملے۔

آج خلیفہ اللہ بچایا خاں نے مجھے ایک حجرہ خالی کرا دیا۔ جو مسجد شریف قادریہ اور محل شریف غوثیہ کے درمیان کونہ میں ہے اور صاف کرا کر میرے سپرد کیا کہ اپنا سامان اس میں رکھو اور تا اختتام چلہ اس میں بافراغت رہا کرو۔ چنانچہ میں نے اپنے کاغذات اور کتابوں کا بستہ اور کپڑے وغیرہ وہاں رکھے۔ بازار جاکر دروازہ کے واسطے چھوٹا سا قفل خریدا۔ ڈاکخانہ گیا لیکن منشی صاحب نہ ملے۔ مسجد قادریہ میں چلا آیا۔ حجرہ میں داخل ہو کر سو رہا۔ دوپہر تک قیلولہ کیا۔ بھنڈارہ آیا۔ کھا کر باوضو وظائف میں مشغول ہوا۔ ظہر تک مراقبہ کیا۔ نماز ظہر باجماعت پڑھ کر دربار شریف کے اندر جاکر وظائف پڑھا۔ بعد ازاں مسجد شریف میں بیٹھا رہا۔

Marfat.com

لطیفہ گوئی

مولوی عبدالغنی ولد مولوی غلام نبی قوم نائچ ساکن مقام مہند بستی مولوی یار محمد قیس ڈاکخانہ چنی گوٹھ تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاول پور جو اس جگہ مولوی محمد قطب الدین صاحب امام مسجد قادریہ اور مدرس دارالعلوم قادریہ سے مشکوٰۃ شریف پڑھتے ہیں، میرے پاس بیٹھے رہے اور لطیفہ گوئی ہوتی رہی۔ میں نے چند اشعار پڑھے۔ مولوی صاحب نے کہا مجھے تحریر کردو۔ چنانچہ میں نے یہ عبارات اور اشعار لکھ دیئے۔

سیاہ عربی

انا فی الکونھریۃ لینیۃ فجاء سارقون فقال بعضھم ننذ وقال بعضھم داس فضربوا کنکرۃ فقلت ننتننا نننننا ففروا کلھم جمیعا

اشعار جعفر زٹلی

چو برتن کنم جوشن جنگ را | ہزیمت دہم پسوئے لنگ را
بدوزم برمح سناں دودھ را | شگافم بچنگال فالودہ را
بہنگام جد و تردد تلاش | کنم غرق انگشت در دال ماش
من آن رستم گرد رویں تنم | کہ دہ پاپڑ پختہ را بشکنم
من آنم کہ گر اسپ جولاں کنم | چہل خانہ موش ویراں کنم
کنم روزن اندر چپاتی بہ تیر | بر آرم دمار از سر مور پیر

ے

کشتی جعفر زٹلی در بھنور افتادہ است
ڈبکوں ڈبکوں میکند در یک دو دھکا پار کن

Marfat.com

انگریزی الفاظ کا شعر

الف آ ڈیئر نیئر سٹ ہیئر آئی ڈونٹ فیئر وفادار ڈیئر
باڈی سک ہویا لائیک وڈ میرا اج تیک نہ پایا قرار ڈیئر
اک پلک نہ آوندا ریسٹ میئوں نائٹ گذردی کنو ٹنگ سٹار ڈیئر
اکوار آمل رب دا واسطہ ئی ٹیئر برسدے ابر بہار ڈیئر

اشعار احمد یار مرالوی

تو میری جانب سے جا کے قاصد سجن کو میرے سلام دیجو
سلام کے بعد رو کے کہیو جو تیرے عاشق نے یوں کہا ہے
اٹک میں رہنا لٹک کے چلنا ہٹک کے کھانا مٹک بتانا
تیری نگاہ سے چٹک ٹپک کر سٹک کٹک کر ہٹک پڑا ہے
اگر وہ ابن عرب کا ہووے تو اس کو کہیو تعال عندی
فیاحبیبی کثیر شوقی فداک روحی فلیتما ہے
اگر وہ نچوا ہو کاشمیری سمہال کر بول لفظ کاشر
آوارہ کرتس بوارہ کرتس یہ آرہ استو یہی وفا ہے
اگر وہ لڑکا پٹھان ہووے تو راشہ کہہ کر بلا کہو
سلانگوری ولے زاضی دغان مایا تو کیوں خفا ہے
اگر وہ نڈھڑا ہو پوٹھوہاری تو اس کو کہیو مہاڑے راجہ
یہ اچھنا گچھنا تو سہاڑا کہو کہ عاشق تو کیوں خفا ہے
اگر وہ درزی کا لونڈا ہووے تو اس کو کہیو کہ چھوڑ قینچی
شتاب سینے میں آکے لگ جا عجب یہ جامہ قطع کیا ہے
اگر وہ دلی کا لڑکا ہووے رکھایا زریں کا طرہ سر پر
تو اسکو کہیو تو میرے پیارے میں تیرے صدقے توں کیوں خفا ہے

Marfat.com

اس کے بعد میں شہر سے باہر شمالی طرف ایک میل کا فاصلہ سیر کو گیا اور ایک کنوئیں پر جا کر غسل کیا۔ مسجد قادریہ میں واپس آیا۔

دوشنبہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں جماعت سے پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح کے وقت اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے۔ وظائف پورا کیا۔ پھر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ میاں محمد فاضل ولد میاں غلام مصطفیٰ صاحب نوشہروی اور ان کے بیٹے صاحبزادہ محمد امین اور نذر محی الدین تینوں ساہنپال شریف میں آئے ہیں اور میرے مکان پر اترے ہیں اور صرف میرے ہی ملنے کے لئے آئے ہیں۔ میاں محمد فاضل نے مجھ کو آٹھ روپے نذرانہ دیا ہے اور ہمارے گھر کے آدمیوں کے نام شمار کر کے ان سب کو علیحدہ علیحدہ ایک ایک روپیہ دیا ہے۔ جو سب آٹھ ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا۔ اور نماز فجر باجماعت ادا کی۔ باہر سیر کے لئے گیا۔ کنوئیں پر وضو کیا۔ دربار شریف آکر سلام کیا۔

تلاوت قرآن مجید و دلائل الخیرات کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا، دعا مانگی، فارغ ہوا۔

آج مسجد قادریہ کی دیواروں پر سے میںؒ نے وہ اشعار نقل کئے جو زائرین نے وقتاً فوقتاً اپنی یاداشتوں کے لئے لکھے ہوئے تھے۔ مسجد قادریہ کا حال یہ ہے۔

مسجد قادریہ

دربار شریف غوثیہ محبوبیہ کے شمالی جانب عظیم الشان مسجد ہے۔ تین گنبد ہیں۔ سامنے کی دیوار پر کاشی کا کام بڑا خوبصورتی سے بنا ہوا ہے۔ جو دیدہ زیب ہے۔ مسجد کے محراب پر یہ آیت شریف لکھی ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۔ افضل الذکر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ انما یعمر مساجد اللّٰہ من امن باللّٰہ والیوم الاخر واقام الصلوۃ واتی الذکوۃ ولم یخش الا اللّٰہ فعسٰی اولٰئک ان یکونوا من المہتدین۔

مسجد کے محراب کے شمالی طرف لکھا ہے۔

Marfat.com

"المومن فی المسجد کالسمک فی الماء"
محراب کے جنوبی طرف لکھا ہے۔

"المنافق فی المسجد کالطیر فی القفس"
درمیان میں یہ لکھا ہے۔

چراغ و مسجد و محراب و منبر   ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر

بخط طغرا اسمائے گرامی اللہ۔ محمد۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ حسن۔ حسین۔ لکھے ہیں۔
مسجد کے تین دروازے ہیں۔ درمیانی دروازہ کے اوپر یہ عبارت تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بعونہ تعالیٰ ایں مسجد معلیٰ در زمانہ حضرت مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین ثانی سجادہ نشین ششم در ۱۰۸۲ ہجری المقدس قرار یافت۔ پس در عہد حضرت مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین صاحب سابع سجادہ نشین بیستم، باہتمام منشی شاہ محمد خاں مختار کار در ۱۳۲۴ ہجری مرمت یافت"

شمالی دروازہ پر باہر کی طرف لکھا ہے۔   "عجلوا با الصلوٰۃ قبل الفوت"

جنوبی دروازہ کے اوپر تحریر ہے۔   "عجلوا با لتوبۃ قبل الموت"

یہ مسجد حضرت سید محمد شریف المعروف مخدوم شیخ محمد شمس الدین ثانی بن سید عبدالقادر ثالث بن سید حامد گنج بخش کلاں نے ۱۰۸۲ھ / ۱۶۷۱ء میں تعمیر کرائی جس کی تاریخ یہ ہے۔

قطعہ

از عنایات خدا بیچون وچند   شیخ شمس الدین پیر اقبالمند
درجوار خانقاہ غوث حق   کرد تعمیر عمارت دل پسند
مسجد عالی بہ از خلد بریں   صد چو رضوان خدمتش را دست بند
خوش بنائے بے ستون قبہ دار   قبہ ہائے چرخ پیش او نژند
سال تاریخ خرد سنجیدہ گفت   وہ چہ مسجد رشک فردوس بلند
۱۰۸۲

Marfat.com

مسجد قادریہ کے امام مولوی قطب الدین صاحب ہیں جو کسی گاؤں الہ آباد سے آئے ہوئے ہیں طبیب بھی ہیں۔ پانچوں وقت کی جماعت کراتے ہیں۔ فرضوں کے بعد تین مرتبہ دعا مانگتے ہیں۔ پوری نما سنن، نوافل ادا کرنے کے بعد پھر دعا نہیں مانگتے۔ مشرباً حنفی دیو بندی ہیں۔ یہاں کے سب نمازی رف سنایہ کرتے ہیں۔

مسجد قادریہ کا مؤذن اس وقت مہتر موسیٰ نام افغانستانی پٹھان ہے۔ مسجد کے صحن میں شمال کی طرف حوض ہے، جس میں کنوئیں کا پانی ڈالا جاتا ہے۔ کنواں بھی مسجد کے حلقہ میں ہے۔

تحریرات مسجد قادریہ محبوبیہ

بعض زائرین نے جو وقتاً فوقتاً مسجد شریف قادریہ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے اپنے اپنے خیال کے مطابق عربی، فارسی، اردو، پنجابی، ریاستی زبان میں اشعار اور عبارتیں بطور یادداشت مسجد کی دیواروں پر لکھ جاتے رہے۔ جن میں سے بعض تحریریں قائم ہیں۔ بعض مٹ گئی ہیں۔ جو ان میں سے پڑھی گئی ہیں میں نے ان کو نقل کر کے حروف تہجی وار یہاں درج کر دیا ہے۔ عبارتیں پہلے لکھی گئی ہیں اور بعد میں اشعار۔

النصیحۃ

الحمد لاهله والصلوة علىٰ هادى السبل ۔ امابعد فيقول ابو القاس عبدالحق ۔ ياعبادالله اتقواالله واجتنبوا من محدثات فانّ شر الا مور محدثاتها وكل بدعة ضلالة ۔ ولاتنذرو (۱) لغيرالله تعالى ولا تسجدواولا تقبلو (۲) القبور فانه كفر صريح و شرك جلى ۔ واعبدوا الله حق العبادة وتوحد واوتصلوا اعلىٰ النبى صلى الله عليه وسلم لاسيمافى الجمعة فانه من صلى فى اليوم مرة كتب شهيداً۔

۱۔ ۲۔ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عبارت لکھنے والا وہابی المذہب ہے۔ کیونکہ نذر اولیاء کو وہ نذر غیر اللہ قرار دیتا ہے۔ حالانکہ علامہ جیون حنفی تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں۔ ان البقرة المنذورة للاولياء كماهواسرسم فى زماننا حلال طيب اور تقبیل قبور والدین اور اولیاء اللہ کے متعلق عمدۃ القادری شرح بخاری میں ہے۔ قال شیخنا زين الدين واما تقبيل الاماكن الشريفة على قصد التبرك وكذالك تقبيل ايدى الصالحين وارجلهم محموداً باعتبار القصد والنية۔

Marfat.com

النصیحة

الدنیا دار الفناء و الحزن والدار الهم والحزن فتنبهوا من نوم الغفلة واجتهدوا فی الاعمال الصالحة لتکون لنجاتکم وسیلة و تمسکو ابحبل المتین و السنة واجتنبوا من الشرک والبدعة یااخوانی و خلانی اذا نظرتم فی مکتوبی فاسئلوا الله الخیر والتقرب الی الله والحب حبیب المجتبیٰ والصفی المصطفیٰ۔ آمین ثم آمین۔ الاهم اغفر لکاتبه و قارئه ولوالدیه واحبابه واقربائه

الراقم فدوی صالح محمد (۱) غفر الله له۔

اشعار عربی

ابت المکارم ان تفارق اهلها　　و ابی الکریم بان یکون بخیلا

امن تذکر جیران بذی سلم　　مزجت دمعاً جری من مقلة بدم

لئن بان معبدی خیر من ان تراه　　وستعرف قد دهادن فتحناه

یا رسول الله انظر حالنا

یا حبیب الله اسمع قالنا

فارسی اشعار

آشنائی بامسافر کردن اے دل خوب نیست
اوبوطن خویش رفتہ داغ ہجرے درجگر

آشنائی با مسافر کردن اے دل خوب نیست
او بوطن خویش رفتہ یاد در دل داشتن است

آئینہ را ہرگز مبین اے دلربائے نازنین
ترسم کہ تو مجنون شوی از دیدن دیدار خویش (۲)

---

(۱) کاتب عبارت کا نام صالح محمد ہے

(۲) لکھنے والے کا نام محمد جعفر [illegible]

Marfat.com

ازین جانب فراموشی محال است
وزان جانب نمیدانم چہ حال است

اگر خواہی کہ راقم این کدام است
زہے مسکین عبدالحکیم نام است

اگر در خانہ صد محراب داری
نماز آن بہ کہ در مسجد گذاری

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

اگر دور باشی زفسق و فجور
نباشی ز گلزار فردوس دور

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

اگر قسمت بدست خویش بودے
زیاران کس جدا ہرگز نبودے

اگر قسمت خدا دادہ ملاقات کند حاصل
بجز تقدیر ربانی شدن یکجا شود مشکل

اگر مجنون و لیلی زندہ گشتی
حدیث عشق زین دفتر نوشتے

الٰہی دار قائم تا قیامت
درین مسجد جماعت باامامت

الٰہی غنچہ امید بکشا
گلے از روضہ جاوید بنما

Marfat.com

اے دوست اگر جان طلبی جان بتو بخشم
از جان چہ عزیز ست بگو آں بتو بخشم (۱)

رباعی

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کان سوختہ راجان شد و آواز نیامد
ایں مدعیاں در طلبش بے خبرانند
کان را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

بادشاہا جرم ما را در گذار
ما گنہ گاریم تو آمرزگار

بحمد اللہ کہ من مولائے دیدم
بدیں درگہ غلام زر خریدم

بر در آمد بندۂ بگریختہ
آبروے خود ز عصیاں ریختہ

برو ای مدعی نادان چہ دانی سرمستان را
منم شوریدۂ جاناں چہ خواہم حورو غلمان را

برمزار ما غریباں نے چراغ و نے گلے
نے پرے پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

بسے ملک گردیدم اندر جہان
ندیدم چنین مسجد خوش مکان

بنالد بلبل مسکین چو از گلزار دور افتد
قیامت آن زماں باشد کہ یار از یار دور افتد

---

۱) راقم البیت فقیر محمد عمر قوم ایڈ ساکن شہر ایری ملک ماڑی ضلعی سیوی۔ بلوچستان

Marfat.com

بوبکر جان ماست عمر دیدگان ماست
عثمان زبان ماست علی تاج برسرست

بوبکر یار غار و عمر میر پردہ دار
عثمان شہسوار و علی فتح لشکر است

ہر کس کہ زین چہار یکے را خلاف کرد
او را یقین دان ز یہودان خیبر است

چناں زی کہ ذکرت بتحسین کنند
نہ بعد از تو بر گور نفرین کنند

چنین گوید محمد روز محشر
نخواہم دید روئے بے نمازان

چو پرخاش بینی تحمل بیار
کہ حاصل بہ بندد در کار زار

چون فراغت زمفردات آمد
وقت مشق مرکبات آمد

حمد بے حد مر خدائے پاک را
آنکہ ایمان داد مشت خاک را

خدایا ترا حمد بے انتہا
نیاید زما حمد و شکر و ثنا

درحقیقت مالک ہر شے خداست
ایں امانت چند روزہ پیش ماست

درین دنیا ز جملہ بے ہنر بودم
کہ زشتم بے خرد جاہل چو خر بودم

Marfat.com

درین دنیا کسے بے غم ندیدم
اگر دیدم بنی آدم ندیدم

درین دنیا کسے عاشق ندیدم
اگر دیدم ولے صادق ندیدم

درین دنیا کسے یارے ندیدم
اگر دیدم وفادارے ندیدم

دو چشم من فدائے چار گوہر
ابوبکر و عمر ، عثمان و حیدر

روز محشر کہ جان گداز بود
اولین پرسش نماز بود

روز و شب اندر معاصی بودہ ایم
غافل از امر و نواہی بودہ ایم

سرم خاک رہ ہر چار سرور
ابوبکر و عمر ، عثمان و حیدر

شاہ محمد ز نیاز عظیم
شاہ شود گرچہ گدائے قدیم

عندلیب نو بہارم من چمن گم کردہ ام
چوں مسافر غربت راہ وطن گم کردہ ام(۱)

قلم گوید کہ من شاہ جہانم
قلم بر را بدولت میرسانم

---

(۱) "این شعر پسر عاقل خاں صوبہ دار لاہور بگفت چوں پدر او از دست او مغضوب ساختہ شدہ" شعر مذکورہ کے نیچے یہ عبارت انہیں الفاظ سے لکھی ہے

Marfat.com

گدا سازی بیکدم بادشاہان را
گدایان را دہی شاہی بآسانی

گر خبرداری ز حی لایموت
بر دہان خود بنہ مہر سکوت

گرہمی خواہی کہ باشی خوشنویس
می نویس و می نویس و می نویس

متاب از عشق روگرچہ مجازی است
کہ آن بہر حقیقت کار سازی است

مغفرت دارد امید از لطف تو
زانکہ خود فرمودۂ لاتقنطوا

من نگویم کہ طاعتم بپذیر
قلم ء عفو بر گناہم کش

نوشتم خط برین مسجد علامت
علامت را بقا ہست تا قیامت

نوشتم خط درین مسجد نشانی
کہ ما را نیست دائم زندگانی

نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

Marfat.com

یا الٰہیٰ رحم کن بر ما ہمہ
عفو کن جملہ گناہ ما ہمہ

یا الٰہیٰ عاجزم امیدوارم لطف تو
حال ما را خود بدانی من چہ گویم پیش تو

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اردو اشعار

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا کل کی خبر نہیں

ان کے در سے مجھے داروئے محبت نہ ملی
میں گنہ گار جو تھا اس لئے جنت نہ ملی

اگر میں جانتا ایسی جدائی
قسم اللہ نہ کرتا آشنائی

جدائی پڑ گئی ناگاہ مجھ پر
نصیب ہوگا ملوں گا پھر بھی آکر

خدا نے جو کچھ بنا دیا ہے
یہ نور سارا محمدیؐ ہے

دکھانا اور نہ ظالم دکھے ہوئے دل کو
تمہارے عشق نے خانہ خراب کر ڈالا

عبدالغنی بیکس سگ آستان فیض
ہے یہ دروازہ رحمت حق فیض

Marfat.com

رباعی

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا

رباعی

کوچہ و بازار میں ہے ذکر تیرے فیض کا
جس کو دیکھو ہے تیرے الطاف کا مدح سرا
مہ جبینوں سے محبت چھوڑ دوں ممکن نہیں
مٹ نہیں سکتا کبھی لکھا ہوا تقدیر کا

مجھے ڈراتے ہیں کہ تیرا خون کردیں گے
لگا کے ہاتھوں میں مہندی دکھائی جاتی ہے

واعظ شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہہ گیا

ہزاروں گلبدن گل چہرہ گلفام
گزر گئے چھوڑ دنیا کو دلارام (۱)

ہمارا حال دنیا میں کوئی کب دیکھ سکتا ہے
توقع چشم جاناں سے تھی وہ بھی شرمگیں نکلی

یا الہی روز محشر مصطفیٰ کا ساتھ ہو
شافع روز جزا صلی علیٰ کا ساتھ ہو

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

---

(۱) اس شعر کے کاتب کا نام لکھا ہے "احقرالعباد بندہ عبدالرزاق ریاستی"

Marfat.com

پنجابی اشعار

خداوندا تو دیہ توفیق مینوں
کراں یارب میں ہر دم یاد تینوں
اگر رحمت نہ کرسیں یا الہیٰ
تو کس دے پاس جاساں میں گناہی
خداوندا مسافر کوئی نہ ہووے
اگر ہووے تو محبوب جدا نہ ہووے

ریاستی اشعار

دل میں قرار و زار ہے
انتظار کے دلدار ہے
شیعہ نہ ہو توں رافضی
اصحاب دی بے حرمتی
آخر نبی آخر نبی
دل ڈیکھ شان رسول دا
او بے خبر اندیشہ کر

یہ اشعار نقل کرنے کے بعد میں نے قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔ دربار شریف میں سلام کیا۔ خلیفہ اللہ بچایا خان کے پاس چند منٹ بیٹھا۔ مسجد شریف میں تلاوت کا بقیہ پورا کیا۔ سیر کو چلا گیا۔ شہر سے شمالی جانب ایک کنواں پر جاکر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی۔ پھر مسجد قادریہ میں آیا۔

سہ شنبہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۳ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کے وقت مخدوم صاحب گیلانی مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ شام کے بعد ایک مسافر سے گفتگو ہوئی۔ جسکا نام منشی عبدالستار ارائیں ہے۔ جلال پور پیروالہ ضلع ملتان کا رہنے والا ہے۔

Marfat.com

نماز عشاء کے بعد دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر شہر سے باہر مشرق کی طرف سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز فجر مسجد قادریہ میں باجماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن مجید و دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ مسٹر غلام فرید اخگر چند منٹ میرے پاس آکر بیٹھا رہا۔ دربار شریف کے اندر سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ شہر سے باہر جاکر کنوئیں پر اپنے کپڑے خود اپنے ہاتھ سے دھوئے۔ وہاں ایک حجام مل گیا اس سے حجامت کرائی۔ اس نے اجرت نہ لی۔ جزاہ اللہ۔

مسجد قادریہ میں آیا۔ کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ ظہر باجماعت پڑھی۔ دربار شریف میں بیٹھ کر رات کا بقایا وظائف پورا کیا۔ تلاوت قرآن مجید کی۔ جو اشعار میں نے مخدوم صاحب کی تعریف میں بنائے ہیں ان کی ایک نقل مسٹر غلام فرید اخگر کے لئے تیار کی۔

عصر کے وقت مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ نماز کے بعد سیر کو گیا۔ پھر مسجد شریف میں آگیا۔

چہار شنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۴ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ رات کو خواب میں حضرت والد بزرگوار مدظلہ کی زیارت فیض بشارت ہوئی۔ برادر عزیز صاحبزادہ بشیر احمد اور مرید خیردین رندھاوا کی ملاقات بھی ہوئی۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے۔ وظائف کیا۔ نماز فجر باجماعت ادا کی۔ سیر کے لئے باہر گیا۔ وضو کیا۔ واپس آکر قرآن مجید کی تلاوت کی۔

مولوی عبدالغنی نے کہا کہ درود شریف کا ایک لاکھ پڑھنا ہے۔ چنانچہ مسجد میں بیٹھ کر تیرہ آدمیوں نے دس بجے تک ایک لاکھ پورا کیا۔ پھر دربار شریف کے اندر سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ وظائف دلائل الخیرات وغیرہ پڑھ کر فراغت پائی۔ کھانا کھاکر قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔ باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ وہیں نماز عصر ادا کی۔ پھر مسجد قادریہ میں آیا۔

پنجشنبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۵ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کے وقت مخدوم صاحب گیلانی مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد دربار شریف کے آگے سو رہا۔ رات کو خواب میں بابا شیر علی ولد سید محمد شفیع صاحب نوشاہی کی

Marfat.com

قات ہوئی۔ نیز بابا کرم الٰہی صاحب ختم شریف پڑھتے دیکھتے گئے۔ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کوئی ایسی عربی
عا بتاؤ جس کے پڑھنے سے سب مومنوں کو ایصال ثواب ہو جایا کرے اور برحمتک یا ارحم الراحمین پر
تم ہو۔ میں نے یہ دعا بتائی۔

اللھم اغفرله ولوالحم وارحمھما کما دیبانه صغیراً واغفراللھم لجمیع
مؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات انکم
جیب الدعوات ورافع الدرجات برحمتک یارحم الرحمین۔

نیز خواب میں حافظ منظور حسین صاحب سلیمانی (۱) کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے سورہ فاطر کا
خری رکوع قرات سے سنایا ہے۔

صبح اٹھ کر تہجد ادا کیے۔ وظائف معمولہ سے فراغت پائی۔ نماز فجر باجماعت پڑھ کر سیر کو گیا۔
ضو تازہ کر کے مسجد قادریہ کے اندر بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید و دلائل الخیرات کی۔ پھر بازار گیا تاکہ
ہبند نسواری رنگ سے رنگاؤں مگر رنگساز سے بھاؤ نہ بنا۔ واپسی پر مولوی غلام احمد اختر کے ڈیرہ پر
بیٹھا۔ کتاب منتہی الارب اور برہان قاطع دیکھیں۔ اس میں سے لفظ نوشو و نوشہ کے معنی لکھے۔ وہو ھذا۔
"نوشو۔ بفتح اول و ثالث و سکون ثانی و واؤ بمعنی حادث باشد کہ در برابر قدیم است"۔ "نوشہ۔ بفتح اول و
ثالث و سکون ثانی و ظہور ہا۔ پادشاہ نوجوان راگویند و نو داماد راہم گفتہ اند۔ و بضم اول و ثانی مجہول
داختفائے با مخفف نوشہ است کہ بمعنی خوش و خوشاد خوشی و خوشحال و خرم باشد و بمعنی غم خوردن و تیمار
داشتن ہم ہست و قوس قزح رانیز گویند۔" (برہان قاطع فارسی جلد دوم ص۔ ۷۰۵ کالم ۲ مطبوعہ نولکشور۔
مصنفہ مولوی محمد حسین المتخلص بہ برہان)

میں نے مولوی غلام احمد صاحب اختر سے پوچھا کہ حضرت مخدوم سید محمد غوث الحسنی الحلبی
الجیلانی جس زمانہ میں اوچ تشریف لائے، اس زمانہ میں بخاری خاندان میں سے کون سجادہ نشین تھا۔
مولوی صاحب نے بتایا کہ اس وقت مخدوم کیمیا نظر بخاری صاحب سجادہ تھے۔

میں مسجد قادریہ میں آیا۔ کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ خواب میں مولوی احمد حسین فدا ولد مولوی محمد

---

(۱) حافظ منظور حسین سلیمانی مرحوم ساہنپال میں رہتے تھے اور مصنف کے ہمعصر اور دوست تھے۔ ع

Marfat.com

حسین عادل گڑھی (۱) اور محمد سعید شاد ولد مولوی عبدالرشید عادل گڑھی کی ملاقات ہوئی۔ بیدار ہو کر وضو کیا۔ تلاوت قرآن مجید کی تلاوت کی۔ نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ڈاکخانہ گیا۔ منشی محمد عبداللہ اسلم قریشی پوسٹ ماسٹر کے پاس چند منٹ بیٹھا۔ آج شہر میں میلہ لگا ہوا ہے۔ پھر کر دیکھا۔ مسجد قادریہ میں آخر نماز عصر باجماعت پڑھی۔ باہر ایک کنوئیں پر جاکر غسل کیا۔ واپس مسجد شریف آیا۔

جمعہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۶ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں جماعت سے پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کیے۔ وظائف کرتا رہا۔ فجر کی نماز باجماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی۔

آج عرس کا دن ہے۔ سویرے سے شروع ہو کر مسجد قادریہ میں نعت خوانی ہوتی رہی ہے۔ ایک مولوی صاحب نے واعظ بھی کیا۔

ادھر ڈھولک بھی بجتی رہی۔ لوگوں کو وجد و حال ہوتا رہا۔ ہجوم خلائق بے شمار رہا۔

زائرین کے ہجوم کے باعث دربار شریف کے اندر بمشکل داخل ہو سکا۔ سلام و نیاز کیا۔ دروازہ کے آگے انتظام کے لئے سپاہی کھڑے ہیں۔ مسجد میں شامیانے نصب کیے گئے۔ مولوی رشید نام سارا دن وعظ کرتے رہے۔ آیت شریف ان الخیر آمنوا وعملو الصالحات کانۃ لھم جنات الفردوس نزلاً خلدین فیھا لایبغون عنھا حولاً۔ کا ترجمہ و تفسیر بیان کرتے رہے۔

نماز جمعہ کے واسطے مولوی محمد قطب الدین صاحب امام مسجد تشریف لائے۔ خلقت باہر کے دروازہ تک نماز پڑھ رہی تھی۔ انہوں نے مختصر خطبہ پڑھ کر نماز پڑھائی۔

مسجد میں جلال پور پیروالہ ضلع ملتان کا ایک کتب فروش دکان لگائے بیٹھا ہے۔ اس کے پاس بیٹھ کر حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ کیا۔

۱۔ کتاب تذکرہ غوثیہ۔ مجموعہ ارشادات حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی۔

۲۔ سوانح عمری سید عبدالرشید حقانی ملتانی۔

---

(۱) مولوی محمد حسین عادل گڑھی ضلع گوجرانوالہ میں رہتے تھے۔ مصنف نے خوشنویسی انہی سے سیکھی تھی۔ ع

Marfat.com

۳۔ فتاویٰ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔ اس میں چند سوالات کے جوابات ہیں۔ اصناف اولیاء غوث، قطب، ابدال، نجبا اور طریقہ اشغال کا بیان ہے کہ یہ سب مستحسنات امور سے ہیں۔ اگرچہ بعض اس میں سے بدعت ہیں لیکن حسنہ ہیں۔

پھر میں نے بازار میں میلہ دیکھنے کے واسطے ایک چکر لگایا۔ میلہ بہت ہے۔ چلنے پھرنے کی جگہ نہیں ملتی۔ بمشکل تمام ڈاکخانہ سے ہوتا ہوا خانقاہ حضرت سید شیر شاہ جلال میر سرخ بخاری پر حاضر ہوا۔ وہاں سے بازار آیا۔ کتاب تاریخ اوچ مؤلفہ حفیظ بہاول پوری خریدی۔ باہر کنوئیں پر جاکر غسل کیا۔ واپسی پر راستہ میں نماز عصر پڑھی۔ مسجد قادریہ میں آیا۔ آج قرآن مجید کا ختم پورا ہوا۔

شنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۷ اپریل ۱۹۳۴ء

آج شام کے وقت لنگر میں چار ہزار آدمی کا کھانا تقسیم ہوا۔ میں نے نماز مغرب اور عشاء جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ آج رات مسجد اور دربار شریف کا برآمدہ وغیرہ مسافرین شب باش سے پر رہے۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے۔ وظائف پڑھا۔ نماز فجر پڑھ کر باہر سیر کو گیا۔ ایک کنواں پر وضو کیا۔ واپس آکر تلاوت قرآن مجید و دلائل الخیرات کی۔ آج قرآن کا نیا ختم شروع کیا۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ آج بھی میلہ کا اس قدر ہجوم ہے کہ بمشکل اندر جا سکا۔ باہر آکر کتب فروش کے پاس بیٹھا اور تذکرہ غوثیہ کا کچھ حصہ مطالعہ کیا۔

فجر کی نماز سے شروع ہوکر گیارہ بجے دن تک واعظ ہوتا رہا۔ مولوی سید محمد علی شاہ نام فضائل چہار یار پر وعظ کرتے رہے۔ کہتے ہیں کہ ان کا سارا خاندان شیعہ ہے۔ ان میں سے صرف یہی ایک صاحب مذہب اہل سنت پر ہیں۔ کئی نعت خواں خوش الحانی سے برعایت قواعد موسیقی نعتیں اور مولود شریف پڑھتے رہے۔

کھانا کھانے کے بعد حجرہ میں قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن مجید کو پورا [illegible] ظہر کے بعد عصر تک مسجد قادریہ میں وعظ ہوتا رہا۔ متعدد مولویوں نے تقریریں کیں جن میں سے مولوی محمد رشید صاحب نے شیعوں کی کتابوں سے صحابہ کرام کے فضائل بیان کئے۔

میں باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز عصر مسجد قادریہ میں پڑھی۔ [illegible]

Marfat.com

لئے بازار میں ایک چکر لگایا۔ مخلوق کا کافی ہجوم ہے۔ بعد ازاں مسجد شریف میں آگیا۔

یکشنبہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۸ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے۔ وظائف پڑھے۔ فجر کی نماز باہر ایک کنوئیں پر جاکر پڑھی۔ مسجد میں آکر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

کتاب فضائل الامام من رسائل حجۃ الاسلام المسمی بہ فتح المعالی ترجمہ اردو صحف الغزالی کا مطالعہ کیا۔

حضرت امام محمد بن محمد غزالی طوسی کے یہ وہ مکتوبات و رسائل ہیں جو انہوں نے بادشاہ وقت اور امراء و وزراء کے نام وقتاً فوقتاً لکھے تھے۔ اس کا اردو ترجمہ حافظ فیض احمد اورنگ آبادی نے کیا ہے۔ اس کے ایک مکتوب میں یہ نصیحت لکھی ہے۔

> "کسی سے نصیحت لینی یا کسی کو نصیحت دینی بالکل سہل کام ہے۔ نصیحت پر عمل پیرا ہونا مشکل کام ہے۔ انسان کو چاہئے کہ علم حاصل کرے اسلئے کہ عمل کرے۔ صرف علم پڑھنا درکار نہیں اور چار چیزوں سے بچنا چاہئے۔
>
> ا۔ کسی سے مناظرہ نہ کرے کہ بنسبت فائدہ کے اس کے نقصان زیادہ ہیں۔ ریا، بغض، حسد، عجب اور غرور اس سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر تحقیق حق منظور ہو تو تنہائی میں تبادلہ خیالات کرے۔
>
> ۲۔ وعظ نہ کرے کیونکہ پہلے اپنے نفس کو وعظ کرنا چاہئے اگر وہ قبول کرے تو پھر دوسروں کو کرے۔ اگر وعظ کرنا ہو تو گاہے بگاہے کرے۔ ہفتہ یا مہینہ کے بعد جب لوگوں کا اشتیاق زیادہ ہو تو کرے اور اتنا کرے کہ ابھی ان کا اشتیاق باقی ہو۔ عبارات فصیح اور مسجع و مقفیٰ سے پرہیز کرے۔ کنایات و اشارات عروضی و شاعری اور رموز تصوف سے پرہیز کرے۔ صرف امید و رحمت یا صرف عذاب و عتاب کا وعظ ہی نہ کرے بلکہ متوسط وعظ کرے۔

Marfat.com

۳۔ بادشاہوں یا امیروں کی مجلس اور سلام و پیام سے پرہیز کرے۔
۴۔ کسی امیر، وزیر، بادشاہ سے کسی قسم کا سوال نہ کرے۔" بلفظہ

دربار شریف کے سامنے قوالی ہوئی۔ قوالوں نے طبلہ اور ہارمونیم کے ساتھ یہ غزل گائی۔

تیرا حسن پیارے بڑی چیز ہے میرا عشق بھی تو کوئی چیز ہے
غرور و تکبر تیری چیز ہے رہی عاجزی سو میری چیز ہے

میں نے خوابنامہ امام ابن سیرین کا مطالعہ کیا، کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کیا۔ ظہر باجماعت پڑھی۔ ایک شخص مسجد میں نعتیں و غزلیں بزبان اردو اور ریاستی پڑھتا رہا۔ ایک غزل کا مطلع یہ ہے۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

باقی ماندہ تلاوت قرآن پاک پوری کی۔

آج میلہ اگلے دنوں سے کم رہا۔ دکاندار دکانیں لے جاتے رہے۔ زائرین بھی چلے گئے۔ کم تعداد باقی رہ گئے۔ میں باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ کپڑے صاف کئے۔ وہیں نماز عصر ادا کی۔ واپس مسجد قادریہ میں آیا۔

دوشنبہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۹ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں جماعت سے پڑھیں۔ میلہ کے گرد و غبار کی وجہ سے آج مجھ کو زکام شروع ہوگیا۔ ساری رات بڑی تکلیف رہی۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں حضرت سید ولایت شاہ المعروف مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخشؒ صاحب سالع کی زیارت ہوئی۔ جو موجودہ سجادہ نشین مخدوم شمس الدین ثامن کے والد ماجد تھے۔ مخدوم صاحب نوعمر جوان خوبصورت دیکھے گئے۔ پانی پت کو جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔

صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے۔ وظائف معمولہ پڑھے۔ نماز فجر باہر ایک کنوئیں پر جا کر پڑھی۔ وہیں غسل کیا۔ صابن سے سر دھویا۔ مسجد شریف میں آکر تلاوت قرآن کریم و دلائل الخیرات کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔

Marfat.com

درخواست برائے ملاحظہ کتب خانہ

وہ درخواست جو حالات بزرگان گیلانیہ کے جستجو کے لئے مورخہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو لکھی تھی آج جناب سید غلام زین العابدین صاحب مدارالمہام دربار قادریہ و نائب میر مجلس و آنریری مجسٹریٹ کے پیش کی۔ وہ درخواست یہاں بلفظہ درج کی جاتی ہے۔

وہوا ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور فیض گنجور وزارت و امارت پناہ، سیادت و نجابت دستگاہ، حضرت جناب مدارالمہام صاحب سرکاری دولت مدار گیلانیہ محبوبیہ اوچ شریف ادام اللہ اقبالہ وضاعف حسناتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

نیاز مند مراسم عبودیت بجالاکر بحضور بندگان رفعت پناہ عرض گذار ہے کہ خاکسار آباؤ اجداد سے خاندان عالیہ قادریہ گیلانیہ کا حلقہ بگوش ہے یعنی میرا سلسلہ بیعت و شجرہ طریقت حضرات مخادیم گیلانیہ اوچ شریف کے توسط سے شیخ السماوات والارضین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ محیی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ بدیں طور اوپر سے نیچے تک بطور نزول درج کرتا ہوں۔ وہوا ہذا

۱۔ حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر جیلانیؒ
۲۔ حضرت سید سیف الدین عبدالوہابؒ
۳۔ حضرت سید صفی الدین صوفیؒ
۴۔ حضرت سید ابوالعباس احمدؒ
۵۔ حضرت سید مسعود محمود قادریؒ
۶۔ حضرت سید ابوالحسن علیؒ
۷۔ حضرت سید شاہ میر حلبیؒ
۸۔ حضرت سید شمس الدین محمد حلبیؒ

Marfat.com

۹۔ حضرت مخدوم سید محمد غوث الحلبی الاوچیؒ

۱۰۔ حضرت مخدوم سید مبارک حقانیؒ

۱۱۔ حضرت شیخ معروف خوشابیؒ

۱۲۔ حضرت شیخ سلیمان بھلوالیؒ

۱۳۔ حضرت سید شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ قادری ساہنپالی بانی سلسلہ نوشاہیہ

۱۴۔ حضرت سید حافظ محمد برخودار بحرالعشقؒ

۱۵۔ حضرت سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظمؒ

۱۶۔ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانیؒ

۱۷۔ حضرت سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفاتؒ

۱۸۔ حضرت سید حافظ الٰہی بخش مظہر حقؒ

۱۹۔ حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانیؒ

۲۰۔ حضرت سید محمد امین مختار السالکینؒ

۲۱۔ حضرت سید حافظ محمد شاہ نیک اخترؒ

۲۲۔ اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ غلام مصطفیٰ صاحب سجادہ نوشاہیہ

۲۳۔ راقم الحروف خاکپائے اہل اللہ فقیر سید شریف احمد شرافت عفی عنہ

عرض یہ ہے کہ نیاز مند خاندان قادریہ اعظمیہ کے حالات میں ایک کتاب بنام شریف التواریخ تالیف کر رہا ہے۔ جس میں تمام بزرگان موصوف رحمہم اللہ کے حالات مطلوب ہیں۔ جن میں سے حضرت مخدوم سید محمد غوث الحسنیؒ سے شروع ہو کر متاخرین الی یومنا ھذا تک سب کے مختصر حالات کتب تواریخ و تصوف سے مل گئے ہیں لیکن نمبر ۴، ۵، ۶، ۷، ۸ والے بزرگوں کے حالات کہیں سے دستیاب نہیں ہوئے۔ ہر چند کہ کتب تاریخ صوفیہ، مثلاً کتاب اخبار الاخیار، سفینۃ الاولیاء، خزینۃ الاصفیاء، نتائج الاخبار، تاریخ اولیاء، تحفۃ الابرار، حدیقۃ الاولیاء، آئینہ تصوف، مسالک السالکین، بحرالجمان وغیرہ کی ورق گردانی کی۔ لیکن حقدین کے حالات ہرگز نہیں مل سکے اس لئے خاکسار سفر دور و دراز طے کر کے حضور انور کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا ہے۔ کیونکہ بحکم صاحب الدار اعلم بما فیھا بزرگان قادریہ کے صحیح

Marfat.com

حالات جو کچھ آپ سے معلوم ہو سکیں گے وہ کسی کتاب یا کسی غیر آدمی سے ہرگز معلوم نہیں ہو سکتے۔ لہذا عرض بحضور ہے کہ خاکسار کو حضرت مخدوم صاحب مدظلہ العالیٰ کے کتب خانہ سے حالات بزرگان موصوف اور تواریخ سے مستفیض فرمایا جائے تاکہ نیازمند اپنی کتاب کو صحیح طور پر مکمل کر کے خاندان گیلانیہ کا مشکور و دعا گو رہے۔ ابدأ

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

نیز مسودہ کے چند اجزاء میرے پاس ہیں ان پر نظر فرما کر حالات و شجرہ کی تصحیح کی جائے۔ کتابوں میں دو ناموں کے متعلق اختلاف ہے۔

مکرراً عرض ہے کہ غریب الوطن کی عرض کو شرف اجابت سے مشرف فرما کر احسان فرمایا جائے۔ **ان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔**

آفتاب حشمت تابندہ باد روزگارت فرخ و فرخندہ باد

العارض

خادم آل محمد شریف احمد المتخلص بہ شرافت علوی

عباسی قادری نوشاہی عافاہ ربی مقیم درگاہ عالیہ نوشاہیہ۔

مقام ساہنپال شریف ڈاکخانہ پاٹریانوالی۔ تحصیل پھالیہ۔ ضلع گجرات، پنجاب۔

بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۵۲ ۱۳ھ

یہ درخواست وزیر صاحب کے پیش کی تو انہوں نے منظور فرما کر منشی بقا محمد صاحب سے یہ عبارت لکھوائی اور اپنا دستخط کیا۔

"از مدارالمہام دربار قادریہ۔ مولوی محمد قطب الدین صاحب کی خدمت بھیج کر لکھا جاوے کہ اگر کتب خانہ دربار عالیہ سے سائل کو کوئی امداد مل سکتی ہے تو دی جاوے۔" مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۴ء (غلام زین العابدین)

اس کے بعد میں دیوانخانہ میں مخدوم حامد شمس الدین ثامن کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام و نیاز کیا۔ اور جو اشعار مخدوم کی صفت میں بنائے تھے وہ پیش کئے۔ انہوں نے منظور فرمالئے اور مجھے روزانہ اپنی محفل اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

Marfat.com

دوپہر کا کھانا کھایا۔ میاں محمد یار نام بھٹہ ارائیں جو موضع غوث پور ریاست بہاول پور سے دس روز کا دربار شریف پر آیا ہوا ہے۔ اس نے مجھ سے قرآن مجید پارہ چہارم کا سبق پڑھنا شروع کیا۔

مولوی قطب الدین صاحب کو کتب خانہ کے متعلق کہا تو انہوں نے کہا کہ ظہر کے وقت مدارالمہام صاحب سے کتب خانہ کی چابیاں لے کر دکھایا جائے گا۔ میں نے اپنے وظائف میں جو صبح پڑھنے سے رہ گئے تھے، یعنی درود کبریت احمر، درود اکسیر اعظم، دعائے حزب البحر، اوراد فتحیہ وہ پڑھے۔ ظہر کے بعد مولوی صاحب نے پتہ کیا تو مدارالمہام صاحب سو گئے تھے۔ اس لئے کتب خانہ کی چابیاں نہ مل سکیں۔

مخدوم صاحب کی زیارت ان کے محل شریف میں ہوئی۔ پھر مسجد شریف میں آئے تو بھی ملاقات و نیاز حاصل ہوا۔

مسٹر غلام فرید اخگر نے اپنی ملازمت کے واسطے ایک درخواست مجھ سے لکھوائی۔ جو انہوں نے مدارالمہام صاحب کے پیش کرنی ہے۔

آج مدارالمہام صاحب بیرونی مقامات جاگیر پر دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس لئے کتب خانہ دیکھنے کا کام التوا میں پڑ گیا۔ میں باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی۔ مسجد قادریہ میں آیا۔

سہ شنبہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ میاں محمد یار ارائیں غوث پوری نے میری خدمت کا کام اٹھالیا۔ رات کو مجھے مٹھیں بھرتا رہا اور اپنی گرہ سے دودھ خرید کر لا دیا۔ رات کو میں دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں بابا حسن عالم رسول نگری کی ملاقات ہوئی۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے۔ وظائف معمولہ پڑھے۔

آج فجر کے وقت دو پٹھان کابلی مسمیان مہتر موسیٰ اور تیمور شاہ جو اڑھائی مہینہ کے دربار شریف پر آئے ہوئے تھے۔ واپس اپنے وطن رخصت ہو گئے۔

میں فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر باہر گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ مسجد میں آکر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ میاں محمد یار کو قرآن اور درود تاج کا سبق پڑھایا۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

Marfat.com

مولوی غلام احمد اختر کے مکان پر گیا۔ ان کی طبیعت کچھ علیل ہے۔ دوپہر تک وہاں کتاب گنجینہ سروری المعروف گنج تاریخ مصنفہ مفتی غلام سرور لاہور کا مطالعہ کیا۔ اس میں سے فقیر صاحبان لاہور فقیر عزیزالدین اور فقیر نورالدین وزیراں و حکیمان دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حالات اور تواریخ لکھیں۔ یہ نوشاہی برقندازی خاندان کے مرید تھے۔

کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز تیمم سے پڑھی کیونکہ میلہ کے ہجوم میں مسجد شریف کا حوض بالکل خشک ہوگیا ہے۔ پھر پانی مل گیا۔ تو وضو کر کے دوبارہ ظہر ادا کی۔ آج زکام کا زور ہے۔ گرمی کی شدت ہے۔ اسپغول کھنڈ کے شربت کے ساتھ نوش کیا۔

مخدوم صاحب کی بیٹھک میں گیا۔ سلام و آداب کیا۔ مجلس میں بیٹھا۔ ایک کتاب مسمی بہ رسول کریمؐ مؤلفہ سید جعفر علی سارسوئی ملاحظہ سے گذری۔ یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و اخلاق کے متعلق ہے۔ مخدوم صاحب بمعہ اپنے چند خواص محبوں و خلیفوں کے گھوڑوں پر سوار ہو کر سیر کو چلے گئے۔

میں باہر ایک کنوئیں پر غسل کرنے گیا۔ وہاں ایک لڑکا غلام رسول نام ارائیں محبت سے پیش آیا۔ پھر میں مسجد قادریہ میں آیا۔ منشی محمد عبداللہ اسلم قریشی پوسٹ ماسٹر آئے اور کہا کہ آپ کے نام کا ایک خط کل کا ڈاکخانہ میں آیا ہوا ہے۔ مجھے لانا یاد نہیں رہا۔

چہارشنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۱ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کی نماز باجماعت پڑھ کر منشی صاحب موصوف کے ساتھ ڈاکخانہ واقع محلہ اوچ بخاریاں میں گیا اور خط حاصل کیا اور مسجد قادریہ میں آکر پڑھا۔ یہ خط میرے چھوٹے بھائی صاحبزادہ بشیر احمد کا ہے۔ جو ساہنپال شریف سے اس نے میرے خط کے جواب میں بھیجا ہے۔

نماز عشاء کے بعد میں سو رہا۔ رات کو بادل بن گیا۔ تین بجے رات کے قریب کچھ بوندا باندی ہوئی۔ اسی وقت میں اٹھا اور نوافل تہجد ادا کئے اور ورد میں مشغول ہوا۔ پڑھتے پڑھتے آنکھیں تو لگ گئیں لیکن زبان بدستور جاری تھی کہ ایک ہی لمحہ میں معلوم ہوا کہ حضرت محبوب سبحانی سید محمد غوث الحسنی الجیلانی الاوچی ایک خلعت مجھ کو عطا فرما رہے ہیں جو نہایت چمکدار ہے۔ سورج کی روشنی سے کبھی

Marfat.com

سرخ اور کبھی سبز معلوم ہوتا ہے۔ بعد وظائف کے پھر سو رہا۔ بوقت صبح صادق یہ خواب نظر آیا کہ میں اپنے جد امجد حضرت سید محمد شاہ صاحب اور سید پیر فاضل شاہ صاحب کی قبروں کے درمیان بیٹھا ہوں تو ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اسی طرح فاضل شاہ ایک بار حضرت سید حافظ روح اللہ صاحب اور حضرت سید حافظ قل احمد صاحب کی قبروں کے درمیان بیٹھا تھا چبوترے پر، تو اس کو حافظ روح اللہ صاحب نے یہ حکم دیا تھا۔ "ہیٹھاں بیٹھ۔ توں اوتے تے میں ہیٹھ" اس دن سے فاضل شاہ چبوترے سے نیچے بیٹھتے تھے۔

اس خواب سے مجھ کو ادب کی تعلیم دی گئی۔ میرا خیال تو یہی ہے۔

نماز فجر باجماعت ادا کی۔ تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ میاں محمد یار غوث پوری کو قرآن مجید اور درود تاج کا سبق دیا۔ پھر سیر کو گیا۔ وضو کیا۔ دربار شریف کے اندر سلام و نیاز کیا، ختم پڑھا، دعا مانگی۔ عزیز القدر بشیر احمد اور سائیں مہر دین چٹھہ کا سلام بھی عرض کیا۔ اور ان کے لئے بھی دعا مانگی۔ پھر بشیر احمد کو اس کے خط کا جواب لکھا۔ بمقام ساہنپال شریف بھیجا۔ جو یہ ہے۔

مکتوب صاحبزادہ بشیر احمد کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الزین اصطفی - برادر عزیز بشیر احمد۔ سلمک اللہ تعالیٰ۔ تمہارا خط بہت انتظار کے بعد کل ملا۔ حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ اس بات سے دل خوش ہوا ہے کہ جہاں جہاں سے خطوط آئے تم نے ان کے جواب لکھ دیئے ہیں۔ کوتاہی نہیں کی۔ جزاک اللہ۔ جس دن تم کو خط لکھا تھا اس دن ایک خط وایانوالی میں والد صاحب کو اور ایک خط نوشہرہ میں اور ایک خط شرقپور میں لکھا تھا۔ جن میں سے شرق پور سے جواب آیا ہے کہ مولوی محمد حیات اور صوفی نیک محمد ۶ محرم ۱۳۵۲ھ کو اوچ شریف میں سلام کے لئے حاضر ہوں گے۔ یا تمہارا جواب آیا ہے۔ باقی خطوں کے جواب نہیں آئے۔ اس کے بعد پھر ایک خط وایانوالی اور ایک خط پشاور لکھا۔ اور ایک خط شرقپور ان کے جواب میں لکھا۔ لیکن ان کے جواب بھی تاحال نہیں آئے۔ آج ایک خط اوگی ضلع جالندھر میں بھی لکھا ہے کہ منشی ولی محمد جب میں گھر ہوں تب آوے۔ لیکن اگر وہ پہلے ہی آجائے تو اس کی خدمت اچھی کرنا اور اس کو میرے تمام مسودات طبقات النوشاھیہ اور شجرہ مبارکہ (تاریخ عباسی) اور دفتر متفرقات اور قلمی کتابیں تذکرہ نوشاہی، ثواقب المناقب، کنزالرحمت، خزینۃ الفقرا وغیرہ اور بڑا شجرہ چودہ خاندان

Marfat.com

والا اور چھوٹے نسبی شجرے سب دکھائیں اور اگر کوئی چیز لے جانی چاہے تو میرا نام لے دیں کہ اس کی اجازت کے سوا ہم نہیں دے سکتے اور محبت سے اس کی خدمت کریں اور سائیں مہر دین اگر میرا خط پہنچنے تک دربار میں ہی ہو تو اس کی بھی ایک یا دو بار روٹی پکائیں اور اس کو میرا سلام بھی پہنچادیں اس کا سلام دربار شریف پہنچایا گیا ہے۔ چوہدری سکندر خاں ذیلدار اور غلام حیدر کشمیری سارنگوالہ کی وفات کا از حد افسوس ہے۔ خدا ان کو جنت نصیب کرے۔

آج مجھ کو بیس راتیں یہاں گذر چکی ہیں۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو ۲۰ بیساکھ سمت ۱۹۹۱ب کو یہاں سے روانہ ہوں گا۔ ایک رات گاڑی میں لگے گی۔ اور ۲۱ بیساکھ کو گھر پہنچوں گا۔ بشرط زندگی و صحت ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہاں گرمی بڑی شدت سے پڑتی ہے۔ کیونکہ گرم ملک ہے۔ آج تک یہاں میلہ کے دن تھے۔ لوگوں کے ہجوم سے گرد و غبار بہت رہا ہے۔ اس وجہ سے تین دن کا مجھ کو زکام شروع ہے۔ خط ہذا کا جواب ضرور لکھیں۔ اس سے پہلے بڑی مایوسی رہی کہ جواب کیوں نہیں آیا۔ اب براہ راست مجھ کو خط لکھیں کیونکہ وہ جاروب کش معزول کر دیا گیا ہے۔ نیز ڈاکخانہ کے منشی صاحب میرے خاص دوست ہیں۔ وہ مجھ کو خط پہنچا دیں گے۔ کسی کی معرفت نہ بھیجیں میرے پاس واپسی کے لئے کرایہ تو موجود ہے لیکن کبھی کبھی بوجہ گرمی کے شربت یا اسپغول وغیرہ لینا پڑتا ہے۔ ابھی بیس دن باقی ہیں۔ شاید ان میں سے کچھ خرچ ہو جائے۔ اگر ہو سکے تو دو تین روپے بذریعہ ڈاک بھیج دیں۔ ورنہ خیر جیسا ہوگا دیکھا جائے گا۔

بخدمت حضرت نانی صاحبہ و پھوپھی و والدہ صاحبہ آداب و سلام۔ ہمشیرگان کو پیار۔ تمام باواجی صاحبان اور ممتاز احمد و عبدالکریم و وزیر محمد و منور حسین کو دعوات۔ فضل حسین، عاشق علی کو سلام۔ تمام نمازیان مسجد اور حاضرین مجلس کو السلام علیکم، ماموں عمر حیات صاحب اگر اس جگہ ہوں تو ان کو بھی سلام۔ محمد حسین دیندار کو سلام۔ میرے لئے سب صاحبان دعائے خیر کیا کریں کہ خداوند تعالیٰ مجھ کو بامراد و کامیابی سے واپس لائے۔ میں سب کے لئے اس دربار شریف پر دعا مانگتا ہوں۔ ریاض الحسن کو سبق ضرور پڑھایا کریں۔ اپنی پھوپھی صاحبہ سے پڑھا کرے۔

احمد دین تارڑ و غلام محمد وڑائچ و میاں شاہ محمد کو السلام علیکم۔ اور وہ تینوں احباب باہم اتفاق رکھا کریں اور نماز وظائف کی پابندی رکھیں اور غلام محمد کو اس کے شعروں کے جواب میں یہ اشعار ضرور سنا دیویں۔

Marfat.com

ساوا رنگ پیا رسدائی — ماہیا دور نہیں، پیا من وچ وسدائی
دنیا دے چھڈ جھیڑے — ماہیا دور نہیو شاہرگ تھیں اوہ بہوں نیڑے
قسمت کھل جاسی — دل وچ حب جس دی اوہ جھبدے ہی مل رہسی

سب یاروں دوستوں۔ ساہنپال وسارنگ والوں کو سلام

راقم الحروف فقیر شریف احمد شرافت علوی عباسی نوشاہی
مقیم آستانہ عالیہ قادریہ اوچ شریف تحصیل احمد پور شرقیہ
ریاست بہاول پور بروز بدھوار ۲۹ چیت سمت ۱۹۹۰ب / ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

میں ڈاکخانہ گیا۔ وہ بند تھا۔ اس لئے واپس چلا آیا۔ کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ ظہر کے وقت نماز باجماعت ادا کی۔ تلاوت قرآن مجید سے کچھ بقایا رہتا تھا وہ پڑھا۔ میاں محمد یار ارائیں غوثپوری کے لئے مخدوم صاحب کے تعریفی اشعار نقل کئے۔ مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ نماز کے بعد بیٹھک تک ان کے ساتھ مشایعت کی۔ وہاں سے انہوں نے اجازت دی تو سیدھا ڈاکخانہ گیا۔ وہاں ایک کارڈ منشی ولی محمد ٹیچر مڈل سکول اوگی ضلع جالندھر کو لکھا کہ جب میں ساہنپال شریف پہنچ جاؤں جب تم دربار شریف آنا تاکہ میری بھی ملاقات ہو سکے کیونکہ بشیر احمد کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ منشی صاحب نے بذریعہ کارڈ اپنے آنے سے مطلع کیا ہے۔

مسجد قادریہ میں آیا۔ ایک شخص سید امیر حسین نام ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کا رہنے والا مسجد میں ملا۔ صاحب علم و خلق ہے۔

باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی۔ واپس مسجد میں آیا۔

پنجشنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۲ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کی نماز باجماعت پڑھی۔ مسٹر غلام فرید اخگر اور مولوی محمد ظریف میرے پاس بیٹھے رہے سجدہ تعظیم اور تقبیل قبور کا مسئلہ پیش رہا۔

عشاء کے بعد دربار شریف کے آگے سو رہا۔ رات کو بادل بن گیا اور گرجنے، چمکنے لگا۔ میاں محمد یار ارائیں غوثپوری کا بیان ہے کہ ہم عشاء کے بعد مخدوم صاحب گیلانی کے پاس بیٹھے تھے کہ بادل گرجنے لگا۔ مخدوم صاحب نے فرمایا کہ بادل برسے گا تو ٹھنڈک ہو جائے گی۔ تو احمد بخش خلیفہ نے

Marfat.com

عرض کیا کہ یا قبلہ فصل پکے ہوئے ہیں اب دعا کرو کہ مینہ نہ برسے۔ تو فرمایا۔ "اللہ سائیں مینہ نہ برسائیو" اسی وقت بادل ہٹ گیا۔

رات کو دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں صاحبزادہ فضل حسین ولد سید بوٹے شاہ صاحب کی ملاقات ہوئی اور مزارات بزرگان بخاری کی زیارت بھی ہوئی۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد پڑھے۔ وظائف ادا کیے۔ فجر کی نماز باجماعت پڑھی۔ دلائل الخیرات وغیرہ کی تلاوت کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

ہیڈ پنج ند

آج بہمراہی میاں محمد یار غوثپوری دریائے گھارا، نہر پنجند اور ہیڈ پنجند دیکھنے کے لیے روانہ ہوئے۔ پانچ میل کے فاصلہ پر بستی حاجی صاحب میں پہنچے۔ حاجی صاحب نے ہم کو کھانا کھلایا۔ وہاں سے آگے دو میل چل کر ہیڈ پر پہنچے۔ اس جگہ پنجاب کے پانچوں دریا، جہلم، چناب، راوی، بیاس، ستلج جمع ہوتے ہیں۔ اس جگہ اس کا نام دریائے گھارا مشہور ہے۔ اس جگہ سے نہر پنجند نکلی ہے۔ جو ریاست بہاول پور کو سیراب کرتی ہے۔ ہیڈ بڑا عظیم الشان بنا ہے۔ سارا کام، کوٹھیاں، پل پتھر سے تعمیر ہوا ہے۔ تمام پل کے سینتالیس درے ہیں۔ جن میں سے پانی بہتا ہے۔ ہر ایک درہ چودہ کرم لمبا ہے۔ اس ہیڈ کو یہاں کے لوگ نائب لاہور بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس جگہ سرکاری کوٹھیاں بنگلے بہت ہیں درختہائے وہن کے جھنڈ بہت ہیں۔

ہم دریا سے پار گذر کر ایک بستی میں استراحت گزین ہوئے۔ میں چارپائی پر لیٹا اور محمد یار چٹائی پر سو رہا۔ ظہر کے وقت اٹھ کر واپس ہوئے۔ نہر پنجند سے وضو کیا۔ راستے میں ایک نہر عباس نام بھی آئی۔ ظہر کی نماز راستہ میں پڑھی۔ اوچ شریف کے قریب آکر ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی۔ مسجد قادریہ میں آئے۔ مخدوم صاحب نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔

جمعۃ المبارک ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشا کی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھیں، مخدوم صاحب کا محرم راز خلیفہ خاص احمد بخش میرے پاس آکر بیٹھا اور اذکار و مناقب مخدوم صاحب کے بیان کرتا رہا۔ ایک درویش سائیں محمد

Marfat.com

ضان المعروف بنی فقیر مجذوب نے مجھ کو دودھ پلایا۔ رات کو دربار شریف کے آگے میں سو رہا۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کیے۔ وظائف معمولہ پڑھے۔ نماز فجر باجماعت ادا کی۔ منزل قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ اتنے میں مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ اٹھ کر سلام و آداب کیا۔ آپ میرے ساتھ کچھ گفتگو کرتے رہے۔ دربار شریف اور مسجد قادریہ کی صفائی کروائی کیونکہ آج مستورات مخدرات نے سلام کے لئے دربار شریف آنا ہے۔ مزار مبارک حضرت مخدوم سید محمد غوثؒ اور مخدوم سید عبدالقادر ثانیؒ پر نئے غلاف ڈالے گئے۔ دروازہ محل شریف سے لےکر بیرونی دروازہ تک صفیں بچھ گئیں۔ ان کے اوپر دریاں اور قالینیں بچھ گئیں۔ جن پر برہنہ پاؤں چل کر پاکدامنوں نے روضہ شریف کے اندر حاضر ہونا ہے۔ آج مخدوم صاحب کے والد بزرگوار مخدوم حامد گنج بخشؒ سابع کا عرس ہے۔ کیونکہ وہ ۲۸ ذی الحجہ کو فوت ہوئے تھے۔ دربار شریف کے گردونواح قریبی گلیوں میں پردہ ڈالا گیا۔ تمام راستے بند کر دیئے گئے۔ مرد گاؤں سے باہر نکالے گئے۔ پھر مستورات روضہ کی زیارت کے لئے تشریف لائیں۔ روضہ شریف یعنی خانقاہ غوثیہ کا حال یہ ہے۔

خانقاہ بندگی محمد غوث صاحب گیلانیؒ

یہ خانقاہ اوچ گیلانی میں ہے۔ سب سے پہلے ۹۷۵ھ / ۱۵۶۷ء میں یہ روضہ مخدوم سید حامد محمد گنج بخشؒ کلاں نے گنبد دار تعمیر کرایا۔ تاریخ ہے "جہد شیخ حامد" اس کے بعد ان کے پوتے سید محمد شریف المعروف مخدوم شیخ محمد شمس الدین ثانیؒ نے اپنے عہد خلافت میں ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء میں اس کو وسیع محل شریف مسقف تیار کرایا۔ ابیات مشعر تاریخ عمارت جو پتھر کی اینٹ پر کندہ ہیں اور محل شریف کی شمالی دیوار پر وہ پتھر نصب ہے۔ یہ ہیں۔

"یا اللہ"

اے آمدنت مبارک بادا

حمد ایزد را کہ آخر گشت کار از ابتدا — در زمان صاحب سجادہ شیخ مقتدا

آنکہ شمس الدین محمد اسم او عالیقدر — کز اشارات مشائخ بانی جائے ہدا

چیست تاریخ بنا پرسیدم از الہام غیب — گفت شاداں "خانقاہ نادر آمد باہما"
۱۰۶۸

محل شریف کے اندر گلکاری بہت ہوئی ہے۔ باہر کی دیوار پر کاشی کا کام نہایت دلفریب ہے۔ اس

Marfat.com

محل شریف میں ۷۰ قبریں ہیں۔ دروازہ کے سامنے بلند چبوترہ پر دو مزار ہیں۔ مغربی مزار بندگی سید غوث کا ہے اور مشرقی مزار آپ کے فرزند اکبر سید عبدالقادر ثانیؒ کا۔ ان دونوں مزارات کے گرد سنگ مرمر کا جنگلہ لگا ہے۔ اس سے نیچے کے چبوترہ پر مشرقی قبر سید مبارک حقانیؒ کی اور اس سے مشرقی سید نورانیؒ کی اور اس سے مشرقی سید عبداللہ ربانیؒ کی۔ ان قبور کے گرد لکڑی کا جنگلہ ہے۔ باقی سب قبر سجادہ نشینوں اور دیگر صاحبزادگان کی ہیں۔ خانقاہ کے اندر شمالی لائن میں ایک احاطہ میں تین مستورات کی قبریں بھی ہیں۔ نواب قطب الدین خان لنگاہ والی ملتان کی قبر بھی اسی خانقاہ کے اندر موجود ہے۔ محل شریف کا دروازہ شمالی طرف خاص مسجد میں ہے۔ دروازہ پر جو اشعار تحریر ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ مخدوم حامد گنج بخش ثالثؒ بانی قلعہ اوچ گیلانی نے ۱۱۹۳ھ/ ۱۷۷۹ء میں اس کی مرمت کرائی۔ دروازہ پر یہ اشعار درج ہیں۔

یا اللہ۔ یا غوث الاعظم۔ یا محمد

الہیٰ بحق بنی فاطمہ ۔ کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول ۔ من و دست و دامان آل رسول
حضرت گنج بخشؒ پیر ہدیٰ ۔ مقتدائے جمیع اہل تقا
کرد تعمیر طرفہ خانقہی ۔ کہ بود نور چشم صدق و صفا
عطر میل رواق او بخشد ۔ اثر طوطیا بچشم ضحا
طاق اوچون ہلال عید مدام ۔ میکند حل عقدۂ دلہا
قرص خورشید شمع ایوانش ۔ ذرہ ساں حاضر از ید بیضا
ہست مرآت دالی و منکر ۔ گہ چو قبلہ گہی چو قبلہ نما
درفضائے حریم محترمش ۔ باد مثمر ہمیشہ نخل دعا
ہر کہ بکشاد دیدہ برآن در ۔ قال یالیتہا نعیم لنا

"روضہ اصفیا" خرد گفتا
بہر تاریخ ایں خجستہ بنا

کتبہ تراب اقدام کلاب قادریہ فقیر محمد سعید مخدومانہ ۱۱۹۳ھ

Marfat.com

محل شریف کے دروازہ کے آگے برآمدہ بنا ہوا ہے۔ جس کے چھ ستون ہیں۔ محل شریف اور برآمدہ کا چھت نیچے سے چڑھا ہوا ہے۔ کاریگروں نے کمالیت دکھائی ہے۔ برآمدہ کے سامنے یہ عبارت خوشخط تحریر ہے۔

"بعونہ تعالیٰ۔ بنائے ایں خانقاہ مبارک در زمان مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش ؒ صاحب کلان سجادہ چہارم در ۹۷۵ ہجری قرار یافت و پس در عہد حضرت مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین ؒ صاحب سابع سجادہ نشین بیتمم باہتمام منشی شاہ محمد خاں مختار کار در ۱۳۲۴ ہجری مرمت یافت"

محل شریف سے شمال کی طرف اور مسجد قادریہ سے مشرقی جانب ایک وسیع گنبد ہے۔ جس کو دارالعلوم قادریہ کہا جاتا ہے۔ اس میں روزانہ فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ مختلف علوم کی تدریس ہوتی ہے۔ طلباء دور دور سے آکر پڑھتے ہیں۔ اس گنبد کے دو دروازے ہیں۔

۱۔ جنوبی طرف جو محل شریف کو سامنا ہے اس دروازہ پر یہ عبارت تحریر ہے۔

۱۳۲۴ھ

"رب العلمین فیاض"

"اجلاس مدرسہ قادریہ اوچ شریف"

اس دروازہ کے سامنے جنوبی طرف ایک پرانا درخت نیم ہے جو سایہ دار ہے۔

۲۔ مشرقی طرف کوچہ ہے اس پر یہ عبارت تحریر ہے۔

۱۳۲۴ھ

"رب العلمین فیاض"

"استقلال دارالعلوم قادریہ"

محل شریف اور مسجد مبارک اور دارالعلوم کا مشترکہ بیرونی دروازہ مشرق کو کوچہ کی طرف ہے۔ سب زائرین اسی طرف سے زیارت اور نماز کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ اس پر یہ اشعار تحریر ہیں۔

"افضل الذکر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ایں غلغلہ در خانقاہ و مسجد و دیر ست　　　　یعنی کہ مریدان ترا ختم بخیر ست

Marfat.com

اے آنکہ غبار درگہت را پابوس تو آرزوئے من بود
در دیدہ چو توتیا کشیدم صد شکر کہ بآرزو رسیدم

بنائے دروازہ معلے در ۱۳۲۵ ہجری"

مجاوران دربار گیلانی

خانقاہ بندگی محمد غوث کے دروازہ کے آگے خلیفہ اللہ بچایا خاں صبح سے شام تک بیٹھا رہتا ہے۔ سارا دن ارباب حاجات کو تعویذ لکھ کر دیتا رہتا ہے۔ جو نذر نیاز آتی ہے وہ مخدوم صاحب کے دولتخانہ پر پہنچا دیتا ہے۔ کبھی کبھی خلیفہ قادر بخش بھی بیٹھتا ہے۔ زائرین کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ مسافروں کو دونوں وقت لنگر سے روٹی ملتی ہے۔ دن کو دال روٹی اور رات کو نمکین چاول ملتے ہیں۔ کبھی کبھی چاولوں پر شکر ڈالتے ہیں۔ دن کو گاہ بگاہ گوشت بھی ہوتا ہے۔

جاگیرات دربار گیلانی

خانقاہ بندگی محمد غوث صاحب کے متعلق سرکار نواب ریاست بہاول پور کی طرف سے بارہ ہزار بیگھہ زمین جاگیر ہے۔ ایک خلیفہ نے مجھے بتایا ہے کہ جاگیرات درگاہ اوچ شریف، گڑھی کنڈی، تبجی اور گھوٹکی (سندھ) وغیرہ میں ہیں۔ نیز خلیفہ نے بتایا کہ بندور ضلع رحیم یار خان میں ایک مرید نے آٹھ سو پچاس بیگھہ زمین بخشیش دی ہے۔

سجادہ نشین حاضرہ

اس وقت درگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین حضرت سید خیرات حسین المعروف مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین ثامن ہیں۔ جن کا تذکرہ سجادہ نشینوں کے حالات میں مذکور ہے۔ ان کی وزارت سید غلام زین العابدین صاحب سے متعلق نواب صادق محمد خان والی ریاست بہاول پور کی طرف سے دربار قادری کے مدارالمہام مقرر ہیں۔ نائب میر مجلس اور آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں۔ دربار شریف کا سارا انتظام انہیں کے اختیار میں ہے۔ لنگر کا انتظام اور جاگیرات کا آمدن خرچ غرضیکہ دربار شریف کے جملہ امور کا انتظام انہیں کے متعلق ہے اور مختار کار ہیں۔ سلمہ اللہ۔

میں اور محمد یار شہر سے باہر ایک کنوئیں پر گئے۔ کپڑے صاف کئے، غسل کیا۔ جمعہ کے وقت مسجد

Marfat.com

میں آئے۔ پہلی اذان کے بعد مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مولوی محمد قطب الدین صاحب نے مختصر خطبہ پڑھ کر نماز پڑھائی۔ مخدوم صاحب نے باقی نماز دربار شریف میں پڑھی اور وہیں دروازہ کے سامنے مسند آرا ہوئے۔ نعت خوانی ہوئی۔ کافی لوگ جمع رہے۔ پھر آپ دیوانخانہ میں چلے گئے۔

میاں محمد یار عرس شریف کا تبرک لے کر میرے پاس آیا۔ روٹیاں، زردہ، اخنی، حلوہ، جلیبیاں ملیں۔

آج بیساکھی کا دن ہے۔ یعنی یکم بساکھ ہے۔ ۱۹۹۱ بکرمی کا آغاز ہوا۔ آج میاں محمد یار ارائیں غوث پوری اپنے وطن کو رخصت ہو گیا اور آج ہی مدار المہام صاحب دورہ سے واپس تشریف لائے۔

مسٹر غلام فرید اخگر آئے اور مجھ سے رسالہ نذر مولیٰ مؤلفہ مولوی محمد اعظم میرو والی مطالعہ کے واسطے لے گئے۔ میں باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی، مسجد میں آیا۔

شنبہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۴ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کے وقت مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں جماعت سے پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر نماز تہجد اور وظائف معمولہ پڑھے۔ نماز فجر باجماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن مجید و دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ حاجی درویش جاروب کش مسجد نے میرے حجرہ کی صفائی کی۔ دربار شریف کے اندر سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا، دعا مانگی۔

ڈاکخانہ میں گیا۔ منشی محمد عبداللہ اسلم قریشی پوسٹ ماسٹر نے ایک مولوی صاحب سے مثنوی مولانا روم کا سبق پڑھا۔ میں بھی چند منٹ وہاں بیٹھا۔ پھر مسجد شریف میں آیا اور مسٹر غلام فرید اخگر کو ساتھ لے کر مدار المہام صاحب کے پاس کچہری میں گیا اور اپنی درخواست کی یاد دہانی کرائی۔ انہوں نے فرمایا کہ مطمئن رہو۔ تم کو کتب خانہ ضرور دکھایا جائے گا۔ مخدوم صاحب کی ملاقات بھی ہوئی۔

دوپہر کا کھانا کھایا۔ مسجد میں قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔ دربار شریف میں ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

ایک طالب علم عبدالرزاق نامی کو مولود شریف لکھ دیا۔ مسٹر غلام فرید اخگر نے اپنی ملازمت کے حصول کے واسطے ایک درخواست خوشخط مجھ سے لکھوائی اور بحضور مدار المہام صاحب پیش کی اور اپنے

Marfat.com

قصور کی معافی طلب کی اور مسمی فدا حسین ولد گلاب خان قوم چاچڑ سے کچھ قصاید و مدایح نظم کرا
مدار المہام صاحب کے پیش کیے۔ جو یہ ہیں۔(۱)

(۱)

مسدس دعائیہ و ثنائیہ بحضور عالی جناب قبلہ و کعبہ ام شاہ صاحب
السید غلام زین العابدین شاہ صاحب مدار المہام دربار
دربار حضرت قادریہ عالیۃ العلیا دام اقبالہ

اے شاندار شاہ جہاں شاہ زاہدین فرخ لقا فہیم ملک جاہ ملک جبین
زاہد ذہین ساجد منجملہ خاشعین مشہور ہیں حضور سخی زین العابدین
آل رسول اعلیٰ ذوالاحتشام ہیں
دربار قادری کے مدار المہام ہیں

اشفاق ہے حضور کا عالم میں بے عدیل اخلاق میں جناب کا کوئی نہیں مثیل
یوسف فدا ہے حسن پہ آپ ایسے ہیں جمیل عقلا بھی سرنگوں ہیں آپ ایسے ہیں عقیل
بخشا خدا نے شرف محمد کی آل کو
دامن تیرے لگا دیا ہر اک کمال کو

مجموعہ خوبی ہائے فراوان آپ ہیں مظہر فیوض صاحب احسان آپ ہیں
سید بھی، متقی بھی، فقہ دان آپ ہیں مسکین بیکسوں پہ مہربان آپ ہیں
آیا جو در پہ آپ کے شادان دل ہوا
فیاضی دیکھ آپ کی حاتم خجل ہوا

انہار میں بھی آپ تھے حاکم فلک وقار صیغہ میں مال کے بھی تھا آقا کو اقتدار
شان وزارت عظمیٰ سلامت ہو برقرار سید وزیر، ملک کا سید ہے تاجدار
جوڈیشنل کے اقتدار کی شام و سحور کو
لاکھوں سے بھی زیادہ مبارک حضور کو

۱۔ اکثر اشعار موزوں نہیں ہیں۔ ع

Marfat.com

ہے التجا غلام کی بنیا شاہ دین پناہ — گردش فلک سے فدوی کی حالت رہے تباہ
دربار قادری کی معلیٰ ہے بارگاہ — وہ بارگاہ ہے دنیا میں سرخم ہیں بادشاہ

مسند نشین ہے تخت ولایت کا شمس دین
آپ اس کے ہیں وزیر سخی زین العابدین

پروردہ اس جناب کا جدی میں ہوں غلام — گردش فلک میں تخت پریشان ہوں مدام
خلفا وصولی سازوں میں ہے درج میرا نام — بیروزگار فاقہ میں کنبہ ہے صبح شام

سید ہی بادشاہ بھی سید وزیر ہو
پھر فاقہ میں غلام کیوں بے حد ظہیر ہو

اب ہے سوال خالق یزداں کے واسطے — خیرالرسل نبی شہ ذی شاں کے واسطے
شمس الھدیٰ کے جلوۂ تاباں کے واسطے — صادق صبح کے نور درخشاں کے واسطے

آیا ہوں در پہ آپ کے للہ ہی خیر دو
فدوی کی سب خطا پہ قلم عفو پھیر دو

مقبول حَسن حُسن میں یکتا وہ ہے جوان — اللہ رے ہے وزیر حضوری دا اعلیٰ شان
ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ پہ ہر دم ہے مہربان — اس کا بھی واسطہ ہے تجھے آقا خوش بیان

مسکین ظہیر حال پہ دل صاف کیجئے
للہ خطا غلام کی سب معاف کیجئے

نادار تنگدست ہوں فاقے میں مبتلا — کنبہ میں اس فدا کے الجوع کی ہے صدا
بیکس ہے بے وسیلہ کی اب بخش دو خطا — للہ ملازمت مجھے آقا کرو عطا

الکاظمین غیظ ہے آیت قرآن میں
غصہ کے کھانے والوں کے آقا ہے شان میں

(۲)

مسدس

سعیدۃ السعد فی المجالس فانہ الاسد فی المعارک

بدم مبارک قدم مبارک۔ علم مبارک۔ رقم مبارک

Marfat.com

قبائے لطف و ردائے شفقت کلاہ فضل خدا تبارک
تو با سرور و بسروری باں بفضل اللہ او تبارک
زبخت عامل زعیش کامل زفتح شامل بشہ مبارک
زعزو تعظیم و شان تکریم حکم صبح و مسا مبارک

بباغ الطاف جود رحمان گل معطر عجب نہالی
بہ چہرہ رافت جمال روشن وجود افضال راکمالی
بہ اصل نیکو بہ نسل انجب خصال احسن چہ خوش جمالی
بہ عقل کامل بہ فکر صائب بجہر فرخ بشان عالی
زبخت عامل زعیش کامل زفتح شامل بشہ مبارک
زعزو تعظیم و شان تکریم حکم صبح و مسا مبارک

(۳)

قصیدہ

رواج شرع نبی ہو جب تک قیام فرض و نفل سنن کا
ہے پیش مسند نشیں فلک کے تجمل انجم کے انجمن کا
سدا رہے شاہ صاحب اقدم بقا ہے جب تک زمین زمن کا
ہو تازہ جب تک یہ باغ عالم کھلا ہو ہر دم چمن زمن کا
ہمیشہ آسود فضل رب میں زمان و ساعت کیا روز شب میں
بحفل عیش اور طرب میں حصول شادی دفع حزن کا
بعزو باعظمت و کرامت رہو بجاہ و حشم شہامت
ہو قام قیامت تلک مدامت سلامت تن صحت بدن کا
مقیم احسان مطیع رحماں بلند شانے رفیع مکانے
محب موسیٰ قبول درگہ مجاز ملت محی سنن کا
عدو پریشان ہمیشہ حیراں بسینہ بریاں بدیدہ گریاں
ہو دوست مسرور خویش خوشدل بھلا ہو دائم تیرے سجن کا

Marfat.com

حیات تیری دو صد قرن کی قرن ہو ہر اک ہزار سالہ
ہو سال ہر اک ہزار روزہ ہو روز ہر اک دو صد قرن کا

پناہ لشکر وجود نصرت دل دلیراں دماغ شیراں
پل بہادر بدل دلاور تتن زوراور قوی بدن کا

عقل کے کامل فکر کے صائب خرد کے نادر قیاس وافی
دکھایا عالم کو ہے سراسر وجود تیرے نے رخ امن کا

کھلی ہے تازہ بہار اے دل میں ہوں ثنا خواں اسی کا بلبل
عجب فرح بخش لالہ و گل بدل فراخی صحن چمن کا

تیرے شمائل ہیں سب جمائل ہوئے ہیں خوبی کے سب دلائل
نہیں کہ جاکر طبع ہو مائل گمان و شک اور وہم و ظن کا

رخت چو بدرالدجی درخشاں زروشنی برجہان دُر افشاں
برنگ یاقوت از بدخشاں یمن کا لعل اور وہ درعدن کا

حیات تیری ہو سو برس کی برس ہو سو ماہ میاں یہ قمری
وہ ماہ ہو سو دن کا تیرے وہ ایک دن ہو دو صد قرن کا

تن گرامی و مال و دولت وہ جان شیریں و قلب صافی
بری ز رنج و امان زنقصاں رفع الم ہو دفع حزن کا

معلم الخیر و داہی دہر و عالم العلم و علم علما
علوم مخفی کلی کا ماہر وہ واقف ہر معنی تتن کا

حیا بچشم و وفا بجان و عطا بدست و صفائے خاطر
زباں فصیح و تن صبیح و شغل دہن کو سہ بسن کا

غم و الم رنج و غصہ اور درد سب کے یکسر ہوں باب باندھے
کھلا ہو دروازہ رخ پہ تیرے امن لگن کا طرب جشن کا

عظیم خلق و کریم خلق و رفیق شرفا شفیق ضعفا
وداد صادق بعہد واثق یقین کا ثابت سچا سخن کا

Marfat.com

(۴)

قصیدہ

اے ہمایوں طلعت فرخ سیر نیکو خصال
خورم و خورسند خوشدل باش دائم ماہ و سال "

باد باقی باد دائم قائم تا ابد
عزو عظمت بخت و دولت جاہ و حشمت ملک و مال

دور بر کام و جہاں رام و فلک بادا غلام
بخت بالا شان والا ذوالکمال و باجلال

سر بلند و ارجمند و سرفراز سرخ رو
حل مشکل مطلب حاصل باشد و آساں محال

در مروت مردمی ثانی ندارد بے نظیر
از ازل شد بے بدل و ز بے مثال آں بے مثال

رحم خالق خلق تابع بر مرادت چرخ چرخ
بخت و دولت چاکرت اقبال اندر امتثال

آں فلک رتبہ ملک سیرت ہمایوں منظرے
چہرہ تاباں روئے رخشاں رخ درخشاں خوش جمال

داردت بیچون ماموں و مصوں داور بدہر
اوتعال ذوالجلالت باکمال و بے زوال

بستگی بکشاد حل مشکل و آساں محال
نیک بد مفلس غنی شد بہرہ یاب آں نوال

(۵)

رباعی

اے بخت کے سکندر ہے شان تیرا جم کا
رحمت کا تو ہے دریا اور ابر ہے کرم کا

Marfat.com

جگ سارا فیض تیرے سے ہے بہرہ یاب لاکن
اس بحر فیض تیرے سے ہے کچھ نصیب ہم کا

آج میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت قبلہ ادام اللہ برکاتہ کا نامہ فیض شمامہ وایانوالی چک ۷۲ ضلع شیخوپورہ سے آیا۔ وہوا ہذا

مکتوب اعلیٰ حضرت نوشاہی دام برکاتہ

۷۸۶

غنیمت جان رل مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

لخت جگرم شریف احمد سلمہ ربہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ میں تمہارے بعد ۱۶ دن جھلاراں، چک صوبا۔ لدھڑ۔ پنڈت والہ میں سیر کر آیا ہوں۔ تین روز جلسہ اسلام۔ جھمرا میں سنا۔ دیو بند، لاہور، امرتسر، لائل پور، کولو۔ چنیوٹ وغیرہ کے بہت عالم تھے۔ لیکن دیوبندی تھے۔ بہت اعلیٰ تقریریں ہوئیں۔

تمہارے دو خط وایانوالی چک نمبر ۲۰۲ ۹ چیت اور ۱۷ چیت والا ملے۔ بڑی خوشی ہوئی۔ تم ۲۲ بساکھ کو اوچ شریف سے رخصت ہوویں تاکید مزید۔

میرا سلام بخدمت خواص پیرزادگان وجاروب کش وفضلا واقفان کو پہنچائیں۔

بحکم آیہ شریفہ۔ واذ واعدنا موسے اربعین لیلۃ

اور بحکم حدیث شریف۔ من اخلص للہ اربعین یوما ظہرت لہ ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ۔ چالیس رات اور چالیس روز وہاں رہیں

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سال طاعت بے ریا

من زاد قبری وجبت لہ شفاعتی

من رانی فقد رای الحق

طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی

Marfat.com

قبر شریف کے فیض کی یہ مثال ہے۔

سر ما اوحیٰ نگنجد در ضمیر جبرئیل کشف اسرار لدنی کی کندام الکتاب

حیات محمد حجام کا سلام۔ عبداللہ تارڑ سے سلام کہتا ہے کہ اس راستے مل جائیں۔

میرا بھی گھر جانے کا خیال ہے۔ تم دربار نوشہ صاحب سلام کر کے گھر داخل ہوویں۔

غلام مصطفیٰ نوشاہی از وایانوالی۔ ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء

میں باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی۔ واپس آیا۔ مدار المہام صاحب کے ڈیرہ پر گیا۔ دوبارہ عرض کیا۔ تو انہوں نے منشی بقا محمد خان کو کہا کہ ان کو مخدوم صاحب کا کتب خانہ دکھاؤ۔ منشی صاحب نے مجھ کو کہا کہ کل کچہری میں آنا۔ میں مسجد قادریہ میں آگیا۔

آج خلیفہ احمد بخش اپنے گھر چلا گیا۔

یکشنبہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۵ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں باباجی کرم الٰہی صاحب اور چچا حسن ولی صاحب لاہور اور عزیز برادر بشیر احمد کی ملاقات ہوئی۔

صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے۔ نماز فجر باجماعت پڑھ کر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ خلیفہ اللہ بچایا خان نے مٹھائی کا تبرک دیا۔ پھر ہمراہی مولوی محمد قطب الدین صاحب کچہری میں گیا۔ مدار المہام صاحب بہاول پور چلے گئے ہیں۔ مخدوم صاحب کی ملاقات بھی وہیں ہوئی۔ سلام و آداب کیا۔ منشی بقا محمد خان اور خلیفہ دائم خان کتب خانہ میں گئے اور میرے واسطے تین کتابیں لے آئے۔ ملاحظہ کیں ان کا حال یہ ہے۔

(۱) یہ کتاب قلمی ہے۔ جو فارسی زبان میں سید محمد شمس الدین ملتانی کی تصنیف ہے۔ اس کے ابتدائی اور آخری اوراق گم ہیں۔ اس لئے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔ تقریباً تین سو سال پہلے کی تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ اس میں حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے فضائل و مناقب ہیں اور حضورؒ کی سیادت کے دلائل تحریر ہیں۔ نیز حضورؒ کے فرمان قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کے متعلق پر زور دلائل سے لکھا ہے کہ اس کا حکم عام ہے۔ سب اولیاء اللہ آپ کے زیر قدم ہیں۔ اولیاء اولین و آخرین سب اس میں شامل ہیں۔ اس میں سے میں نے نسب نامہ غوثیہ تحریر کیا جو یہ ہے۔

Marfat.com

"نام آں سید عبدالقادر، لقب وی محی الدین، کنیت ابو محمد، تاریخ ولادت روز پنجشنبہ یازدہم ربیع الآخر ۴۷۱ھ دریں تاریخ ہیچ شک نیست۔ در تکملہ و بہجۃ الاسرار و فتوح الغیب و در کتابہائے تاریخ مذکور ست"

جائے تولد: گیلان۔ گیل۔ در عربی۔ جیلان۔ جیل

تاریخ وفات: روز پنجشنبہ یازدہم ربیع الآخر ۵۶۱ھ۔ قبر بغداد باب ازج

مذہب: جعفری بعضے گویند شافعی حنبلی

نام والد وی: ابو صالح نورالدین نور اللہ جنگی دوست موسیٰ الحسنی الجیلی الحنبلی یقال محبوب الحسنی

ابن السید الشریف عفیف الملۃ والدین ابی یحییٰ عبداللہ الحسنی الجیلی الحنبلی

ابن السید الشریف محی الملۃ والدین ابی النجم یحییٰ الزاہد الحسنی الکوفی

ابن السید الشریف شمس الدین ابی احمد محمد الحسنی المالکی الکوفی

ابن السید الشریف خلف الملۃ والدین ابو عبداللہ الرحمن داؤد الحسنی الجعفری الکوفی

و سید عبدالقادر بر مذہب جد جد پدر خود اند و آن سید داؤد

ابن السید الشریف کریم الملۃ والدین ابی الفیض موسیٰ الحسنی الجعفری المدنی

ابن السید الشریف روح الملۃ والدین ابی محمد عبداللہ الحسنی الجعفری المدنی

ابن السید الشریف سور الملۃ والدین ابی القاسم موسیٰ الجون الحسنی المدنی

ابن السید الشریف علم الملۃ والدین ابی طہر عبداللہ المحض الحسنی المدنی وینعت بالمجل

و در کتب بعضی نسابہ آوردہ است کہ عبداللہ محض را محض ازاں سبب گویند کہ پدر ایں السید الشریف پسر امام حسنؓ مجتبیٰ است و مادر ایں السید الشریف دختر امام حسینؓ شہید کربلا است۔ سید عبداللہ محض۔

ابن السید الشریف بہجۃ الملۃ والدین ابی عون حسن المثنیٰ الحسنی المدنی

ابن السید الشریف الامام الاعظم الاجل الاکرم المعصوم زین شبان الجنۃ فخر الملۃ والدین ابی محمد الحسن الفاطمی العلوی المدنی

ابن امیر المومنین امام المتقین حبیب رب العالمین مظہر العجائب و مظہر الغرائب

Marfat.com

اسد اللہ الغالب شمس الدین ابی الحسن ابی التراب علیؓ ابن ابی طالب علیہم السلام

نام مادر: حضرت قطب الاقطاب سید عبدالقادر الحسنی الجعفری الجیلانیؒ ام الخیر فاطمہ بنت السید عبداللہ الصومعی الحسینی ابن ابی جمال السید محمد الحسینی ابن السید ابی محمد السید طاہر الحسینی ابن ابی عطا السید عبداللہ الحسینی ابن ابی کمال السید عیسیٰ الحسینی ابن ابی علاؤالدین السید محمد الحسینی ابن ابی الفضل السید علی العریضی ابن السید علی العریض برادر حضرت امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام سید علی العریض۔

ابن السید الامام الاعظم الاعلم جعفر الصادق علیہ السلام ابن السید الامام محمد باقر ابن السید الامام علی زین العابدین ابن السید الامام الاشرف المعصوم المظلوم الشہید الحسین بکربلا ابن السید الامام الامۃ ابی الائمۃ مطلوب کل طالب علیؓ ابن ابی طالب۔

نیز اس میں لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم کے معاصرین میں سے تین بزرگ عبدالقادر نام والے اور بھی بغداد شریف میں سکونت رکھتے تھے، جو خاندان سادات میں سے نہیں تھے۔ اس لئے جن لوگوں نے حضرت غوث پاک کی سیادت سے انکار کیا ہے ان کو اشتباہ ہوا ہے۔ چنانچہ ان تینوں مشائخ کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

۱۔ "شیخ عبدالقادر بن شیخ حسن بغدادی، سید نیست۔ او ولی کامل و مکمل و در مجلس قدمی حاضر بود درانوقت کہ حضرت سید در بغداد آمد وی ہژدہ سالہ بود۔"

۲۔ "دیگر ہم شیخ عبدالقادر در بغداد مشہور بود، آن ہم سید نیست۔ نام پدر وی محمد بن عبدالقادر ابو یوسف است۔ ولادت ایں در ۴۳۶ھ ست و ثلثین وار بعمائۃ است۔ وفات ایں در ۵۱۶ھ است عشر و خمسمائۃ در ماہ ذی الحجہ۔"

۳۔ "دیگر ہم شیخ عبدالقادر بود۔ او اندکی در وقت خود شہرتی داشت۔ نام پدر وی شیخ عارف، نسب وی بخواجہ حضرت جنید بغدادیؒ میر سد۔ و زمان ایں در زمان حضرت سیدما نبود۔ از حضرت دو سہ سال اول (کذا پیشتر) بود۔"

۲۔ کتاب تحفۃ القادریہ فارسی قلمی۔ یہ حضرت شیخ ابوالمعالی قادری لاہوری کی تصنیف ہے۔ حضرت غوث اعظمؒ کے مختصر حالات ہیں۔

Marfat.com

۳۔ رسالہ نہال الانور کا شجر الاطہر ہے۔ یہ بزبان اردو قلمی ہے۔ اس کے مصنف مخدوم سید حامد محمد شمس الدین صاحب سادس المتخلص بہ سید محمد سجادہ نشین اوچ گیلانی ہیں۔ ۱۲۸۹ھ میں انہوں نے یہ رسالہ تالیف کیا۔ اس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب اور فضائل اور ازواج مطہرات کے اسماء گرامی اور حضرت غوث اعظمؒ کے مقالات ہیں۔

مطالعہ کتب کے بعد میں مسجد میں چلا آیا۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ پھر ڈاکخانہ گیا۔ منشی عبداللہ محمد اسلم کے پاس بیٹھا۔ ماہنامہ الحکیم لاہور متعلقہ ماہ جنوری ۱۹۳۴ء دیکھا۔

مسجد قادریہ میں آکر نماز عصر باجماعت پڑھی۔ ایک عورت کا جنازہ آیا۔ دربار شریف کے سامنے والے صحن میں پڑھا گیا۔

باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ پھر مسجد شریف قادریہ میں آیا۔

دوشنبہ یکم محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۱۶ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کی نماز کے بعد منشی حسن بخش ولد منشی محمود بخش سے ملاقات کی جو مولوی محمد ادریس مصنف نتائج الاخبار کے پوتے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ آپ کے پاس محل شریف غوثیہ محبوبیہ کے اندر جو مزارات ہیں کیا ان کا نقشہ موجود ہے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس پورا نقشہ ہے اور اس پر صاحبان قبور کے نام درج ہیں۔ میں وہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے پاس کوئی نقشہ نہیں۔

آج شام محرم شریف کا ہلال طلوع ہوا۔ سال جدید ۱۳۵۳ ہجری شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو مسلمانوں پر مبارک کرے۔

نماز عشاء کے بعد دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں صاحبزادہ حیدر شاہ ولد پیر محمد شاہ سلیمانی رنملوی کی ملاقات ہوئی۔ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ صاحبزادہ محمد امین نوشہروی کب آویں گے۔ میں نے کہا کوئی خبر نہیں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ صاحبزادہ محمد افضل ولد شاہ بخش نوشہروی اب کہاں ملازم ہیں۔ انہوں نے کہا پتہ نہیں۔ میں نے کہا کہ وہ تو کھوٹہ میں رہتے تھے۔ تو حیدر شاہ صاحب نے کہا کہ اس کے چال چلن اچھے نہیں تھے۔ اب پتہ نہیں کہاں ہے۔

صبح اٹھ کر نوافل تہجد وظائف معمولہ ادا کئے۔ پھر سو رہا۔ نماز فجر باجماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن

Marfat.com

مجید و دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

کچہری میں جاکر منشی بقا محمد خان احمد پوری کو یہ رقعہ لکھ کر پیش کیا۔

رقعہ بجانب منشی بقا محمد خان احمد پوری

جناب منشی صاحب دام اقبالہ

سلام مسنون کے بعد یہ عرض ہے کہ مجھ کو مندرجہ ذیل بزرگوں کے حالات کی ضرورت ہے۔

(۱) مخدوم سید عبدالقادر ثانی بن (۲) مخدوم سید محمد غوث بن (۳) سید شمس الدین محمد حلبی (۴) بن سید شاہ میر حلبی (۵) بن سید ابوالحسن علی (۶) بن سید ابو علی صوفی (۷) بن سید مسعود قادری (۸) بن سید ابوالعباس احمد قادری (۹) بن سید صفی الدین بغدادی (۱۰) بن سید سیف الدین عبدالوہاب بغدادی بن (۱۱) حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ ان میں سے بزرگان نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸ کے حالات کی مجھے ضرورت ہے۔ وہ کہیں سے نہیں مل سکے۔

کتاب خزینۃ الاصفیاء، سفینۃ الاولیاء، حدیقہ الاولیاء۔ تاریخ الاولیاء، آئینہ تصوف، تحفۃ القادریہ۔ تحفۃ الابرار۔ بحرالجمان وغیرہ میرے ملاحظہ سے گذر چکی ہیں۔ ان میں یہ حالات نہیں ملے۔ اس لیے میں نے دربار عالیہ کی طرف سے رجوع کیا ہے کہ بحکم صاحب البیت ادرا علم بما فیھا۔ مخدوم صاحب کے کتب خانہ سے سب بزرگوں کے حالات مل جائیں گے۔ خواہ کوئی مکمل کتاب ہو۔ خواہ متفرق اوراق و بیاضوں پر تاریخہائے ولادت و وفات درج ہوں۔ تو اب التماس یہ ہے کہ مجھ کو کوئی ایسی کتاب دکھائی جاوے جس میں مطلوبہ حالات موجود ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔

یا جیسا مدارالمہام صاحب نے پہلے دن مولوی محمد قطب الدین کے روبرو فرمایا تھا کہ تم خود کتب خانہ سے دیکھ کر مطلوبہ حالات نقل کر لو۔ مجھ کو ساتھ لے کر کتابیں دیکھی جاویں۔ تو جو کتاب مطلوب ہوگی، وہ کچہری میں بیٹھ کر دیکھی جاوے گی۔ زیادہ آداب۔

دعا گو بندہ سید شریف احمد علوی عباسی

قادری نوشاہی یکم محرم الحرام ۱۳۵۳ھ

منشی بقا محمد خان نے طوطا چشمی سے کام لیا اور کتب خانہ دکھانے سے انکار کر دیا۔ بلکہ صاف جواب سنایا اور کہا کہ کتب خانہ گیلانیہ میں ایسی کوئی کتاب موجود نہیں۔

Marfat.com

مخدوم صاحب کی زیارت و ملاقات بیٹھک میں ہوئی۔ چند منٹ خلیفہ اللہ بچایا خان کے پاس بیٹھا۔ پھر مولوی غلام احمد اختر صاحب کے مکان پر گیا ان کی بیمار پرسی کے لئے۔ وہ اندرون خانہ گئے ہوئے تھے۔ اس لئے ملاقات نہ ہو سکی۔ مسجد میں آکر کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔

خواب میں باوا محمد عالمؒ صاحب ڈھلوالہ کی زیارت ہوئی۔

ظہر کے وقت نماز باجماعت پڑھی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ قرآن مجید کی تلاوت کی۔ آج قرآن مجید کا ختم ہوا۔ دو ختم ہو گئے۔

آج مولوی محمد قطب الدین صاحب امام مسجد فصل کی کٹائی کے لئے ایک مہینہ کی چھٹی لے کر اپنے وطن کو چلے گئے۔

گرمی کے سبب مجھے پیچش شروع ہو گئی۔ نماز عصر کے بعد اسپغول کھنڈ کے شربت کے ساتھ نوش کیا۔ باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ مسجد قادریہ میں آیا۔

سہ شنبہ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۱۷ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں باوا شیر علی ولد سید سلطان علی صاحب ہاشمی رنملوی اور خوشی محمد ولد سید محمد علی صاحب ہاشمی رنملوی اور صاحبزادہ کرم حیات چنبھلی کی ملاقات ہوئی۔ نیز دربار شریف حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی زیارت ہوئی۔ یہ سب صاحبزادگان وہاں ملے ہیں۔

صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ پڑھے۔ نماز فجر شہر سے باہر جا کر ایک کنوئیں پر پڑھی۔ مسجد میں آکر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

آج دربار حضرت سید کبیر الدین حسنؒ دریا پر گیا۔ روضہ شریف کا دروازہ مقفل پایا۔ اس لئے باہر کھڑے ہو کر ختم شریف پڑھا۔ فقیر شاہ صاحب کی ملاقات بھی نہ ہوئی۔ واپس چلا آیا۔ کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ ظہر کے وقت نماز باجماعت ادا کی۔ دربار شریف غوثیہ میں سلام کیا۔ باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی۔ مسجد قادریہ میں آیا۔

Marfat.com

چہار شنبہ ۳ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۱۸ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر نوافل تجد اور وظائف معمولہ پڑھے۔ نماز فجر باجماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام کیا۔ ختم پڑھا، دعا مانگی۔ باہر جا کر ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ مسجد میں آکر تاریخ اوچ کا مطالعہ کیا۔ آبادی اوچ کا حال یہ ہے:

اوچ متبرکہ

وجہ تسمیہ: اوچ اسم مذکر ہندی زبان کا ایک لفظ جو بلندی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ پستی کی ضد ہے۔ یہ مقام چونکہ پنجاب کے متعدد دریاؤں کے ساحل پر ایک مرتفع موقعہ پر واقع ہوا ہے۔ اس لئے اس کا نام اوچ رکھا گیا۔ کننگھم صاحب نے بھی اسی توجیہ کو اختیار کیا ہے اور لکھا ہے کہ سنسکرت زبان میں "اوچا" کا لفظ بلندی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور بھی تمام جغرافیہ نویسوں کا اسی امر پر اتفاق ہے کیونکہ سطح سمندر سے یہ مقام ۳۲۷ فٹ بلند موقعہ پر واقع ہے۔

اوچ کے مختلف نام: اس کے نام تاریخ ہائے قدیم میں مختلف پائے جاتے ہیں۔ سکندر اعظم کے عہد میں الیگزینڈرہ، سکندرہ، اسکالنڈہ، اس کے نام رہے۔ کننگھم صاحب نے جغرافیہ ہند قدیم میں اس کو "اسکالنڈہ اوچ" لکھا ہے۔ راجہ دیو سنگھ بھٹی کے زمانہ میں اس کا نام دیوگڑھ تھا۔

میر معصوم بکھری نے اس مقام کا نام تلواڑا لکھا ہے۔ کرنل منچن نے بھی اس مقام کو تلواڑ اور چاچ پور سے موسوم کیا ہے۔

راجہ ہوڈ نے جو قدیم زمانہ میں اس علاقہ کا حکمران تھا۔ ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا۔ جس کا نام اس نے اپنے نام پر ہوڈ رکھا، یہ ہوڈ کا لفظ رفتہ رفتہ ہوچ، اور اوچ مشہور ہوا۔ (گزٹیئر بہاول پور) اس راجہ کا زمانہ ۷۷ء خیال کیا گیا ہے۔

ابن حوقل نے مسالک الممالک میں جس مقام کا بسمد کے نام سے ذکر کیا ہے۔ وہ بھی یہی مقام ہے۔ جہاں اب اوچ آباد ہے۔

مورخ ادریسی نے اپنی کتاب نزہتہ المسالک میں جس مقام کی نسبت حالات درج کرتے

Marfat.com

ہوئے سندر نام لکھا ہے۔ وہ حالات بھی اسی مقام اوچ کے حالات سے ملتے جلتے ہیں۔

مولف چچ نامہ نے جو اسی اوچ کا باشندہ تھا۔ اپنی کتاب میں اسی مقام کو بابنیر (بھاٹیہ) کے نام سے موسوم کیا ہے۔

کرنل منچن سابق ایجنٹ ریاست بہاول پور اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ " سرہنری الیٹ نے اپنی تاریخ ہندوستان میں چچ نامہ کو اصل عربی چچ نامہ کا ترجمہ بیان کیا ہے۔ موجودہ ریاست بہاول پور مملکت الور کا ایک جزو ہے۔ اسے اسکلینڈا، اور پیپسیا کے نام سے پکارتے تھے۔ پہلا خطاب اسکلینڈا تو اوچ کا پورا نام ہے اور دوسرے خطاب کے متعلق مجھے پورا اعتماد ہے کہ اس کا ترجمہ ماوراء البیاس کرنا چاہیے۔ جس طرح میں نے ظاہر کیا ہے۔ اوچ کا قصبہ اس دریا کی ایک پرانی شاخ کے بائیں کنارے پر واقع ہے اور یہ قلعہ کی صورت میں ان دریاؤں کے مقام اتصال کے ڈلٹا پر واقع ہوا ہے۔ ان قصبوں کو تلواڑا اور چاچ پور کہتے تھے۔ پہلے نام کی وجہ تسمیہ وہ ریت خیال کی جاسکتی ہے جو اوچ تک پھیلی ہوئی ہے اور دوسرا نام یقیناً ایک برہمن غاصب کا ہے جس نے الور میں خاندان رائے کی بنیاد ڈالی تھی۔"

مفتی غلام سرور لاہوری کتاب مخزن پنجاب (تالیف ۱۲۸۵ھ) میں لکھتے ہیں۔

" اوچ سیداں۔ بہاول پور کی ریاست کے متعلق یہ ایک پرانا شہر دریائے پنجند کے بائیں کنارہ سے بفاصلہ چار میل آباد ہے۔ اس کے گرد نہایت خوبصورتی کے ساتھ درختوں کے مجموعے لگے ہوئے ہیں اور علاقہ نہایت سرسبز و سیراب ہے۔ تین آبادیاں شہر کی علیحدہ علیحدہ واقع ہیں اور تین آبادیوں کے گرد الگ الگ شہر پناہ بنے ہوئے ہیں۔ آبادی شہر کی گنجان، گلیاں تنگ، بازار کشادہ اور بڑے ہیں۔ برتن ہر ایک دھات کے عمدہ و خوبصورت بن کر یہاں سے اور ملکوں میں تحفہ بھیجے جاتے ہیں۔ تجارت بھی اگرچہ یہاں ہر ایک قسم کی بہت ہوتی ہے، مگر برتنوں کی تجارت بہت ہی وافر ہے۔ قدامت میں ملتان کی طرح یہ شہر بھی ضرب المثل ہے۔ اگرچہ کئی مرتبہ یہ اجڑا اور کئی دفعہ آباد ہوا مگر اخیر آبادی اس کی جو شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے وقت ۶۳۲ھ میں ہوئی، اس سے بعد بھی صدمات اس پر بہت آئے مگر ویران نہیں ہوا۔ سکھوں کی فوج نے رنجیت سنگھ کے حملے کے وقت اس کو لوٹا اور قریب تھا کہ اجڑ جائے مگر جب ریاست بہاول پور انگریزی حکومت کے تحت میں آکر محفوظ ہوگئی تو سکھوں کا دست غارت پھر اس پر نہ چلا۔ یہ آبادیاں اونچے ٹیلے کے اوپر ہیں، جو پہلے کھنڈرات سے بنے ہیں۔ اسلامیہ

Marfat.com

سلطنت سے اول بھی یہ شہر حاکم نشین تھا اور اسلام کے وقت میں بھی حاکم نشین رہا۔ ایک آبادی اس کے متعلق موسوم بہ سادات بخاری ہے جس کا بزرگ پہلے حضرت میر جلال الدین سرخ بخاری علیہ رحمۃ یہاں آیا۔ ان کے پوتے حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمۃ بڑے بزرگ اور ولی تھے۔ جن کا روضہ مبارک یہاں زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ اب تک ان کی اولاد بھی یہاں قابض چلی آتی ہے۔ یہ حضرت سید حسینی حسبی نسبی ہیں۔ بلکہ کل ہندوستان میں جو سید بخاری اپنا شجرہ ان کے ساتھ درست ملا دے گا حسبی نسبی ہوگا۔ دوسری بستی گیلانی سیدوں کی ہے۔ یہ بھی بڑی بستی ہے اس کے بانی سید گیلانی ہیں۔ جن کے بزرگ سید محمد حلبی بغدادی حلب سے آکر یہاں سکونت پذیر ہوئے۔ ان کا اور ان کے صاحبزادے حضرت سید عبدالقادر ثانی کا روضہ یہاں موجود ہے۔ ان کے سوائے اور بزرگوں کے روضے بھی یہاں بہت ہیں اور کل شہر کی اگرچہ تین بڑی بستیاں ہیں۔ مگر ان کے سوائے بھی متفرق آبادیاں ایک دوسرے کے پاس ہیں اور کل تعداد شمار کر کے سات اوچیں مشہور ہیں۔ اوچ نام اس شہر کا حضرت سید مخدوم جلال الدین سرخ بخاری علیہ الرحمۃ نے رکھا ہے۔ اس سے پہلے اس شہر کو دیوگڑھ کہتے تھے اور دیو سنگھ نامی ایک ظالم حاکم حکومت کرتا تھا۔ جب حضرت نے آکر اس کو زیر کیا اور اوچ کے قلعہ میں اپنا تسلط جمایا تو اوچ شریف اس کا نام قرار پایا۔ بالفعل سجادہ نشین صاحب مزارات حضرت بخاری کا سید محمود ہے اور قدیم سے جو سجادہ نشین یہاں ہوتا ہے وہ ناصرالدین کے خطاب سے مخاطب ہوتا ہے اور سجادہ نشین مزارات سادات گیلانی کا گنج بخش کہلاتا ہے۔ اس شہر میں ہندو کم اور مسلمان بہت ہیں۔ ہندو یہاں کراڑ کہلاتے ہیں۔ زمین اس خطہ کی اکثر چاہی ہے۔ اپنے اپنے کنوئیں پر زمیندار جھونپڑیاں باندھ کر رہتے ہیں اور چرخ چوب کے ذریعہ سے آبپاشی ہوتی ہے۔"

تاریخ سندھ قدیم کے مؤلف مرزا قلیچ بیگ لکھتے ہیں کہ "ملتان کے پرگنوں میں اوچ بھی ایک بڑا شہر ہے۔ رائے ساہسی کے عہد میں بڑے بڑے شہروں کے قلعے تھے۔ اوچ میں بھی ایک قلعہ تھا۔ جو بعد میں گر گیا۔ پہلے اوچ کی سات مشہور آبادیاں تھیں لیکن اب صرف تین باقی ہیں۔ ایک مخدوم جہانیاں کی اوچ۔ ایک اوچ مغلیہ۔ تیسری اوچ گیلانی۔ پہلی اوچ میں مخدوم جہانیاں کا مزار ہے اور انکے مرید رہتے ہیں۔ دوسری اوچ میں مغل لوگ رہتے ہیں۔ تیسری اوچ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں بزرگ اور ان کے مرید رہتے ہیں۔ یہ آبادی زمین کی سطح سے بلندی پر ہے۔ اس لئے اس کو اوچ کہتے

Marfat.com

ہیں۔ پہلے اس شہر کا نام اسکندرہ تھا۔ یہاں ایک حاکم رہتا تھا۔ (تاریخ اوچ حفیظ)

میرے (شرافت کے) چشم دید حالات یہ ہیں کہ اوچ گیلانی مشرقی جانب ہے اور اوچ بخاری مغربی جانب۔ دونوں آبادیاں بالکل متصل ہیں۔ فی زمانہ ایک ہی قصبہ ہے۔ اوچ موغلہ ایک میل جنوب کو ہے۔ یہاں بزرگوں کے مزارات بکثرت ہیں۔ بلکہ مشہور ہے کہ سوا لاکھ بزرگوں کی زیارتیں اس جگہ ہیں۔ یہاں کی بود و باش لباس وغیرہ پرانی طرز کے ہیں۔ کسی خاص شخص کا لباس نئی طرز کا ہوتا ہے۔ ورنہ اکثر لوگوں کے لباس سادہ ہیں۔ مرد سر پر دستار رکھتے ہیں۔ بعض دائیں ہاتھ سے دستار باندھتے ہیں اور بعض بائیں ہاتھ سے۔ بعض روئی دار گرم ٹوپیاں پہنتے ہیں۔ عورتوں کے لک (کمر) گھگرے ہوتے ہیں۔ گلے میں کرتہ بالکل چھوٹا۔ یا کمر تک ہوتا ہے جس کو چولا کہتے ہیں۔ زبان پنجابی اور سندھی سے ملتی جلتی ہے۔ اوچ شریف ریاست بہاول پور میں واقع ہے۔ یہاں سے دریائے گھارا چار میل کا فاصلہ شمالی جانب ہے۔ اس جگہ پنجاب کے پانچوں دریا جمع ہوتے ہیں اس جگہ انگریزوں نے ہیڈ بنایا ہے۔ جس کو ہیڈ پنج ند کہتے ہیں۔

اوچ شریف میں کھجوروں کے باغات بکثرت ہیں۔ چاروں طرف کھجوروں کے جھنڈ دکھائی دیتے ہیں۔ دوسرے درخت کم ہیں۔ یہاں کے لوگ کھجور کی لکڑی سے ہر قسم کا کام لیتے ہیں۔ مکانوں پر شہتیر کھجور کے ہوتے ہیں۔ کنوئیں پر کانجن، نسار، سوترلڑ، پاڑچھ وغیرہ سب کھجور کے ہوتے ہیں۔ اس جگہ کے لوگ اکثر خوش خلق ہیں۔ خصوصاً سادات اور فقیروں کے بڑے معتقد ہیں۔ یہاں کھیتی باڑی کا کام ہوتا ہے۔ اوچ شریف کے گرد کنوئیں بہت ہیں۔ ایک بیل سے چلائے جاتے ہیں۔ ڈھول، چکلی، باڑ سب لکڑی کے ہوتے ہیں۔ ٹنڈیں مٹی کی ہوتی ہیں۔ جن کو اس زبان میں لوٹی کہتے ہیں۔ اس بستی کے مکانات اکثر کچے ہیں اور جو پختہ ہیں وہ بھی پرانی طرز کے بنے ہوئے ہیں۔ خصوصاً مخدوم صاحب گیلانی کے مکانات کا سلسلہ وسیع ہے اور سب پختہ ہیں۔ مخدوم صاحب بخاری کے مکانات بھی پختہ ہیں۔ بازار میں دکانیں بھی پختہ ہیں۔

بزرگوں کے مزارات پر زیادہ تر مسقف محل شریف ہیں۔ گنبد بالکل کم ہیں۔ شہر کی گلیاں تنگ ہیں اور بازار بھی پورے فراخ نہیں اوسط درجہ کے ہیں۔ صفائی کا کوئی خاص انتظام نہیں۔ گرمیوں کے موسم میں بازار پر چٹائیاں ڈال کر اوپر سایہ کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

شہر سے باہر کنوئیں پر جو لوگ آباد ہیں، وہ سب خس پوش جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ جن کو پنجابی میں چھن کہتے ہیں۔ اپنے کھیتوں کی حفاظت کے لئے باڑ کی جگہ دیواریں بناتے ہیں۔ ابھی شہر کے باہر غیر آباد زمین کافی پڑی ہے۔ جس میں درخت ہائے پھروانہ، ون، جنڈ بہت ہیں۔

شہر میں ڈاک خانہ، تار گھر اور پولیس سٹیشن (تھانہ) موجود ہے۔ مذہبی لحاظ سے اکثر اہل سنت والجماعت ہیں۔ شیعوں کے دو گروہ اثنا عشری اور اسمعیلہ (شش امامیہ) بھی موجود ہیں۔

دوپہر کا کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت ادا کی۔ مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ دربار شریف کی زیارت کی، وظائف پڑھے۔

مولوی عبدالغنی طالب علم خوانندۂ مشکوۃ شریف میرے پاس بیٹھا رہا۔ نماز عصر باجماعت پڑھ کر باہر ایک کنوئیں پر جاکر غسل کیا۔ مسجد شریف میں آیا۔

پنجشنبہ ۴ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۱۹ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں حضرت والد صاحب مدظلہ کی زیارت فیض بشارت ہوئی۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کیے۔ نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ باہر جاکر ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ ڈاکخانہ میں گیا۔ منشی صاحب کے پاس دیر تک بیٹھا۔ وہ مثنوی مولانا روم پڑھ رہے تھے۔ دیوان محیی اور دیوان معین بھی دیکھے۔ تصوف کے مسائل کی گفتگو ہوتی رہی۔

مسجد شریف میں آیا۔ پھر ایک درخواست بمراد ملاحظہ کتب خانہ مخدوم صاحب تحریر کی۔ لیکن آج وہ مدارالمہام صاحب کے پیش نہ کر سکا۔

آج حضرت والد صاحب کے مکتوب شریف کے جواب میں ایک خط ضلع سرگودھا میں بمقام چک ۱۲۲ شمالی معروف عبداللہ بھٹی کے لکھا۔ وہ یہ ہے۔

Marfat.com

مکتوب بطرف والد بزرگوار مدظلہ

ھو

قبلہ وکعبہ ام جناب والد بزرگوار دام اقبالہ سلام و نیاز مؤدبانہ بجالاکر معروض خدمت ہوں کہ آپ کا خط شریف ۴ بساکھ سمت ۱۹۹۱ب کا لکھا ہوا ۶ بساکھ کو موصول ہوا۔

عالی جاہ آپ کے حسب الارشاد وایانوالی کے راستہ ہی آوں گا۔ ۱۹ بساکھ کو چالیس راتیں پوری ہوجاویں گی۔ ۲۰ بساکھ کو یہاں سے روانہ ہوں گا۔ ۲۱ بساکھ کو وایانوالی پہنچوں گا۔ آپ اس سے ایک دو دن پہلے وہاں ضرور پہنچ جاویں۔ شاید میں رات کو پہنچوں یا دن کو، اس لئے ۲۱ بساکھ کو بوقت نماز فجر ہی گھوڑی اسٹیشن پر بھیج دیویں۔ مولوی محمد حیات و مولوی نیک محمد شرقپوری پرسوں ۷ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ کو یہاں آویں گے۔ کیونکہ انہوں نے خط لکھا تھا کہ ہم اوچ شریف آنے والے ہیں۔ دو خط گھر سے بھی آئے ہیں۔ خیریت ہے۔ میں نے بھی تین خط پیش ازیں ساہنپال لکھے ہیں۔ آج چوتھا خط بھی لکھ دیا ہے۔ میں خیریت سے ہوں۔ بس دعائے باصفا کی از حد ضرورت ہے۔

اس علاقہ میں گرمی بڑی شدت سے پڑتی ہے۔ سب حاضرین دوستوں کو سلام چوہدری محمد عبداللہ خاں بھٹی اور اس کے فرزندان اور فضل دھوبی اور فضل چیمہ کو سلام۔

شریف احمد نوشاہی ۷ بساکھ سمت ۱۹۹۱ب

مولوی رحیم بخش اور مولوی عبدالغنی میرے پاس بیٹھے رہے۔ عشقیہ گفتگو ہوتی رہی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ دیر تک محل شریف کے اندر بیٹھا رہا۔ نماز عصر باجماعت پڑھی۔ شہر سے باہر سیر کو گیا اور کنوئیں پر غسل کیا۔ مسجد شریف میں آیا۔ مخدوم صاحب مسجد میں آئے۔ سلام و آداب کیا۔

جمعہ ۵ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۰ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں جماعت سے پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ رات کو خواب میں چچا غلام احمد صاحب کی ملاقات ہوئی اور ان کی پہلی بیوی نور بیگم مرحومہ بھی دیکھی گئی۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے۔ ابھی وقت کافی تھا لہذا پھر سو رہا۔ خواب میں حضرت مخدوم شیخ حامد گنج بخش کلاں کی زیارت ہوئی نیز حضرت مخدوم سید عبدالقادر ثانیؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ

Marfat.com

بادشاہوں کی طرح تخت پر جلوہ افروز ہیں اور میں ان کے سامنے کچہری میں کھڑا ہوں۔ لیکن ان کے رعب و جلال کی وجہ سے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا نہیں جاسکا۔

نیز خواب میں سید غلام زین العابدین مدارالمہام سرکار قادریہ نے مجھے مصری کا ایک ٹکڑا عنایت کیا ہے۔

نیز خواب میں ایک کاغذ مجھے عطا ہوا ہے۔ جس پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننانوے نام اور حضرت امام علی المرتضےؓ کے ننانوے نام تحریر ہیں۔ پھر ایک دوسرا کاغذ عطا ہوا جس پر حضرت غوث الاعظمؒ کے ننانوے نام اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کے ننانوے نام اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی کے ننانوے نام درج ہیں۔

نیز خواب میں صاحبزادہ فضل حسین ولد سید بوٹے شاہ صاحب کی ملاقات ہوئی۔

فجر کی نماز باہر جا کر ایک کنوئیں پر پڑھی۔ مسجد شریف میں آکر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

شہر سے باہر سیر کو گیا۔ ایک کنواں پر غسل کیا۔ مسجد شریف میں آکر اپنی حمائل شریف کی کچھ غلطیوں کی صحت کی۔ قیلولہ کیا۔ دوپہر کے وقت اٹھ کر کھانا کھایا۔

سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ کی اذان ہوئی۔ چونکہ مولوی محمد قطب الدین صاحب امام مسجد قادریہ اپنے وطن چلے گئے ہیں اس لئے مولوی رحیم بخش صاحب طالب علم نے جمعہ پڑھایا۔ خطبہ میں حضرت امام حسین شہید کربلا کا مختصر ذکر کیا۔ نماز کے بعد دو شخص مرثیے پڑھتے رہے۔ کئی لوگوں کو رقت قلب ہوئی۔ میرے دل پر بھی اثر رقت ہوا۔

مولوی عبدالغنی طالب علم ایک شاہ صاحب کو ہمراہ لائے جن کا نام مولوی سید حضور بخش شاہ قادری ہے۔ موضع کچی شکرانی بستی جان محمد خاں ذیلدار متصل اوچ شریف کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے میرے پاس کنزالرحمت (۱) دیکھی۔ اس میں سے نعت سرور کائنات اور مدح چہار یار کبار اور مدح غوث اعظم نقل کرلی۔ عصر کے وقت مخدوم صاحب مسجد تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ عصر کے بعد سیر کو گیا۔ کنوئیں پر غسل کیا۔ مسجد میں آیا۔ آج سجادہ نشینان اوچ گیلانی کے حالات تحریر کئے۔ جو یہ ہیں۔

(۱) کنزالرحمت (فارسی، منظوم) محمد اشرف منچری کا کلام ہے۔ ۱۳۰۹ھ میں لاہور سے چھپی۔ ع

Marfat.com

حضرت مخدوم سید محمد غوث الحسنیؒ

سید علی اصغر بن سید شاہ گدا گیلانی نے شجرہ الانوار میں آپ کا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے۔

"سید غوث الدین محمد غوث بن سید شمس الدین محمد حلبی بن سید شاہ میر بن سید ابوالحسن علی بن ابو علی سید مسعود بن سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین صوفی ابوالمنصور عبدالسلام الموسوم ابونصر فضل اللہ و نصراللہ بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت غوث الصمدانی سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی۔

عالم شباب میں آپ نے اکثر سیر معمورۂ عالم کیا۔ ہندوستان، سندھ، روم، خراسان، عرب اور عجم کی سیاحت کی اور کئی مرتبہ زیارت حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے مشرف ہوئے۔ کچھ عرصہ لاہور محلہ کوشگراں میں مقیم رہے اور کچھ مدت ناگور میں سکونت رکھی اور ایک مسجد وہاں تعمیر کی۔ پھر واپس حلب میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا دل ہندوستان کی طرف بہت مائل ہے اگر حکم ہو تو اس ملک میں سکونت اختیار کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ اب ہماری عمر آخر کو پہنچ چکی ہے۔ ہمارے بعد چلے جانا۔ چنانچہ آخر وقت تک اپنے والد صاحب کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد خراسان کے راستہ اوچ اور ملتان کی طرف تشریف لائے۔ ستر ایرانی سوار زریں کمر خدام آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے حظ وافر رکھتے تھے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی اپنے اشعار آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا کرتے تھے اور بادشاہ وقت سلطان حسین مرزا والی خراسان آپ کے حلقہ بگوشوں سے تھا۔ سلطان قطب الدین لنگاہ والی ملتان نے اپنی لڑکی دیس گسائن کا نکاح بحکم روحانی غوث الثقلین آپ سے کر دیا تھا۔ سید عبداللہ اور سید مبارک دو لڑکے اس بی بی کے بطن سے ہوئے۔ پھر سید ابوالفتح نبیرہ زادہ سید صفی الدین گاذرونی بانی اوچ نے اپنی لڑکی کا نکاح بھی حضرت سید محمد غوث سے کر دیا۔ اس کے بطن سے دو لڑکے سید عبدالقادر ثانی اور سید محمد ہوئے۔

حضرت سید محمد غوث ۸۸۷ھ / ۱۴۸۲ء میں اوچ متبرک تشریف لائے۔ بقول صاحب تاریخ اوچ حفیظ آپ کی ولادت ۸۳۳ھ / ۱۴۳۰ء میں حلب میں ہوئی۔ اوچ شریف میں آپ کا نام محبوب سبحانی اور بندگی غوث صاحب مشہور ہے۔

آپکی وفات ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء میں ہوئی۔ مزار مبارک اوچ گیلانی میں ہے۔ مادہ تاریخ ہے۔

Marfat.com

"محمد حسنی پاک رفت"

فائدہ

اس کتاب میں متعدد جگہ پر مخدوم سید محمد غوث الحسنی کا نسب نامہ آیا ہے۔ جو مختلف کتابوں سے جا بجا لکھا گیا ہے۔ ان سب میں سے یہ نسب نامہ جو اس ذکر میں آیا ہے اور یہی حالات جو بحوالہ شجرۃ الانوار لکھے گئے ہیں۔ میرے نزدیک صحیح اور قابل اعتماد ہیں۔ شرافت

تذکرہ سجادہ نشینان اوچ متبرکہ گیلانی

(۱)

حضرت محبوب سبحانی مخدوم بندگی سید محمد غوث گیلانی۔ جن کا ذکر اس سے پہلے گذر چکا ہے

وفات ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء

ان کے چار صاحبزادے تھے۔

۱۔ سید عبدالقادر ثانی، ۲۔ سید مبارک حقانی، ۳۔ سید محمد نورانی، لاولد، ۴۔ سید عبداللہ ربانی

(۲)

مخدوم سید عبدالقادر ثانی فرزند اکبر بندگی سید محمد غوث صاحب۔ ان کو مخدوم ثانی کہتے تھے ایک بار سلطان محمود لنگاہ والی ملتان اپنی خلاف شرع مشاغل کے امتناع کے باعث ان پر رنجیدہ ہو گیا انہوں نے جاگیروں کی سندات واپس کر دیں اور یہ رقعہ لکھ کر بھیج دیا۔

قطعہ

ہیچ باک ازیں باب روئے گشتن نیست
ہر آنچہ برسر ما میرود مبارک باد
کسے کہ خلعت سلطان عشق پوشیدست
بحلہ ہائے بہشتی کجا شود دل شاد

تاریخ ولادت ۸۶۲ھ / ۱۴۵۸ تاریخ وفات ۸ ربیع الثانی ۹۴۰ھ / ۲۷ اکتوبر ۱۵۳۳ء مدفون خانقاہ محبوب سبحانی

Marfat.com

صاحب شجرۃ الانوار نے آپ کے دو بیٹے لکھے ہیں۔ ۱۔ سید عبدالرزاق ۲۔ سید زین العابدین مگر مولوی غلام احمد اختر اوچی نے تاریخ اوچ میں سات بیٹے تحریر کئے ہیں۔ ۱۔ سید عبدالرزاق، ۲۔ سید فتوح الملک، ۳۔ سید جلال، ۴۔ سید حسن، ۵۔ سید جعفر، ۶۔ سید حسین، ۷۔ سید زین العابدین۔

(۳)

مخدوم سید عبدالرزاق فرزند اکبر سید عبدالقادر ثانی، ناگور میں تشریف رکھتے تھے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد اوچ متبرکہ آکر سجادہ نشین ہوئے۔ وفات ۵ جمادی الآخری ۹۴۲ھ / یکم دسمبر ۱۵۳۵ء مدفون خانقاہ محبوب سبحانی یعنی مقبرہ قادریہ۔

صاحب شجرۃ الانوار نے تو آپ کا صرف ایک فرزند سید حامد گنج بخش لکھا ہے۔ مگر تاریخ اوچ اختر میں چار صاحبزادے لکھے ہیں۔ ۱۔ سید غلام علی، ۲۔ سید حامد، ۳۔ سید محمد شریف، ۴۔ سید غلام علی، طفولیت میں فوت ہوگئے۔

(۴)

مخدوم سید حامد گنج بخش کلاں بن سید عبدالرزاقؒ عالم اجل اور فاضل بزرگ تھے۔ ان کے دو خلیفے باکمال اولیاء اللہ سے ہوئے ہیں۔ شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی اور شیخ شیر شاہ ملتانی (جن کے نام پر ریلوے سٹیشن شیر شاہ جنکشن موسوم ہے)۔

آپ کی وفات ۹۷۸ھ / ۱۵۷۰ء میں ہوئی۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔ سید عبدالقادر ثالث ۲۔ سید موسےٰ۔

(۵)

مخدوم سید ابوالحسن جمال الدین موسےٰ پاک شہید فرزند اصغر سید حامد گنج کلاں۔ والد صاحب نے حضرت غوث الاعظمؒ کے باطنی ایماء پر آپ کو اپنا ولیعہد خلافت کر دیا تھا۔ آپ صاحب علم و فضل تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے اکابر فضلا آپ کے مریدوں سے تھے۔ آپ کی شہادت لنگاہوں کے فتنہ میں ۱۰۰۱ھ میں بعہد اکبری ضرب بندوق سے وقوع میں آئی۔ قبر ملتان میں ہے۔

Marfat.com

صاحب شجرۃ الانوار نے آپ کے چار بیٹے لکھے ہیں۔

۱۔سید جان محمد ،۲۔سید یحییٰ ،۳۔سید حامد ،۴۔سید عیسیٰ۔

(۶)

مخدوم سید نظام الدین عبدالقادر ثالث۔ فرزند اکبر سید حامد گنج بخش کلاںؒ۔ اپنے چھوٹے بھائی سید جمال الدین موسیٰؒ کے ساتھ سجادگی کا مقدمہ کردیا۔ دربار اکبری سے فیصلہ آپ کے نام ہوگیا۔ اس لئے آپ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

آپ کے پانچ بیٹے تھے۔ ۱۔سید شمس الدین محمد ،۲۔سید محمد کلاں ،۳۔سید شہاب الدین ،۴۔ سید عبدالرزاق ،۵۔سید مہر شاہ۔ کما ہو فی شجرۃ الانوار۔

(۷)

مخدوم سید شمس الدین محمد ثانی بن سید عبدالقادر ثالث۔ اصل نام سید محمد شریف تھا۔ مقبرہ قادریہ کی عمارت کو ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء میں وسیع کرایا۔

صاحب شجرۃ الانوار نے آپ کے تین صاحبزادہ لکھے ہیں۔

۱۔سید لطف علی مشہور عبدالقادر ،۲۔سید مہر شاہ۔ ۳۔سید محمد زمان

(۸)

مخدوم سید لطف علی المعروف سید عبدالقادر رابع بن سید شمس الدین محمد ثانی صاحب اخلاق حسنہ و صفات حمیدہ تھے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔سید شمس الدین محمد ، ۲۔سید محمد

(۹)

مخدوم سید شمس الدین محمد ثالث بن سید عبدالقادر رابع۔ سالک مسلک طریقت تھے۔ صاحب شجرۃ الانوار نے آپکا ایک فرزند سید حامد مراد شاہ لکھا ہے لیکن تاریخ اوچ اختر میں آپ کے ۴ بیٹے لکھے ہیں۔

۱۔سید محمد علی ، ۲۔سید کھنہ شاہ ، ۳۔سید گل شاہ ، ۴۔سید محمد مراد شاہ

Marfat.com

(۱۰)

مخدوم سید مراد شاہ المعروف شیخ حامد گنج بخش ثانی بن سید شمس الدین محمد ثانی ۔ آپ کا زمانہ عسرت کا تھا۔ آپ معتکف رہا کرتے ۔ ایک مرتبہ خان صاحب محمد فتح خان عباسی اور جہان خان آپ کے سلام کو آئے ۔

آپ کا ایک فرزند سید خداداد نام تھا۔

(۱۱)

مخدوم سید خداداد المعروف شیخ شمس الدین محمد رابع بن سید حامد گنج بخش ثانی۔ آپ نیکو کار زاہد عابد تھے ۔ آپ کا لقب شمس الدین نورانی پڑ گیا تھا۔ جوانی میں لاولد فوت ہوئے ۔

(۱۲)

مخدوم سید سوہارا شاہ المعروف شیخ عبدالقادر خامس شہید۔ خلف الرشید سید مرتضیٰ بن سید محمد بن سید عبدالقادر رابع۔

مخدوم شمس الدین رابع نورانی کے لاولد فوت ہونے پر آپ باستحقاق وراثت سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۱۶۳ھ / ۱۷۵۰ء میں حجام نے استرہ سے شہید کر ڈالا۔ آپ کے دو لڑکے لاولد فوت ہوئے اور تیسرا سید فضل علی وارث ہوا۔

(۱۳)

مخدوم سید فضل علی المعروف شیخ حامد گنج بخش ثالث بانی قلعہ اوچ بن سید عبدالقادر خامس شہید۔ آپ کی ولادت ۱۱۴۹ھ / ۱۷۳۶ء میں ہوئی۔ جب ہوش سنبھالا تو نوابان بہاول پور سے کشیدگی ہو گئی تو نواب جان نثار خاں گوجر والی ڈیرہ غازیخاں آپ کو اپنے پاس لے گیا اور اپنی لڑکی آپ کے نکاح میں دی۔ چند عرصہ وہاں رہنے کے بعد ۱۱۷۰ھ / ۱۷۵۶ء میں واپس اوچ متبرکہ آئے اور تمام علاقہ کو خوشی ہو گئی۔ ۱۱۸۵ھ / ۱۷۷۱ء میں میاں اللہ داد کو اپنی وزارت کا منصب دیا اور اسی سال قلعہ اوچ تعمیر کیا۔ نوابان بہاول پور سے آپ کی صلح ہو گئی۔

Marfat.com

آپ کی وفات ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۹۷ھ / ۲۸ مارچ ۱۷۸۳ء کو ہوئی۔
آپ کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔ سید غوث بخش، ۲۔ سید حسن بخش

(۱۴)

مخدوم سید غوث بخش المعروف شیخ عبدالقادر سادس۔ الملقب بہ مخدوم اولیا یا مخدوم علیا۔ ابن سید گنج بخش ثالث۔ پابند شریعت، متورع تھے۔ نواب مولا داد خاں گوجر کی لڑکی سے نکاح ہوا۔ ایک بچہ پیدا ہو کر فوت ہوگیا۔ ۱۲۰۱ھ / ۱۷۸۷ء میں لاولد فوت ہوئے۔

(۱۵)

مخدوم سید حسن بخش المعروف حامد گنج بخش رابع الملقب بہ مخدوم جنگاور۔ ابن سید حامد گنج بخش ثالث اپنے بھائی کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی طبیعت جنگجو واقع ہوئی تھی۔ نوابان بہاول پور کے ساتھ جنگ و جدال شروع کر دیا۔ تمام متعلقین دربار شیخ حبیب اللہ اور محمد عمر خاں ڈاہر اور فتح محمد غوری آپ کو چھوڑ گئے۔ نواب بہاول پور نے چڑھائی کی، تو آپ قلعہ پلوالی میں محصور ہوگئے۔ جب وہ فتح ہوگیا تو قلعہ ٹھٹھہ، اوچ، رام گلی اور گڑھی اختیار خاں وغیرہ مقامات میں پناہ لیتے ہوئے سندھ کو بھاگ گئے۔ چونکہ مخدوم نوبہار صاحب سجادہ نشین جلالیہ اور گل محمد خاں داد پوترہ اور اختیار خاں رئیس گڑھی پر آپ کو اعتماد تھا، اس کو آپ لالہ کہا کرتے تھے۔ اس وقت کسی نے بھی آپ کا ساتھ نہ دیا تو آپ نے یہ شعر بولا:

بہار سرکش و گل بیوفا و لالہ دورنگ — درین چمن بچہ امید آشیانہ کنیم

آپ کی وفات منگوار ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۲۱ھ / ۳ فروری ۱۸۰۷ء میں ہوئی۔ اپنی والدہ سے آٹھ روز بعد فوت ہوئے۔ قادر پور میں دفن ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ پیر نتھلہ حسین علی۔ جو بعد چلے جانے والد کے بنام محمد غوث ثانی زیر سایہ نواب بہاول پور متولی مزارات اوچ رہے۔

۲۔ سید عباس علی جو والد صاحب کے ساتھ سندھ چلے گئے۔

Marfat.com

(۱۶)

مخدوم سید عباس علی المعروف شیخ شمس الدین محمد خامس بن مخدوم گنج بخش رابع جنگاور۔ بمقام قادر پور (سندھ) سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۶ء میں انتقال کیا اور قادر پور میں دفن ہوئے۔ آپ کا ایک لڑکا سید حسین بخش باقی رہا۔

(۱۷)

مخدوم سید حسن بخش المعروف شیخ حامد گنج بخش خامس ابن مخدوم شیخ شمس الدین خامس قادر پور میں سجادہ نشین ہوئے۔ بوقت وفات والد چار سالہ تھے۔ دادی صاحبہ کے آغوش میں تربیت پائی۔ باجازت نواب بہاول پور دوبارہ اوچ میں آئے اور اپنے والد اور دادا کے تابوت نکال کر اوچ لائے اور مقبرہ قادریہ میں دفن کئے اور خود بھی از سر نو بانی خاندان ہوئے۔

آپ کی وفات ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء میں ہوئی۔ مقبرہ قادریہ میں دفن ہوئے۔

آپ کے تین بیٹے تھے۔ ۱۔ سید محمد شاہ، ۲۔ سید فیض محمد، ۳۔ سید بھاون شاہ لاولد۔

(۱۸)

مخدوم سید محمد شاہ المعروف شیخ شمس الدین محمد سادس بن مخدوم گنج بخش خامس۔ آپ صاحب علم و فضل تھے۔ شاعر اور صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ آپ کی تصنیفات کی فہرست میں نے روزنامچہ ۱۷ محرم الحرام ۱۲۵۳ھ کے واقعات میں لکھی ہے۔ آپ نے ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء میں وفات پائی۔ مقبرہ قادریہ میں دفن ہوئے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔

۱۔ سید حسن بخش، ۲۔ سید مراد شاہ، ۳۔ سید جیون شاہ، ناکتخدا فوت ہوئے، ۴۔ سید ولایت شاہ

(۱۹)

مخدوم سید حسن بخش المعروف شیخ گنج بخش سادس بن سید شمس الدین سادس بن سید شمس الدین سادس۔ آپکی ولادت جمعہ وقت عصر ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ / ۲۷ مئی ۱۸۶۴ء کو ہوئی۔ نہایت خوبصورت، عقلمند تھے۔ اولاد پیدا ہو کر فوت ہوگئی۔ بیس سال سجادگی کے بعد ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔

Marfat.com

آپکی مدح میں آپ کے مرید میاں احمد المتخلص بہ مسکین ملھانی نے یہ مسدس نظم لکھی ہے۔

ہے آل کرام رسول ہے — فرزند علی مقبول ہے
دلبند جناب بتول ہے — ہے مظہر ذات ربانی
یا گنج بخش پیر جیلانی
شالا مانیں جند جوانی

ہے رہبر راہ شریعت — ہے واقف راز طریقت
گل لالہ باغ حقیقت — ہے کان کرم رحمانی
یا گنج بخش پیر جیلانی

ہے مالک ملک ناسوتی — شاہباز ہوا ملکوتی
ہے پرتو شمس لاہوتی — محبوب سچا سچانی
یا گنج بخش پیر جیلانی

فرزند ڈیوی رب اعلیٰ — ہووے عمر حیاتی والا
مانے مسند منصب شالا — ہووے اندر حفظ حقانی
یا گنج بخش پیر جیلانی

مسکین غریب فقیر اے — ڈاڈھا عاجز پر تقصیر اے
تیری ذات دامنگیر اے — کر فائض فیض رسانی
یا گنج بخش پیر جیلانی
شالا مانیں جند جوانی

(۲۰)

مخدوم سید مراد شاہ المعروف شیخ شمس الدین محمد سابع بن مخدوم شمس الدین سادس۔ آپ کی ولادت بوقت عشاء شب یکشنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ / ۲۵ جولائی ۱۸۶۹ء کو ہوئی۔ اپنے بھائی کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اولاد نرینہ نہیں تھی۔ ایک معصومہ یادگار چھوڑی۔ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں وفات پائی۔

Marfat.com

(۲۱)

مخدوم سید ولایت شاہ المعروف شیخ حامد گنج بخش سابع بن سید شمس الدین سادس۔ اپنے بھائی صاحب کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آخر عمر میں دائم المرض ہوگئے۔ نوجوانی میں انتقال فرمایا۔ صرف ایک لڑکا سید خیرات حسین یادگا چھوڑا۔

(۲۲)

مخدوم سید خیرات حسین المعروف شیخ حامد محمد شمس الدین ثامن بن سید مخدوم حامد گنج بخش سابع سلمہ اللہ

آپ کی ولادت یکم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی۔ تاریخی نام "خیرات حسین" اور "مخدوم عبدالقادر سابع جیلانی" ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر چودہ سال ہے۔ خوبصورت وجیہ جسیم ہیں۔ مولوی قطب الدین صاحب امام جامع مسجد قادریہ سے کتاب گلستان پڑھتے ہیں۔ لباس مصفا رکھتے ہیں۔ اندرون محلات میں رہتے ہیں۔ جمعہ کے روز بڑی شان سے مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ مخلوق خدا محبت و عقیدت سے زیارت سے مشرف ہوتی ہے۔ کبھی ظہر، عصر، مغرب کو بھی مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ آپ کے مکانات روضہ شریف بندگی محمد غوث صاحب سے مشرقی جانب ہیں۔ قلعہ کے اندر مکانات ہیں۔ ایک دیوانخانہ ہے۔ وہاں مجلس لگا کر بیٹھتے ہیں۔ اوچ گیلانی میں نصف سے زیادہ آپ کے مکانات اور ڈیرہ جات ہیں۔ نوکر و خدام بکثرت ہیں۔ اگر کسی وقت کوئی پاس نہ ہو تو گھڑیال بجایا جاتا ہے۔ سب نوکر آواز سن کر فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ مخدوم صاحب کے اتالیق مولوی غلام رسول صاحب بہاولپوری ہیں۔ جو حنفی بریلوی مسلک رکھتے ہیں۔ آپکی منقبت میں میں نے یہ غزل لکھی ہے۔

نام ہے کیسا پیارا پیر شمس الدین کا
خادموں کو ہے سہارا پیر شمس الدین کا

چہرۂ انور ہے ان کا مثل ماہ چاردہ
حسن کا روشن ستارہ پیر شمس الدین کا

گرم ہے بازار خوبی حضرت مخدوم سے

Marfat.com

شیفتہ عالم ہے سارا پیر شمس الدین کا
زندۂ جاوید کردے، کھول دے قفل مراد
ابروں کا اک اشارہ پیر شمس الدین کا
سینکڑوں ہیں ان کے خاک آستاں پر جبہہ سا
ہو گیا جن کو نظارہ پیر شمس الدین کا
حضرت حامد محمد شمس دین مخدوم پاک
نام نامی ہے نیارا پیر شمس الدین کا
خاندان قادری میں ہیں منور آفتاب
جلوۂ نور آشکارا پیر شمس الدین کا
چشمۂ فیض الہیٰ تا ابد جاری رہے
اوچ میں ہو اونچا دوارا پیر شمس الدین کا
حضرت مخدوم جی کا ہے شرافت مدح خواں
آسرا رکھتا ہے بھارا پیر شمس الدین کا

مخدوم صاحب کا نسب نامہ

مخدوم شمس الدین ثامن بن مخدوم گنج بخش سابع بن مخدوم شمس الدین سادس بن مخدوم گنج بخش خامس بن مخدوم شمس الدین خامس بن مخدوم گنج بخش رابع بن مخدوم گنج بخش ثالث بن مخدوم عبدالقادر خامس بن سید مرتضےٰ بن سید محمد بن مخدوم عبدالقادر رابع بن مخدوم شمس الدین ثانی بن مخدوم عبدالقادر ثالث بن مخدوم حامد گنج کلاں بن مخدوم عبدالرزاق بن مخدوم عبدالقادر ثانی بن مخدوم سید محمد غوث الحسنی الاوچی۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

فائدہ: اس سے پہلے مخادیم گیلانیہ کے حالات کتاب ہذا کے روزنامچہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ میں کتاب تاریخ اوچ مولفہ غلام احمد اختر سے تحریر کیے گئے ہیں۔ مگر یہ حالات میری ذاتی تحقیق اور کاوش کے مطابق ہیں۔ بعض تواریخ و حالات مخدوم صاحب کے ذاتی کتب خانہ اور قلمی بیاضوں سے لئے گئے ہیں۔

Marfat.com

شنبہ ۶ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھ کر دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں بھائی محمد شریف ڈھلوالہ کی ملاقات ہوئی۔ نیز عزیز بشیر احمد اپنے ہمراہ دیکھا گیا۔

صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کیے۔ چونکہ وقت کافی تھا۔ اس لئے پھر سو رہا۔ خواب میں مخدوم صاحب موجودہ سید شمس الدین ثامن سجادہ نشین دربار گیلانی کی ملاقات ہوئی۔ میں ان کو مٹھیں بھر رہا ہوں(۱)

فجر کی نماز شہر سے باہر جا کر ایک کنوئیں پر غسل کر کے پڑھی۔ مسجد شریف آیا۔ تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

شہر سے باہر ایک کنوئیں پر جا کر کپڑے صاف کئے۔ صابن سے سر دھویا۔ غسل کیا۔ مسجد شریف میں آکر چند منٹ خلیفہ اللہ بچایا خاں کے پاس بیٹھا۔ دربار شریف میں سلام کیا۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔

ایک صاحب پیر حضور بخش نام کی مسجد میں ملاقات ہوئی۔ جو حضرت غوث بہاوالحق والدین ملتانی کی اولاد سے ہیں اور خواجہ غلام فرید چشتی نظامی ساکن چاچڑاں شریف کے سلسلہ کے مرید ہیں۔ صاحب توحید و عشق ہیں۔ رقیق القلب ہیں۔ جب کوئی بات کرتے ہیں تو آنسو پھوٹ آتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید مذکور کا پنجابی دیوان بڑے ذوق سے پڑھتے ہیں۔ توحیدی کلام کا مذاق رکھتے ہیں۔ کہا آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ محجوب، مجذوب، سالک۔

۱۔ محجوب وہ ہیں جو علم ظاہری پڑھ کر خدا تعالیٰ کے دیدار سے محروم رہتے ہیں اور بس یہی کہتے ہیں **لاتدرکہ الابصار**۔

۲۔ مجذوب وہ ہیں جنہوں نے بروز میثاق **الست بربکم** کی آواز پر **قالوا بلی** کہا اور اسی ذوق میں مست ہیں۔ دنیا اور مافیہا سے خبر نہیں رکھتے۔

۳۔ سالک وہ ہیں جو باہوش ہیں، حفظ مراتب کے پابند ہیں۔ **الرب رب والعبد عبد** کے قائل ہیں۔

---

(۱) یعنی جسم دبا رہا ہوں۔ ع

Marfat.com

نیز پیر حضور بخش صاحب نے کہا کہ دوسرے لحاظ سے بھی آدمی تین قسم کے ہیں۔ عام، خاص، خاص الخاص۔

۱۔ عام وہ ہیں جو لوگوں کو ایذا دیتے ہیں اور ایک دوسرے پر زیادتیاں کرتے ہیں۔

۲۔ خاص وہ ہیں جو **العین بالعین والانف بالانف** پر پابند ہیں۔ یعنی جس قدر کوئی ایذا دے اس کا پورا بدلہ لے لیتے ہیں۔

۳۔ خاص الخاص وہ ہیں جو **والکاظمین الغیظ** پر پابند ہیں۔ یعنی کسی پر غصہ نہیں کرتے۔ غلطیاں معاف کر دیتے ہیں۔

نیز پیر صاحب نے کہا کہ سارنگی کی آواز سننا حرام نہیں کیونکہ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ **ان من شئی الایسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم**۔ یعنی ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی حمد میں تسبیح پڑھتی ہے۔ مگر تم سمجھ نہیں سکتے۔ چونکہ سارنگی بھی منجملہ اشیاء کے ایک شے ہے لہذا اس کی آواز بھی تسبیح ہوئی۔

مجھ کو نصیحت کی کہ تم قوالی بکثرت سنا کرو۔

عصر کے وقت مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر خود اذان کہی۔ میں ادب کی وجہ سے تعظیماً دست بستہ کھڑا رہا۔ ایک اور شخص مسمی اللہ بخش نام چڑھو آسکنہ محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ بھی دست بستہ کھڑا رہا۔ مولوی عبدالغنی طالب علم نے ہم کو اس طرح کھڑے ہونے سے روکا۔ مخدوم صاحب نے اس کو فرمایا کہ کیا تو ادب کرنے سے روکتا ہے۔

نماز عصر باجماعت پڑھی اور میں اور پیر حضور بخش صاحب مقدم الذکر باہر سیر کو چلے گئے۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ پھر مسجد شریف میں آگئے۔

یکشنبہ ۷ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کی نماز کے بعد منشی صاحب پوسٹ ماسٹر ملے کہ آج آپ کے دو خط آئے ہیں، وہ چٹھی رسان نے آپ کو پہنچائے ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا ابھی تک مجھے موصول نہیں ہوئے۔ چنانچہ میں خلیفہ اللہ بچایا خاں کے گھر گیا کہ شاید اس کو خط دے گیا ہو۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم کو کسی نے خط نہیں دیا۔

مسجد شریف میں سید جند وڈہ شاہ احمد پوری میرے پاس آکر بیٹھے رہے۔ یہ اوچ شریف کے

Marfat.com

مدرسہ میں مدرس ہیں۔ قرآن مجید کی حقانیت پر گفتگو ہوتی رہی۔

نماز عشاء کے بعد پیر حضور بخش چشتی نظامی مذکور جو موضع قریشی والہ تحصیل لودھراں ضلع ملتان کے باشندہ ہیں۔ میرے پاس بیٹھے رہے اور متصوفانہ گفتگو ہوئی۔ ایک لڑکا بشیر احمد نام طالب علم جماعت ہشتم بھی مجلس میں آیا۔ میں نے سیف الملوک مصنفہ میاں محمد بخش قادریؒ کے چند اشعار پڑھے۔ اس پر پیر صاحب موصوف کو رقت ہوئی اور پھڑکتے رہے۔ پھر طرز کلام بدلا تو میر جعفر زٹلی کے چند اشعار ظرافت آمیز میں نے پڑھے۔ سب حاضرین خوش ہوئے۔

دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ پڑھے۔ نماز فجر با جماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

آج ایک حجام سے حجامت کرائی۔ دربار شریف قادریہ میں آٹھ آدمیوں نے مل کر قرآن مجید کا ختم کیا۔ جن میں سے پانچ سیپارے میں نے پڑھے۔ مخدوم صاحب سبز دستار پہنے دربار شریف کی زیارت کو آئے۔ میں نے سلام و آداب کی سعادت حاصل کی۔

دربار شریف پر زردہ کی نیاز تقسیم ہوئی۔ اس سے مجھ کو تبرک ملا۔ کھا کر مسجد میں بیٹھا۔ مولوی عبدالغنی طالب علم بھی میرے پاس بیٹھا رہا۔ اتنے میں خلیفہ اللہ بچایا خاں آئے اور کہا کہ آؤ تمہیں سید مبارک حقانی کی قبر کا پتہ بتاؤں۔ چنانچہ وہ محل شریف کے اندر لے گئے اور ایک قبر دکھا کر کہا کہ یہ مزار ہے۔ اس سے پہلے مولوی غلام احمد صاحب اختر نے پتہ بتایا تھا کہ سید عبدالقادر ثانی کے مزار کے ساتھ مشرقی جانب جو مزار ہے وہ حضرت سید مبارک حقانیؒ کا ہے۔ اب جو خلیفہ صاحب نے دکھایا ہے یہ اس سے بھی دو قبریں آگے چھوڑ کر تیسرا مزار مشرقی جانب ہے۔ الغرض قبروں کے غلافوں پر کچھ نام تحریر کیے۔

مسجد شریف میں میرے پاس ایک نوجوان خوبصورت لڑکا آ بیٹھا۔ اس کا نام نبی بخش خاں چشتی ہے۔ ڈیرہ نواب ریاست جموں و کشمیر کا ہے۔ اس نے دو غزلیں پڑھیں وہ میں نے نقل کر لیں۔ وہ یہ ہیں۔

(۱)

دو گھڑی کو باغ دنیا کا بسیرا ہو گیا
شام ہی سے سیر گلشن کا سویرا ہو گیا

Marfat.com

مدتوں سے دید کا ارمان تھا دل میں مرے
آج قسمت سے مجھے دیدار تیرا ہو گیا

تیری چشم ناز کا دنیا نے دیکھا ہے اثر
ڈال دی جس پر نظر فوراً وہ تیرا ہوگیا

وسعت دل درد سے لبریز ہو کر رہ گئی
جب شہید ناز کی تربت پہ پھیرا ہوگیا

بعد مرنے کے بھی دنیا سے تعلق ہی رہا
پہلے تھا بستی میں اب جنگل میں ڈیرا ہو گیا

جب تصور میں وہ آئے تو منور تھا یہ دل
اے عمر جاتے ہی ان کے پھر اندھیرا ہوگیا

(۲)

مسکراتے جاتے ہیں کچھ منہ سے فرمانے کے بعد
بجلیاں چمکار رہے ہیں پھول برسانے کے بعد

ضوفشاں ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

جو جلاتا ہے کسی کو وہ بھی جلتا ہے ضرور
شمع بھی جلتی رہی پروانہ جل جانے کے بعد

عمر بھر میں دو ہی گھڑیاں مجھ پہ گذری ہیں کٹھن
اک تیرے آنے سے پہلے اک تیرے جانے کے بعد

گل چڑھائیں گے لحد پر جن سے یہ امید تھی
وہ بھی پتھر رکھ گئے سینے پہ مر جانے کے بعد

دل میرا لینے سے پہلے کیا خوشامد تھی انہیں
کیسی آنکھیں پھیرلیں مطلب نکل جانے کے بعد

Marfat.com

آج خلیفہ احمد بخش واپس آ گیا۔ یہ اپنے گاؤں میں گیا ہوا تھا۔ میرے ملنے کے واسطے مسجد میں آیا۔
حضرت مخدوم سید محمد غوث حلبیؒ الاوچی کے محل شریف کے نقشہ اور اس میں جتنے مزارات ہیں بمعہ فہرست تیار کیا جو یہ ہیں۔

فہرست مزارات خانقاہ بندگی محمد غوث گیلانی

یہ فہرست کچھ تو نتائج الاخبار مؤلفہ مولوی محمد ادریس اوچی اور کچھ تاریخ اوچ مؤلفہ مولوی غلام احمد اختر اوچی اور کچھ غلاف ہائے مزارات پر مرقوم ناموں سے مرتب کی ہے۔ پھر بھی یہ فہرست پوری نہیں ہو سکی۔

۱۔ بی بی صاحبہ
۲۔ بی بی صاحبہ
۳۔ بی بی صاحبہ
۴۔ سید محمد نورانی فرزند چہارم مخدوم محمد غوث الحسنی محبوب سجانیؒ
۵۔ سید مبارک حقانی فرزند سوم مخدوم محمد غوث محبوب سجانیؒ
۶۔ سید محمد غوث ثانی بن گنج بخش رابع جنگاورؒ
۷۔ سید عبداللہ ربانی فرزند دوئم مخدوم محمد غوثؒ
۸۔ مخدوم عبدالقادر ثانی فرزند اکبر مخدوم محمد غوثؒ
۹۔ مخدوم محمد غوث محبوب سجانی الحلبی الاوچیؒ
۱۰۔ عبدالرزاق بن عبدالقادر ثانیؒ
۱۱۔ گنج بخش کلاں بن عبدالرزاقؒ
۱۲۔ شمس الدین ثانی بن عبدالقادر ثالثؒ
۱۳۔ شمس الدین ثالث بن عبدالقادرِ رابعؒ
۱۴۔ گنج بخش ثانی بن شمس الدین ثانیؒ
۱۵۔ عبدالقادر سادس بن گنج بخش ثالثؒ
۱۶۔ عبدالقادر خامس بن مرتضےٰ علیؒ

Marfat.com

۱۷۔ بھاون شاہ بن گنج بخش خامسؒ

۱۸۔ عبدالقادر ثالث بن گنج بخش کلاںؒ

۱۹۔ محمد غوث ثانی بن گنج بخش رابعؒ

۲۰۔ جیون شاہ بن شمس الدین سادسؒ

۲۱۔ (نامعلوم)

۲۲۔ (نامعلوم)

۲۳۔ شمس الدین رابع بن گنج بخش ثانیؒ

۲۴۔ شمس الدین سادس بن گنج بخش خامسؒ

۲۵۔ شمس الدین سابع بن شمس الدین سادسؒ

۲۶۔ (نامعلوم)

۲۷۔ (نامعلوم)

۲۸۔ (نامعلوم)

۲۹۔ گنج بخش سابع بن شمس الدین سادسؒ

۳۰۔ گنج بخش سادس بن شمس الدین سادسؒ

۳۱۔ گنج بخش خامس بن شمس الدین خامسؒ

نماز ظہر باجماعت پڑھی، سید جندوڈہ شاہ مدرس میرے پاس آکر بیٹھے رہے اور میری تحریرات دیکھتے اور خوش ہوتے رہے۔

عصر کی نماز کے بعد سیر کو گیا۔ باہر ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ مسجد شریف میں آیا۔

آج سارا دن آسمان ابر آلود رہا۔ مولوی محمد حیات اور میاں نیک محمد صاحب شرقپوری کا آج یہاں آنے کا وعدہ تھا۔ مگر وہ نہیں آئے۔ بہت انتظار کیا۔ واللہ اعلم کیوں نہیں آئے؟

Marfat.com

دوشنبہ ۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۳ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح کے وقت اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے۔ مناجات کے وقت خاص کیفیت وارد ہوئی۔ درود شریف پڑھ رہا تھا۔ عین بیداری میں سنا کہ ایک کہنے والا کہتا ہے:

"محمد شاہ صاحب کا فرمان ہے کہ ایک تسبیح لاالہ الا اللّٰہ پڑھے اور ایک تسبیح سید کونین پڑھے"

ف: محمد شاہ صاحب سے مراد میرے داد صاحب حضرت سید حافظ محمد شاہ صاحب نیک اختر نوشاہی ساہنپالوی ہیں۔

فجر کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ شہر سے باہر جا کر ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ مسواک کیا۔ چند منٹ خلیفہ اللہ بچایا خاں کے پاس بیٹھا۔ دربار شریف کی زیارت کی۔ مسجد میں قیلولہ کیا۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔

فقیر اللہ بخش محمود کوٹی نے دو رسالے مطالعہ کے واسطے دیئے۔

(۱) رسالہ ظہور الشمعہ فی مسئلۃ الجمعہ۔ یہ رسالہ سید محمد حسین شاہ ساکن قطعہ نوری متصل بناں والہ ڈاک خانہ ہیبے شاہ جنڈ والا، تحصیل بنگلہ فاضلکا۔ ضلع فیروز پور کی تصنیف ہے۔ جن کا سلسلہ طریقت قادری بتوسط شاہ دولہ دریائی گجراتی حضرت غوث اعظمؒ کو ملتا ہے۔ اس رسالہ میں انہوں نے اقوال فقہا و احادیث سے ثابت کیا ہے کہ جہاں شرائط موجود نہ ہوں. جمعہ قطعاً فرض نہیں۔ ہمارے ملک میں شرائط نہ ہونے کی وجہ سے. جمعہ فرض نہیں۔ بلکہ نفل ہے اور نفلوں کی جماعت علیٰ سبیل التداعی مکروہ تحریمہ ہے اور نفلوں کی جماعت مکروہ تحریمہ کا مرتکب ہونا اور ظہر کی نماز جو فرض عین وقتی ہے اس کی جماعت کو ترک دینا سخت منع ہے۔

(۲) رسالہ حق نما۔ در بوسیدن دست و پا۔ یہ بھی سید محمد حسین شاہ موصوف کی تصنیف ہے۔ اس میں دو آیات شریف **و اخفض لهما جناح الذل** اور **واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین** سے اور احادیث اور اقوال صوفیہ سے ثابت کیا ہے کہ بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا سنت ہے۔ ازا نجملہ ایک حدیث۔ ہے۔

Marfat.com

و عن اسید بن حضیر رجل من الانصار قال بینما هو یحدث القوم و
کان فیه مزاح بینهما هو یضحکم و ظعنه النبی صلی الله علیه وسلم فی خاصرة
بعود فقال اصبرلی قصاص قال اصطبر قصاص قال ان علیک قمیصاً و لیس
علی قمیصا فرفع النبی عن قمیصه فاحتفته وجعل یقبل کشحة قال انما
اردت هذا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ رواه ابوداؤد۔

ترجمہ:۔ اسید بن حضیر سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی بات کر رہا تھا کہ جس میں مزاح ہو اور قوم کو ہنساتا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی کمر میں لکڑی چبھودی۔ پس اسید نے کہا یا رسول اللہ مجھے بدلہ دیجئے۔ پس آپ نے فرمایا کہ بدلہ لے لو۔ کہا ان سے آپ کے بدن پر قمیص ہے اور میرے بدن پر نہیں ہے۔ پس آپ نے کپڑا اٹھایا۔ پس اسید نے معانقہ کیا اور چوما حضورؐ کے بدن کو اور کہا یا رسول اللہؐ میرا یہی ارادہ تھا۔

میں (شرافت) کہتا ہوں کہ اس حدیث شریف سے مسخری کرنے والوں یعنی بھانڈوں نقالوں کے کلام سننے کے جواز پر بھی استدلال ہوسکتا ہے۔ عینی شرح بخاری میں ہے۔ قال شیخنا زین الدین واما تقبیل الاماکن الشریفةؒ علی قصدالتبرک وکذالک تقبیل ایدی الصالحین وارجلهم محمودا باعتبار القصد والنیة. ترجمہ: کہا شیخ ہمارے زین الدین نے اور لیکن چومنا مکانوں بزرگ کا اوپر قصد تبرک کے اور ایسے ہی چومنا ہاتھ صالحین کا اور پیران کے نیک ہیں ساتھ اعتبار قصد اور نیت کے۔

قال العراقی تقبیل ایدی الصالحین و ارجلهم حسن محمود باعتبار قصد التبرک وا لا کرام۔ انتهی۔

سیر الاولیا میں ہے۔ روی عن صهیب مولی العباس انه قال رایت علیا یقبل ید العباس ورجلیه انتهی۔

ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، مولوی رحیم بخش طالب علم اور مولوی عبدالغنی دونوں میرے پاس مسجد میں بیٹھے رہے۔ عصر کی نماز باجماعت پڑھی، باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ مسجد قادریہ میں آیا۔ مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام وآداب کیا۔

Marfat.com

سہ شنبہ ۹ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کی نماز کے بعد ایک شخص حافظ محمد عبداللہ نام میرے پاس آیا اور مجھ سے کشف معانی قرآن کا عمل پوچھا، میں نے اس کو ٹال دیا اور کہا کہ کتاب ارشاد الطالبین مصنفہ شیخ جلال الدین محمود تھانیسری سے دیکھ لینا۔

عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔ دربار شریف کے آگے سورہا۔ ساری رات بادل گھرا رہا۔ سرگی (سحری) کے وقت کچھ مختصر سی بوندا باندی ہوئی۔ رات کو خواب میں اپنے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی مدظلہ کی زیارت ہوئی اور باباجی کرم الٰہیٰ صاحب اور بشیر احمد کی ملاقات بھی ہوئی، بوقت صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے۔ وقت زیادہ تھا۔ دوبارہ سوگیا۔ بعد ازاں اٹھ کر فجر کی نماز پڑھی، تلاوت قرآن مجید ودلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام ونیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ پھر بابا لقمان سندھی سے جو دربار شریف پر چند روز کا آیا ہوا ہے اپنے حجرہ مسکونہ کی صفائی کرائی۔

ڈاک خانہ میں گیا۔ منشی محمد عبداللہ خاں اسلم قریشی۔ مولوی فقیراللہ صاحب سند یافتہ دیوبند امام خطیب جامع مسجد بخاری سے مثنوی مولانا روم کا سبق پڑھ رہے ہیں۔ وہ سنا۔

منشی صاحب کیمیاگری کے بہت شائق اور اسکی دوائیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ مجھے کہا کہ جب آپ اپنے وطن جائیں تو ایک دوائی ڈھونڈ کر مجھے ضرور بھیجیں۔ اس کا نام کاہی سرخ ہے۔ عربی میں اس کو زاج احمر اور ہندی میں کسیس کہتے ہیں۔ وہ دوائی کھیوڑہ (کان نمک) سے برآمد ہوتی ہے۔ اس کے اصلی ہونے کی یہ علامت ہے کہ اگر تر کپڑا پر رگڑیں تو سرخ لکیر دے اور آگ پر پگل سکے۔ وہ کیمیا کے کام آتی ہے اور نقلی خود ساختہ تو ہر جگہ سے مل جاتی ہے۔ مگر اس میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے۔ وہ کسی کام نہیں آتی۔

ڈاک خانہ سے اٹھ کر دربار شریف آیا۔ چند منٹ خلیفہ اللہ بچایا خاں کے پاس بیٹھا۔ مسجد میں قیلولہ کیا۔ ایک بجے اٹھا۔

آج مخدوم صاحب کے ہاں کسی اپنے بزرگ کا عرس ہے۔ ہمارے لئے گھر سے حلوا، اخنی، روٹیاں آئیں۔ پھر بڑی معصومہ صاحبہ کے ہاں سے بھی اخنی کا تبرک آیا۔

Marfat.com

کھانا کھا کر نماز ظہر باجماعت پڑھی، مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ نماز کے بعد مولوی عبدالغنی طالب علم نے کہا کہ آج شیعوں کے ہاں مجلس ہے۔ مرثیے سنیں۔ چنانچہ ہم دونوں گئے تو مجلس ختم ہو چکی تھی۔ پھر معلوم ہوا کہ اب اوچ موغلہ میں مجلس ہوگی۔ چنانچہ ہم اوچ موغلہ میں پہنچے۔ یہ اوچ گیلانی و بخاری سے ایک میل جنوب کی طرف ہے۔ شیعوں کی مجلس میں دیر ہے۔ اس لئے مقابر بزرگوں کی زیارات کر کے بغیر مجلس سنے واپس چلے آئے۔ ان بزرگوں کے مزارات کی زیارت کی۔ مزار جمال درویش، خانقاہ شیخ رضی الدین گنج علم، کافی شاہ سلیم سدھار مزار شاہ عالم بخاری، مزار سید علی شاہ شہید وغیرہ۔ ان مقابر کا حال یہ ہے۔

مزار جمال درویشؒ

آپ کا اصلی نام شیخ جمال الدین خنداں رو درویش خجندی انصاری سہروردی تھا۔ حضرت ابوہریرہ تک نسب منتہی ہوتا ہے۔ بدیں طور

شیخ جمال بن شیخ رضی الدین حاجی عثمان بن شیخ حاجی رجب غزنوی بن شیخ عبداللہ بن شیخ حسن بن شیخ ابوالقاسم محمد بن شیخ اسحاق بن شیخ یحییٰ بن جام بن ادریس بن اسحاق بن بہلول بن قاضی حمدون بن حارث بن بلال بن عثمان جعفر بن سلیمان بن عباد بن زہرہ بن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ۔ آپ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ تھے۔

آپ کا انتقال ۲۵ محرم ۷۰۰ھ / ۱۰ اکتوبر ۱۳۰۰ء میں ہوا۔ مزار اوچ موغلہ میں شمال مشرق کی طرف ہے۔ ہفتہ اور سوموار کے روز اکثر لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں۔ آپ کے مزار کی وجہ سے اوچ موغلہ کو اوچ جمالی بھی کہتے ہیں۔ آپکے محل شریف کا دروازہ بطرف سر یعنی شمال کی طرف ہے۔

خانقاہ شیخ رضی الدین گنج علمؒ

آپ کی خانقاہ شیخ جمال الدین خجندی عرف جمال درویش کے شرقی جانب اوچ موغلہ میں واقع ہے اور حضرت گنج علم صاحب کی خانقاہ کے متعلق ایک عالیشان مسجد بھی تھی۔ اب دونوں عمارتوں کی صرف کاشی کی دیواریں باقی رہ گئی ہیں۔ عمارت کے اور حصے منہدم ہو گئے ہیں۔

آپ علامۂ روزگار تھے اور شیخ جمال الدین خجندیؒ کے پوتے تھے اور شیخ رکن الدین رکن عالم ملتانیؒ کے خلفائے خاص میں سے تھے اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے استاد بھی تھے۔

Marfat.com

آپ کے ایک فتوے کی تائید میں حضرت مخدوم جہانیاں نے یہ عبارت لکھی تھی۔ جو آپ کی
[بزر]گی اور فضیلت پر دال ہے۔

- "اصاب فیما اجاب الاستاذ الاجل المرشد الکامل الاکمل شیخی الشیخ [ر]ضی الدین گنج علم نفعنا اللّٰہ و ایاکم بعلمه و کماله وافاض اللّٰہ علینا فیوضه [و]نواله" (تاریخ اوچ حفیظ ص ۱۳۰)

آپ کی وفات ماہ جمادی الاول میں ہے۔ سنہ متعین نہیں ہو سکا۔ محل شریف کا دروازہ جنوبی
[ط]رف ہے۔ آگے برآمدہ بھی ہے۔

کافی شاہ سلیم سدھار فقیر

یہ اوچ موغلہ میں ایک تکیہ ہے۔ ملنگوں کا ایک فرقہ سدھاری کے نام سے مشہور ہے اور وہ اس
خانقاہ سے منسوب ہے۔ اس سلسلہ کا زیادہ اثر سیوہان (سیون) سندھ میں ہے۔

اس کی چار دیواری کا دروازہ مشرق کی طرف ہے۔ اس میں دو قبریں بلند چبوترہ پر ہیں۔
سید باقر بن عثمان بخاری، جواہر الاولیاء میں آپ کا نام شیخ سلیم سادار لکھتے ہیں اور آپ کے کچھ
عملیات بھی اس میں درج کئے ہیں۔

مزار حضرت سید علی شاہ شہیدؒ

یہ اوچ موغلہ میں ہے۔ پالکی بنی ہوئی ہے اس میں دو قبریں ہیں۔ مغربی قبر آپ کی
ہے۔ اس کے اوپر یہ کتبہ لکھا ہے۔

"ھو۔ لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ سید علی شاہ شہید ۱۲۶۴ھ ہجری مقدس"

اگر قسمت بدست خویش بودی ہمہ کس پیش یار خویش بودی
الہیٰ بخت من بیدار بادا مرا دولت ہمیشہ یار بادا

بعض زائرین نے پالکی میں یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

غزل

بے وفا بودی کہ من اول ترا نشناختم
حیف آں عمری کہ دنبال تو ضائع ساختم
دلبرا در عشق تو دیوانہ خود را ساختم
زلف تو زنجیر کردم درگلو انداختم
دیدہ بودم روی تو دانستہ بودم خوئے تو
دیدہ و دانستہ خود را در بلا انداختم

راقم الحروف محمد حاجی خاں افغانی قوم سرج ساکن ملتان و ڈیرہ اسماعیل خاں بتاریخ ۶ شوال ۱۲۶۴ھ

مرا شوق رخ خوباں زدل بیرون نخواہد شد
بود تا جاں بتن ما را زجاں بیرون نخواہد شد
غلط گفتم کہ عشق گلرخاںؒ تا زندگی باشد
بود ہمراہ من کاندر قبر بیروں نخواہد شد
نباید ہرگز او واپس کہ بردیوار قہ قہ شد
کسے کامد بشہر عشق او بیروں نخواہد شد
ہر آنکس ازازل درچاہ غبغب خورد یک غوطہ
اگر صد روزگارش شد گہی بیروں نخواہد شد
زروئے مکتب لیلیٰ ہر آنکس یک سبق خواند
چو مجنوں درجنوں ماند ازو بیروں نخواہد شد

الٰہیٰ عاقبت محمود گرداں — بلائے بود را نابود گرداں

دردلم بود کہ ہرگز نشوم از تو جدا — چہ کنم چارہ ندارم کہ خدا کرد جدا

Marfat.com

الغرض وضو کر کے دربار شریف غوثیہ پر سلام کیا۔ نماز عصر باجماعت پڑھی۔ مخدوم صاحب مسجد میں آئے سلام و آداب کیا۔ باہر جاکر ایک کنوئیں پر غسل کیا اور مسجد شریف میں آیا۔

چہار شنبہ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۳ھ / ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۳۴ء

یوم عاشورہ

شام کے وقت حضرت مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ منشی محمد عبداللہ صاحب اسلم قریشی مسجد میں آئے اور کہا کہ آپ کا منی آرڈر ڈاک خانہ میں آیا ہوا ہے۔

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں۔ ایک حافظ صاحب مجلس میں آئے اور قرآن مجید با قرات سنایا۔ ایک خلیفہ میرے واسطے دودھ لایا۔ رات کو دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں کئی دوستوں کی ملاقات ہوئی۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے۔ نماز فجر باجماعت پڑھی۔ باہر جاکر ایک کنواں پر غسل کیا۔ مسجد میں آکر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

ایک نوجوان غلام رسول نامی ٹوبہ میری ملاقات کے واسطے حجرہ میں آیا۔ تاریخ اوچ دیکھتا رہا۔ اس نے بتایا کہ اوچ بخاری میں ایک مولوی صاحب فیض محمد نام رہتے ہیں۔ سب خاندانوں کے حالات کا ذخیرہ ان کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ میں اس کو ساتھ لے کر وہاں گیا۔ حضرت مخدوم جہانیاں صاحب کے دربار شریف میں مولوی صاحب کی ملاقات ہوئی، کتاب کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ کل آنا۔ میں کوئی کتاب تلاش کر رکھوں گا۔ چنانچہ ہم واپس آئے۔ جب تھانہ پولیس کے قریب پہنچے تو وہاں بوہڑ کے درخت کے نیچے وعظ اور نعت خوانی دیکھی۔ ایک نعت خوان نے یہ شعر پڑھا۔

اللہ کے خزانے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمدؐ سے

واپسی کے وقت شاہ عبدالجلیل عرف جیسجل شاہ اور پیر عبدالمنان عرف منیاں والہ پیر کے مزارت کی زیارت کی اور مسجد شریف میں آیا۔ ان بزرگوں کا حال یہ ہے۔

Marfat.com

مزار جیبجل شاہ بخاریؒ

آپ کا اصل نام شاہ عبدالجلیل تھا۔ مشہور جیبجل شاہ ہیں، دیوان صاحب کے مورث تھے۔ یہ خانقاہ اس گلی میں واقع ہے جو محلہ برہمناں سے حضرت سید جلال سرخؒ کی خانقاہ کو جاتی ہے۔

مزار پیر منانؒ

منان مشائخ اور منیاں پیر کے نام سے مشہور ہے اور اوچ بخاری کے جنوبی حصہ میں بازار کے سرے پر محلہ سوڈھیاں میں واقع ہے۔ صرف چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ اصل نام صالح محمد تھا۔ حضرت سید جلالؒ کے خلفائے اعظم میں سے تھے۔ صاحب کرامات تھے۔ ہمیشہ صلح کل رہے، جہاں خانہ جنگی کی شکایت ہوتی، خود درمیان میں آکر مصالحت کرا دیتے اور اسی تناسب سے آپ کا نام پیر منیاں مشہور ہو گیا۔

مسجد شریف میں قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز ادا کی۔

آج عاشورا کا دن ہے۔ اوچ گیلانی کے شیعہ لوگ تعزیہ اٹھائے گلیوں بازاروں میں ماتم کرتے ہوئے پیٹتے ہوئے چکر لگا رہے ہیں۔ سیاہ پوشوں کا ہجوم ہے۔ سینہ کوبی کرتے ہوئے اور ماتم کے وقت یہ لفظ بولتے ہیں، "علی مولا۔ علی مولا"۔ ہمارے پنجاب کے شہروں میں شیعہ لوگ ماتم کرتے ہوئے امام حسین کا نام لیتے ہیں۔ یہاں کے لوگ بجائے ان کے علی مولا کا نام بولتے ہیں۔ تعزیہ بردار ماتم کرتے ہوئے آئے۔ دربار شریف غوثیہ کے سامنے تعزیہ رکھا اور مرثیہ جات پڑھتے رہے۔ پھر اٹھا کر گلیوں سے گذرتے ہوئے ہاتھی دروازہ سے نکل کر شہر اوچ گیلانی سے باہر چلے گئے۔ یہ نظارہ دیکھا گیا۔

اس کے بعد میں ڈاک خانہ کی طرف گیا۔ راستہ میں پیر حضور بخش شاہ قریشی چشتی نظامی سے ملاقات ہوئی، ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ پہلے کچھ عشقیہ باتوں کا تذکرہ ہوتا رہا۔ پھر انہوں نے اپنے خاندان چشتیہ کے چند اورادو عملیات کی اجازت عطا فرمائی اور کہا کہ یہ میری چھ سال کی کمائی اور اندوختہ ہے۔ جو میں آپ کو ایک گھڑی میں دے رہا ہوں، وہ اور ارادو وظائف یہ ہیں۔

وظائف خاندان چشتی

(۱)

ہر فرض پڑھنے کے بعد آیۃ الکرسی خالدون تک ایک بار اور آیت شریف ومن یتق اللہ

Marfat.com

جعل له مخرجاً ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللّٰه فہو حسبه۔ ان اللّٰه بالغ امره قد جعل اللّٰه لکل شئی قدراً۔ ایکبار۔

سورۃ فاتحہ ایک بار، آمین ۳ بار، سورۃ اخلاص ۳ بار، درود شریف اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد و بارک وسلم ۳ بار۔ پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکے۔

پھر آیت شریف قل اللهم ملک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔ انک علی کل شئی قدیر۔ تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل و تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب ۵ بار۔ پڑھ کر ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر دم کر کے منہ پر ملے اور دعا مانگے اس کے بعد سنت اور نفل پڑھے۔

(۲)

بعد ہر نماز کے درود شریف ۱۰ بار، سورہ اخلاص ۱۰ بار، کلمہ طیبہ ۱۰ بار، آیۃ الکرسی تا خالدون ایک بار پڑھ کر اپنے دل پر پھونک مارے اور آنکھیں بند کر کے سجدہ میں جائے اور اپنے شیخ کا تصور کر کے دل سے دعا مانگے، زبان کو ہرگز نہ ہلائے۔ حتیٰ کہ بے خودی حاصل ہو۔

(۳)

نوافل تہجد: سرگی (سحر) کے وقت بیدار ہو کر وضو کر کے پہلے دو رکعت نوافل تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد پڑھے، اس کے بعد نفل تہجد دو رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی خالدون تک ایک بار اور اخلاص ۳ بار، دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون۔ الیٰ آخر السورۃ ایک بار اور اخلاص ۳ بار پڑھے۔

بعد تہجد کے ذکر جہر اس طرح کرے۔

لا اله الا اللّٰه	۱۰۰ مرتبہ
الا اللّٰه	۲۰۰ مرتبہ
اللّٰه	۳۰۰ مرتبہ

Marfat.com

(۴)

نوافل اشراق: یہ بھی تہجد کی طرح پڑھے۔

(۵)

دو پہر دن کے وقت باوضو کلمہ طیبہ ایک ہزار بار پڑھے، اس میں کلام نہ کرے، خواہ چ
پھرتے پڑھے، چھ ماہ تک بلا ناغہ یہ وظیفہ کرے۔

(۶)

نماز عصر کے بعد سورۃ عم یتساءلون پانچ بار روزانہ پڑھے۔

(۷)

نماز عشاء کے بعد کلمہ طیبہ ۳۱۳ بار پڑھے، پھر اسم ذات اللہ ھو بطریق پاس انفاس ۳۱۳
کرے۔ اس کے بعد سونے تک پانی بالکل نہ پیے۔

(۸)

روزانہ اوراد: ہر روز سورۃ یٰس ایک بار، سورۃ الرحمٰن ایک بار، سورۃ ملک ایک
سورۃ مزمل ایک بار، سورۃ دہر ایک بار، اپنا سلسلہ طریقت ایک بار، سورۃ اخلاص ایک بار، سورۃ فل
ایک بار، سورۃ الناس ایک بار پڑھے۔

(۹)

مریدوں کے لئے: ہر نماز کے بعد سورۃ اخلاص ۱۰ بار، کلمہ شریف ۱۰ بار۔ درود شری
۱۰ بار اور نماز عشاء کے بعد درود ۱۰۰ بار پڑھنے کی اجازت دی۔

(۱۰)

زیارت نبوی کے واسطے: نماز عشاء کے بعد ایک سو ایک بار (۱۰۱) پڑھے۔ اللہ
رب البیت الحرام و الشهر الحرام والرکن المقام اقراء روح محمد منی السلام

Marfat.com

(۱۱)

فتوحات کے واسطے: سنت اور فرض فجر کے درمیان پڑھے۔

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو ۹۹ بار۔ اول آخر درود شریف ۳ بار۔

اپنے مرشد طریقت کا اسم شریف اس کے اعداد کے موافق پڑھے۔

(۱۲)

آسیب زدہ کے واسطے: درود تاج سات بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلانا چاہیئے۔

(۱۳)

مریض کے واسطے: درود تاج ایک بار اور سورۃ مزمل ایک بار پڑھ کر دم کرے۔

(۱۴)

خوف یا گریہ طفل کے واسطے: آیت شریف۔ **ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ قل رب ادخلنی مدخل صدقٍ و اخرجنی مخرج صدقٍ واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً۔** ایکبار پڑھ کر دم کرے۔

(۱۵)

محبت کے واسطے: نماز عشاء کے بعد اپنے محبوب کا تصور کر کے یہ آیت شریف ۳۱۳ بار پڑھے۔ **قد شغفھا حباً** ۴۱ روز تک ایک ہی جگہ پڑھے۔

نصیحت: وظیفہ کرنے کے وقت اپنے آپ کا خیال نہ ہو اور یہ سمجھے کہ میں نہ اس سے پہلے تھا، نہ اب ہوں، نہ آئندہ ہوں گا، اور فاعل حقیقی حق تعالیٰ ہے۔ وہی موجود ہے۔

Marfat.com

اجازت نامہ

"ان سب وظیفوں کی اجازت حضرت سید شریف احمد قادری نوشاہی کو از طرف فقیر حضور بخش شاہ قریشی اسدی الہاشمی فریدی نازکی احمدی سے ہے۔ بقلم خود ۱۰ محرم ۱۳۵۳ھ" بلفظہ

فائدہ۔ پیر صاحب کا وطن قریشی والا ڈاکخانہ جلال پور پیروالہ تحصیل لودھراں ضلع ملتان ہے۔

اس کے بعد پیر حضور بخش شاہ صاحب رخصت ہو گئے۔ میں ڈاک خانہ گیا ......

اوچ بخاری کے شیعوں کے چار تعزیے گلیوں کوچوں میں پھرتے پھراتے وہاں آگئے۔ مخلوق کا کافی ہجوم ہو گیا۔ پولیس کا تھانیدار اور ایک سپاہی بھی وہیں ڈاک خانہ میں آگئے۔ وہاں مجلس ہوئی۔ مرثیے پڑھے جاتے رہے۔

میں وہاں سے چل کر مسجد شریف قادریہ میں آیا۔ نماز عصر پڑھی۔ مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ بتوسل غوثیہ محبوبیہ وبائے مویشیان ساہنپال و سارنگ اور محمد باقر ولد غلام محمد وڑائچ سارنگوالہ کے لئے دعائے صحت مانگی۔

آج سارا دن فاقہ میں ہی بسر ہوا۔ عصر کے بعد خلیفہ محمد یار نامی سفیدہ پلاؤ شیریں اور کھانڈ (چینی) کا شربت جس پر شہدائے کربلا کا ختم پڑھا ہوا تھا، میرے واسطے لایا۔ میں نے وہ کھایا۔ پھر باہر سیر کو گیا۔ ایک کنواں سے وضو کیا اور مسجد شریف میں آیا۔

Marfat.com

پنجشنبہ ۱۱ محرام الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۶ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کی نماز باجماعت پڑھی، جناب مدار المہام صاحب کا بھتیجا سید غلام محی الدین شاہ میرے لئے کھیر کا ایک کٹورہ لایا۔ جو دودھ چاول، کھنڈ، گری، بادام کا مرکب ہے۔ وہ کھایا۔

اس کے بعد فیض بخش طالبعلم بزبان ملتانی ریاستی نعتیں پڑھتا رہا۔ عشاء کی نماز پڑھی، دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں چچا غلام احمد صاحب اور احمد دین تارڑ سارنگوالہ کی ملاقات ہوئی۔

صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے۔ فجر کی نماز باجماعت پڑھی۔ تلاوت قرآن مجید و دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ باہر سیر کو گیا۔ چل پھر کر مسجد میں آیا۔ مولوی عبدالغنی طالب علم نے ایک گلابہ (گجرا) مجھے دیا۔

آج میں نے دو خط لکھے۔

۱۔ لاہور میں صاحبزادہ افضل ولی نوشاہی کو، کہ میں اوچ شریف میں ہوں۔ سب صاحبان میرے لئے دعا فرمائیں۔

۲۔ اوگی ضلع جالندھر میں منشی ولی محمد کے نام کہ آپ کا خط مل گیا ہے۔

آج مولوی غلام احمد اختر صاحب کے مکان پر گیا۔ وہ پہلے سے کچھ رو بصحت ہیں۔ چار پائی پر لیٹے ہوئے کتاب سرو چمن سوانح عمری حضرت امام حسنؑ مصنفہ سید اولاد حیدر بلگرامی شیعی مطالعہ کر رہے تھے۔ اثنائے کلام میں شیعوں کا تذکرہ شروع ہو گیا تو مولوی صاحب نے کہا کہ شیعوں کی کتاب اصول کافی میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص امام کی امامت کا منکر ہو، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ تو حاضرین نے پوچھا کہ اگر وہ منکر امامت علوی و فاطمی ہو تو اس کا کیا حال ہے؟ امام صاحب نے فرمایا وان کان علویا فاطمیا یعنی خواہ وہ منکر علوی فاطمی ہی ہو تو بھی لعنت کا سزاوار ہے۔

مولوی صاحب نے کہا کہ اس اصول کے مطابق اکثر اکابر اہل بیت مورد لعن و طعن ٹھہرتے ہیں۔ مثلاً

زید بن علی زین العابدینؒ اپنے بھائی امام محمد باقر کی امامت کا منکر تھا اور اس نے خود دعویٰ امامت کیا اور خلیفہ وقت کے ساتھ جہاد بھی کیا۔ اس سے گروہ زیدیہ پیدا ہوا۔

اسمٰعیل بن جعفر صادقؒ۔ منکر امامت تھا۔ گروہ اسمعیلیہ کا بانی ہوا۔ اسی اسماعیل کی اولاد سے

Marfat.com

سید کبیرالدین حسن دریا ہوئے ہیں۔ جن کا روضہ اوچ گیلانی کے مشرق میں ہے۔

جعفر بن علی نقیؒ۔ اپنے بھائی امام حسن عسکری کی امامت کا منکر تھا۔ کتاب صافی شرح اصول کافی مصنفہ ملا خلیل قزوینی شیعی، جزو ثالث ص ۲۰۴ باب ۷۷ یا ۷۸ کے اخیر میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے اپنے شکم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس بطن سے ایک سرچشمہ فساد پیدا ہوگا۔ جس کی وجہ سے امام وقت غائب ہو جائے گا۔ ملا خلیل کہتے ہیں کہ امام صادق کی یہ پیش گوئی جعفر بن علی نقی کے حق میں پوری ہوئی۔ اس کو جعفر کذاب کہا گیا۔

مولوی غلام احمد اختر کہتے ہیں کہ سادات بخاری کے مورث اعلیٰ حضرت سید شیر شاہ جلال سرخ بخاری اسی جعفر کذاب کی اولاد سے تھے۔

مولوی صاحب کے پاس سے اٹھ کر میں مسجد شریف میں آیا۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ ڈاک خانہ میں گیا۔ منشی صاحب کے پاس مولوی حکیم محمد سوہارا صاحب بیٹھے تھے۔ وہاں مثنوی مولانا روم اور رسائل ماہنامہ سہیلی ملاحظہ سے گزرے۔ منشی صاحب ہم دونوں کو ساتھ لے کر اوچ بخاری سے مغرب کی طرف سیر کو چلے گئے۔ اثنائے سیر و تفریح میں چند بوٹے آک کے دیکھنے میں آئے۔ جن کے پتوں پر سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے کیڑے نظر آئے اور اس کی رطوبت سے نیچے کی زمین بھی تر ہے۔ منشی صاحب چونکہ مہوسی کا شکار ہیں کہنے لگے کہ یہ اکسیر کی بوٹی ہے۔ اس سے سونا بنتا ہے۔

واپس ہوتے ہوئے راستہ میں ایک کنوئیں پر غسل کیا اور نماز عصر پڑھی اور سید جند وڈہ شاہ مدرس کے مکان پر گئے۔ ان کی ملاقات کے بعد مسجد قادریہ میں آئے۔

جمعہ ۱۲ محرام الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۷ اپریل ۱۹۳۴ء

شام کے وقت مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ شام کی اذان بھی انہوں نے کہی۔ نماز کے بعد مولوی واحد بخش صاحب المعروف محب صادق میرے پاس آکر بیٹھے۔ حضرت مخدوم سید مراد شاہ المعروف شیخ شمس الدین محمد سادس کے مرید ہیں۔ مجھ سے چلہ کے واقعات پوچھتے رہے۔

عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔ دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے۔ چونکہ وقت زیادہ تھا، اس لئے پھر سو رہا۔ خواب میں حضرت مولوی شیر محمد صاحب

Marfat.com

نقشبندی مجددی شرقپوریؒ کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے مہربانی سے مجھے اپنی تسبیح عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس پر پڑھا کرو اور میری سرخ رنگ تسبیح انہوں نے خود لے لی۔

نیز خواب میں پھوپھی صاحبہ محمد بی بی صاحب اور ہمشیرہ نذیر بیگم اور والدہ ماجدہ اور صدیقۃ الکبریٰ (دختر خود) اور اس کی والدہ کی ملاقات بھی ہوئی اور سائیں ملا ملے شاہ درویش ہیگری بھی خواب میں دیکھا گیا۔

فجر کی نماز باہر ایک کنوئیں پر جا کر پڑھی۔ مسجد میں بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ مزارات حضرت مخدوم سید مبارک حقانیؒ اور حضرت مخدوم سید محمد غوث جیلانیؒ سے پھولوں کا تبرک حاصل ہوا۔

آج پھر مسجد حضرت مخدوم جہانیاں میں مولوی فیض محمد صاحب خلیفہ دربار کے پاس گیا کہ بزرگوں کے حالات دکھائیں۔ شاید بزرگان گیلانیان حلب کے حالات مل جائیں۔ مولوی صاحب دو کتابیں میرے پاس لے آئے۔

۱۔ خزینۃ الاصفیا فارسی مطبوعہ مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔ یہ کتاب میرے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔

۲۔ مناقب الاصفیا فارسی قلمی، یہ کتاب مولانا شیخ عبداللہ نو مسلم مارواڑی اوچی کی تصنیف ہے۔ اس میں اوچ کے بزرگوں کے حالات ہیں۔ زیادہ تر خاندان بخاری کے حالات ہیں اور حضرت گیلانیہ میں سے حضرت بندگی سید محمد غوث کے حالات اخبار الاخیار مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے نقل کئے ہیں۔ نیز مخدوم عبدالقادر ثانی اور مخدوم عبدالرزاق اور مخدوم شیخ حامد گنج بخش کلاں کے حالات بھی ہیں۔ مصنف کتاب شیخ حامدؒ کا معاصر ہے۔

مولوی فیض محمد صاحب نے مجھ سے لے کر حضرت نوشہ صاحبؒ تک میرے آباو اجداد کے تمام اسماء گرامی معہ تواریخ وفات نقل کر لئے۔

۱۔ سید شریف احمد شرافت	تاریخ ولادت ۱۳۲۵ھ	ابن
۲۔ سید غلام مصطفےٰ نوشاہی	تاریخ ولادت ۱۳۰۷ھ	ابن
۳۔ سید حافظ محمد شاہ صاحب نیک اختر	تاریخ وفات ۱۳۳۷ھ	ابن

Marfat.com

۴۔ سید محمد امین صاحب مختار السالکین تاریخ وفات ۱۳۱۰ھ ابن

۵۔ سید حافظ قل احمد صاحب نوشاہ ثانی تاریخ وفات ۱۲۸۶ھ ابن

۶۔ سید حافظ الٰہی بخش صاحب مظہر حق تاریخ وفات ۱۲۵۳ھ ابن

۷۔ سید حافظ نوراللہ صاحب فرشتہ صفات تاریخ وفات ۱۲۲۹ھ ابن

۸۔ سید حافظ محمد حیات صاحب ربانی تاریخ وفات ۱۱۷۳ھ ابن

۹۔ سیدحافظ جمال اللہ صاحب فقیہ اعظم تاریخ وفات ۱۱۳۲ھ ابن

۱۰۔ سید حافظ محمد برخوردار بحرالعشق تاریخ وفات ۱۰۹۳ھ ابن

۱۱۔ شیخ الاسلام حضرت سید حافظ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری۔ تاریخ وفات ۱۰۶۴ھ

مولوی صاحب نے کہا کہ میں ان تمام بزرگوں کی تاریخیں اشعار میں لکھوں گا اور آپ کو بھی بھیجوں گا (۱)، میرا پتہ لکھ لیا جو یہ ہے۔

سید شریف احمد شرافت نوشاہی خلف الرشید سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی سجادہ نشین در[بار] نوشاہیہ۔ مقام ساہنپال شریف، ڈاکخانہ پاٹریانوالی۔ تحصیل پھالیہ۔ ضلع گجرات۔ پنجاب

اور اپنا پتہ انہوں نے مجھ کو لکھ کر دیا جو یہ ہے۔

مولوی فیض محمد صاحب خلیفہ دربار حضرت مخدوم جہانیاں صاحب۔ مقام اوچ شریف۔ ڈاک[خانہ] خاص۔ تحصیل احمد پور شرقیہ۔ ریاست بہاول پور

وہاں سے میں ڈاکخانہ میں گیا۔ منشی صاحب کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھا۔ ایک اور مولوی صاح[ب] بھی وہاں موجود تھے۔ ان کے ساتھ مہوسی کی دھن میں لگے رہے۔ وہاں سے اٹھ کر ۱۱ بجے دن م[یں] شریف میں آیا۔ کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔

جمعہ کی اذان ہوئی۔ مخدوم صاحب شان و شوکت سے مسجد میں تشریف لائے۔ شرف زیار[ت] حاصل ہوا، مولوی رحیم بخش طالب علم نے مختصر خطبہ کرکے جمعہ پڑھایا۔ خلفائے راشدین یار کبار کے کچھ فضائل بیان کیے۔

---

(۱) مولوی صاحب نے اپنا وعدہ ایفاء نہ کیا۔ تاریخیں بنا کر ارسال نہیں کیں۔

Marfat.com

مولوی غلام رسول (۱) صاحب سنی حنفی جو بریلوی جماعت کے علماء میں سے ہیں۔ اور مخدوم صاحب گیلانی کے اتالیق ہیں، نماز جمعہ کے بعد انہوں نے مسجد قادریہ میں پر تاثیر وعظ فرمایا۔ جو عصر کے وقت تک مسلسل ہوتا رہا۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے، مولوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر ناظر ہونا، حیات النبی ہونا، یا رسول اللہ کا جواز، ختم قل ھو کا جواز، سلسلہ بیعت کا جواز بیان کیا مسلک تصوف کو اچھی طرح نباہا۔

میں نے وعظ شریف میں سے کچھ اقتباسات نقل کر لئے۔ جو یہ ہیں۔

اقتباسات وعظ شریف

مولوی غلام رسول صاحب نے فرمایا

قرآن مجید کے متعلق

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون**۔ یعنی ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کے محافظ ہیں۔ اس میں کسی کو کمی بیشی کرنے کی طاقت نہیں۔ نہ ہی تحریف کی کوئی جرات کر سکتا ہے۔

حق تعالیٰ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ۔ **تبیاناً لکل شئی** یعنی تمام اشیاء کو کھول کر بیان کرنے والا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بات ایسی نہیں کہ جو قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں اس قدر علوم کے خزائن ہیں جن کا کچھ شمار نہیں۔ اگر میں صرف بسم اللہ شریف کی ب کے نقطہ کی تفسیر لکھوں تو اسی اونٹ لادے جائیں۔

قرآن مجید کا یہ معجزہ ہے کہ مومنوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنالیتا ہے۔ چنانچہ لدھیر شریف میں ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ جو مادر زاد حافظہ قرآن ہے۔ اب اس کی عمر پانچ سال ہوئی ہے، نواب صادق محمد خاں والی ریاست بہاول پور اپنے کانوں سے اس کا قرآن سن آئے ہیں۔

---

(۱) آپ عوام میں مولا مکڑی مشہور تھے۔ محلہ نوابان شہر بہاول پور میں رہتے تھے۔ ۱۹۳۲ء میں فوت ہوئے ان کے کچھ حالات شریف التواریخ مصنفہ شرافت نوشاہی جلد سوم حصہ دوازدہم صفحہ ۳ پر ہیں۔ ع

Marfat.com

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فضائل

خداوند تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں فرمایا ہے۔ **یریدون لیطفئو انور اللہ بافواھم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔** یعنی کفار چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے پھونکوں سے بجھادیں اور اللہ کریم اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا۔ خواہ مشرک لوگ اس کو پسند نہ کریں۔

نور کو پھونکوں سے بجھانا یہ ہے کہ حضورؐ کی تعریف میں کمی کی جائے۔ جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے کہ حضرتؐ کی تعریف بشر کی سی کیجیئے بلکہ اس میں بھی کمی کیجیئے۔ منہ زور گھوڑے کی طرح نہ دوڑیے۔

وہابیہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حد بندی پٹواریوں کی طرح کرتے ہیں کہ اس سے آگے حضورؐ کی صفت نہ کرنی چاہیئے۔

ارشاد الٰہی ہے۔ **وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یو حی۔** یعنی میرا محبوب اپنی خواہش سے نہیں بولتا، جو کچھ کلام کرتا ہے۔ وہ وحی ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ فرمان خدا ہوتا ہے۔ اور دہان مصطفےٰ۔

خدا تعالیٰ کو حضورؐ سے اتنا پیار ہے کہ اگر نہ بولیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے، قل (بولو) یعنی خود اپنا کلام حضورؐ کے منہ میں ڈالتا ہے۔ اور آپؐ کی زبان سے اپنا کلام سنتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے۔ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔** یعنی اے حبیب لوگوں سے کہدو کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اللہ کریم تم کو دوست رکھے گا۔

اتباع نبوی سے محبوبیت الٰہی سے حصہ ملتا ہے۔ اسی واسطے صحابہ کرامؓ نے بلند مرتبے پائے، وہ حضورؐ کے اتباع کا اس قدر لحاظ رکھتے تھے کہ حضورؐ کے حرکات وسکنات کا اتباع بھی شوق سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ حضورؐ کی دستار مبارک ایک درخت سے اڑ گئی اور آپ ذرا جھک کر وہاں سے گذرے۔ آپؐ کے اتباع میں سب صحابہ نے عمداً اپنی اپنی پگڑیاں اس درخت سے اڑائیں اور جھک کر وہاں گذرے۔

Marfat.com

روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے اتباع میں صحابہ کرامؓ نے بھی روزہ وصال رکھنا چاہا۔ مگر آپؐ نے منع فرمادیا۔ ارشاد فرمایا۔ **ایکم مثلی انا ابیت عند ربی ھو یطعمنی ویسقینی**۔ یعنی تم میں سے میری مثل کون ہے۔ میں تو رات کو اپنے پروردگار کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

آپ کے اتباع کی اس قدر فضیلت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسیؓ کے متعلق اختلاف ہوا، مہاجرین کہتے تھے کہ یہ ہم میں سے ہیں اور انصار کہتے تھے کہ یہ ہم میں سے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **سلمان منا اھل البیت**، یعنی سلمان تو میرے اہل بیت میں سے ہے۔

ارشاد الٰہی ہے۔ **یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلاً نصفہ اوانقص منہ قلیلاً او زدعلیہ ورتل القران ترتیلاً** ۔یعنی اے کملی اوڑھنے والے۔ رات کو بیدار ہوا کرو، مگر تھوڑا سا۔ نصف رات سے کچھ کم کر دیا کرو۔ یا اس پر کچھ بڑھا دیا کرو۔ اور قرآن مجید کو بڑی عمدہ ترتیب اور لب ولہجہ سے پڑھا کرو۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریاضات و مجاہدات بکثرت کیا کرتے تھے تو ذات حق نے گویا یہ فرمایا۔ اے محبوب کبھی تو ناز بھی کرتے۔ ساری عمر آپ نے نیاز میں گذار دی۔ بلکہ نیاز کی حد ختم کردی۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ **کنت نبیاً وادم بین الماء والطین**۔ یعنی میں اس وقت نبی تھا جب کہ ابھی آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

انسان کی تخلیق بصورت لفظ محمد ہوئی ہے۔ سر میم اور دونوں بازو ح اور کمر م اور دونوں گھٹنے اور پاؤں د۔

ع **والمیم راس والیداہ بحانہ**

اسی واسطے کسی انسان کو دوزخ کا عذاب محمدی صورت سے نہ ہوگا۔ صورت پہلے مسخ کردی جائے گی۔ پھر عذاب ہوگا۔

Marfat.com

حاضر ناظر ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔ وما ارسلناک الا رحمة للعلمین۔ یعنی نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت بنا کر۔

دوسری جگہ فرمایا ہے۔ رحمتی وسعت کل شئی۔ یعنی میری رحمت ہر ایک چیز پر وسیع ہے۔

چونکہ آپؐ کا وجود شریف رحمت الٰہی ہے اور تمام کائنات ظاہری و باطنی، دنیوی و اخروی کا قیام رحمت الٰہی سے ہے تو ثابت ہوا کہ آپ کا تعلق ہر ایک چیز سے ہے۔ خواہ کس عالم کے متعلق ہو۔ گویا ہر ایک چیز کے پاس آپ کا حاضر ناظر ہونا کلام الٰہی سے ثابت ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر مومن مرد و عورت آپس میں دنیا میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور عورت اپنے شوہر کو ناسزا بولتی ہے تو اس وقت بہشتی حوریں ان کا جھگڑا سن کر کہتی ہیں کہ اے فلاں عورت تیرے پاس تو یہ مومن مرد چند روزہ مہمان ہے۔ اس کو کیوں تنگ کرتی ہے۔ جب یہ ہمارے پاس آئے گا تو ہم اس کو بہت خوش کریں گی۔ یہ ظاہر ہے کہ بہشت آٹھویں آسمان سے اوپر ہے اور زمین سے آسمان تک تیز پرواز پرندے کا پانچ سو سال کا راستہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کا راستہ ہے۔ یہ تعجب ہے کہ بہشتی حوریں تو آٹھ ہزار برس کے راستہ سے مومن عورت کا گلہ و شکوہ اور اس کا کردار و گفتار دیکھ اور سن لیں۔ جو مومن مردوں کی ادنیٰ خادمات ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اس قدر درجات رفیعہ اور کمالات بدیعہ کے مدینہ طیبہ میں پندرہ دن کے راستہ سے اپنے امتیوں کے حالات کو نہ دیکھ سکیں اور یا رسول اللہؐ کی ندا کو نہ سن سکیں اور حضرت غوث اعظمؒ ایک ہفتہ کے راستہ سے یا شیخ عبدالقادر کی ندا نہ سن سکیں۔

جو لوگ حضور علیہ السلام سے عشق و محبت رکھتے ہیں ان کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ کوئی خدشہ لاحق نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ اگر صحابہ کرام حضرت صاحبؐ کے سچے عاشق تھے تو آپ کی وفات کی تاریخ کیوں صحیح ضبط نہ رکھ سکے۔ تو ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہی تو ان کے کمال عشق و محبت کا ثبوت ہے کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو سخت صدمہ کے باعث اس روز مدینہ طیبہ قیامت صغریٰ کا منظر بن چکا تھا۔ فرط غم و الم کے باعث صحابہ کرام کے

Marfat.com

ہوش و حواس قائم نہ رہ گئے تھے۔ کئی لوگ حواس باختہ ہو کر مدینہ شریف سے چلے گئے تھے تو تاریخ
[ح]الات کی صحیح تاریخ کا ضبط نہ رہ سکنا لازمی تھا۔

جن لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے مخالفت کی خواہ وہ نسب میں قریبی تھے۔ مثلاً سگا [چچ]ا ابولہب بسبب مخالفت کے راندۂ درگاہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی ہاشم سے خارج [ک]ردیا۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینی منع ہے۔ سوائے اولاد ابولہب کے۔

ایک مرتبہ تونسہ شریف میں ایک حافظ قرآن ہر جماعت کراتے وقت سورۂ لہب پڑھا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ سلیمان چشتیؒ نے اس کو مبلغ پانچ روپے دیئے اور فرمایا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ تو [ہ]روزانہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کا گلہ ہی سناتے ہو۔

یہ محبت نبوی کا ایک انوکھا عنوان تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق

بعض لوگ حضرت آدم علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے خود ان کی بریت فرمائی ہے۔ ارشاد ہے **فنسی ولم نجد له عزماً**۔ یعنی وہ بھول گیا تھا اور اس کا ہم نے ارادہ نہیں پایا۔

چار یار کبار کے متعلق

اہل سنت جماعت لوگ چہار یار کبار کو ماننے والے ہیں اور کہا ہم لوگ چار یاری ہیں۔ مرتے ہوئے بھی چارپائی پر ہمارا جنازہ چار یاروں کے کاندھوں پر جاتا ہے۔

امام حسینؓ کے متعلق

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون**۔ یعنی جو لوگ میرے راستہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر تم نہیں سمجھ سکتے۔

حضرت امام حسین کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے کہ دشمنوں نے ان کا پانی بند کر دیا تھا۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ امام صاحب نے خدا کی رضا کے مطابق پانی استعمال نہیں کیا۔ ورنہ ان کے حکم سے زمین

Marfat.com

سے پانی فوارہ کی طرح ابل کر نکل آیا تھا۔ مگر امام صاحب نے نہ پیا اور یہ شہادت کا معاملہ ان کی قسمت میں پہلے روز سے مقدر ہو چکا تھا۔ چنانچہ منقول ہے کہ امام صاحب کی ولادت سے پہلے ایک گرجا تعمیر ہوا۔ اس کی بنیاد سے ایک پتھر نکلا۔ جس پر قلم قدرت سے یہ شعر لکھا تھا۔

اترجوا امۃ قتلت حسیناً شفاعۃ جدہ یوم الحساب

ملا باقر مجلسی اصفہانی نے حق الیقین میں ایک روایت نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسین عراق کے جنگل میں لوہے کے ہتھیاروں سے مارا جائے گا۔ لیکن میرے فرزند کو کوئی درد و تکلیف نہ ہوگی۔

شیعوں کی تردید

شریعت اسلامی میں ہر میت کا سوگ تین دن تک ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ کرنے کا حکم نہیں۔ سوائے عورت کے کہ وہ اپنے شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔

یہ تو اموات کا حکم ہے اور شہدا بحکم بل احیاء زندہ ہیں، ان کا ماتم کرنا خلاف شریعت ہے۔ اگر شہیدوں کی یادگار میں تعزیہ بنانا جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اپنے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ شہید کا تعزیہ بناتے اور ان کی یاد کو تازہ رکھتے۔

یہ بڑے تعجب کی بات ہے تمام روئے زمین پر کعبہ شریف ایک ہے۔ مکہ شریف ایک، مدینہ شریف ایک، نجف اشرف ایک، بغداد شریف ایک، لیکن شیعوں نے کربلائے معلیٰ ہر جگہ الگ الگ بنائی ہوئی ہے۔

مخدوم شمس الدین ثامن سجادہ نشین نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے شیعوں کا کیا نقصان کیا ہے کہ ان کو پیٹتے ہیں۔ مولوی صاحب اس جملہ سے بڑے خوش ہوئے اور مخدوم صاحب کے اس کلمہ کو سراہا اور کہا کلام الامام امام الکلام۔

ایک مولوی صاحب تونسہ شریف میں ہر جمعہ کو حضرت امام حسین کی شہادت کا واقعہ بیان کیا کرتے کبھی ناغہ نہ کرتے۔ ایک دن حضرت خواجہ سلیمان چشتیؒ نے فرمایا۔ مولوی صاحب، یزیدی طبقہ نے تو صرف ایک مرتبہ امام حسین کو شہید کیا تھا اور آپ ہر جمعہ کو شہید کرتے ہو۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

سلاسل فقرا

سلسلہ کے معنی ہیں زنجیر یعنی جو کڑیاں ایک دوسری سے پیوستہ ہوں۔ ان کو سلسلہ کہا جاتا ہے۔ سلسلہ بیعت فقرا بھی اسی طرح ہے کہ بذریعہ بیعت سب لوگ بوساطت حضرت علی المرتضیٰ جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسلک ہو جاتے ہیں۔ اور یداللہ فوق ایدیھم کی بشارت سے مفتخر ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے تمام سلاسل فقرا حضرت علی المرتضیٰؓ کی ذات گرامی سے شروع ہوتے ہیں۔

اگر کسی محل پر چڑھنا ہو تو بغیر سیڑھیوں کے وسیلہ کے چڑھا نہیں جاسکتا۔ اسی طرح یہ سلسلہ بیعت ہے کہ ان کے توسط سے انسان کو حق تعالیٰ کا وصل حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ ایک شہر میں داخل ہونے کے واسطے کئی طرف سے راستے آتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے سب سلسلے ہر طرف شہر سے شفاعت نگر میں داخل ہوتے ہیں۔

پیر کے ذریعہ سے خدا اور اس کے رسول کی محبت عطا ہوتی ہے اور جب محبت آجاوے تو تیرا میرا نہیں رہتا۔

چوں تو ذات پیر را کر دی قبول ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

اولیاء اللہ کی امداد

حدیث قدسی میں ہے **مازال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ و کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا او کما قال**۔ یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ کثرت نوافل سے اس قدر میرے قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا ہے۔

جس بندہ کے اعضاء حق تعالیٰ ہو جائے۔ تو اس کے لئے قرب و بعد کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ جہاں چاہے آنکھ جھپکنے میں پہنچ سکتا ہے۔ وہ جہاں سے چاہے دیکھ سکتا ہے۔ اور جہاں سے چاہے سن سکتا ہے۔ اور جہاں چاہے اپنے متوسلین کو مدد دے سکتا ہے۔

حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ اگر میرا مرید مشرق میں شیر کے پنجہ میں

Marfat.com

گرفتار ہو جاوے اور میں مغرب میں ہوں اور وہ مجھے پکارے تو میں اس کو پہنچوں گا اگر اس کو نہ پہنچوں تو اس کو حق ہے کہ باری تعالیٰ کی درگاہ میں میری شکایت کرے۔

بجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت غوث اعظمؒ نے فرمایا ہے من نادانی فی کربة کشفت عنه۔ یعنی جو شخص اپنی مصیبت میں مجھے پکارے تو وہ مصیبت اس سے رفع ہو جائے گی۔

اور اگر اس لفظ کو کشفت عته پڑھا جاوے تو اس کا یہ مطلب ہو جاتا ہے لہ میں خود اس کی مصیبت کو رفع کروں گا۔

ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم نے تین ماہ کے راستہ سے ایک ضعیفہ کو لحاف اوڑھا دیا تھا۔

دست پیراز غایباں کوتاہ نیست　　　　دست اوجز قبضہ اللہ نیست

ایک مرتبہ حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی چشتی کے خدمت میں میلسی کا ایک شخص آیا اور آپ سے کوئی لفظ پوچھا۔ آپ نے بتا دیا اور وہ چلا گیا۔ پھر ساری عمر کبھی خدمت میں نہ آیا۔ بعد ازاں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قاضی خدا یار خانپوری قاضیانوالہ مرید حافظ خدا بخش خیرپوری خلیفہ حافظ محمد جمال اللہ صاحب مجلس میں موجود تھے کہ حافظ صاحب باتیں کر رہے تھے۔ اثنائے کلام میں مراقبہ کیا۔ ذرا دیر کے بعد جب سر اٹھایا، تو حاضرین مجلس نے مراقبہ کی وجہ دریافت کی تو حافظ صاحب ملتانی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میلسی کا ایک شخص ہماری مجلس میں ایک لحظہ آیا تھا۔ آج وہ مرگیا ہے اس کو قبر میں منکر نکیر تنگ کر رہے تھے۔ ہم اس کو سوال و جواب طے کرانے کے لئے گئے تھے۔ جب ہم وہاں قریب پہنچے تو آگے سے حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اور مولانا فخرالدین فخر جہان چشتی دہلوی سوار ہو کر آرہے تھے۔ مجھ کو فرمایا، جمال اللہ۔ ہم تمہارے دوست کا کام ٹھیک کر آئے ہیں۔ کوئی فکر نہ کرو۔

مجلس وعظ فضیلت

جب کوئی مجلس وعظ یا ذکر الٰہی کی محفل ہوتی ہے تو حق تعالیٰ کے سیاحین فرشتے اس مجلس کو دیکھ کر دربار الٰہی میں بیان کرتے ہیں کہ یا اللہ پاک اس مجلس شریف میں فلاں بن فلاں اشخاص تو بڑے شوق سے وعظ سننے کو آئے تھے۔ یا ذکر الٰہی کر رہے تھے لیکن فلاں فلاں اشخاص اتفاقیہ وہاں آگئے اور مجلس میں شامل ہوگئے۔ ارادہ یا شوق سے نہیں آئے تھے۔ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو کہ میں نے سب اہل مجلس کو بخش دیا۔ کیونکہ ان کی یہ شان ہے۔ ھم الذین لا یشقی جلیسھم۔

Marfat.com

یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی بد بخت نہیں رہ سکتا۔

بزرگوں کی شان

حضرت غوث اعظمؒ نے فرمایا ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے مزار پر گیا۔ تو میں نے ان کو اپنے تمام مقامات و کمالات میں شریک پایا۔ پھر خیال آیا ایک درجہ میرا ایسا ہے جس میں وہ شریک نہیں ہوسکتے۔ وہ یہ کہ میں سید ہوں اور بایزید سید نہ تھے۔ اسی وقت قبر سے آواز آئی۔ کہ آپ تو نسب سے سید ہیں اور میں کسب سے سید ہوں۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را　　　اوست سید جملہ مخلوقات را

وما اہل بہ لغیر اللہ

جو چیز اولیاء اللہ کے نام منسوب یا نامزد ہو جاوے اس کو بعض لوگ حرام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ انتساب محض تعارف کے واسطے ہوتا ہے۔ مثلاً جو چیز بھی دنیا میں ہے وہ کسی نہ کسی کے نام سے منسوب ہے۔ زید کی بکری، بکر کا بیٹا، عمر کا گھر، وغیرہ۔ حالانکہ سب چیزیں اللہ کی ہیں۔ اسی طرح اگر کہا جائے، غوث اعظمؒ کی گیارہویں۔ امام صاحب کی نیاز۔ پیر صاحب کا بکرا وغیرہ۔ تو یہ سب حلال اور جائز ہیں۔ کیونکہ یہ ان اشیاء کا تعارف ہے۔ یہ اشیاء وما اھل بہ لغیر اللہ میں شامل نہیں۔ یہ نسبت تعارفی جائز و مستحسن ہے۔

وعظ شریف کے دوران میں جو نعتیں پڑھی گئیں۔

(۱)

بزبان اردو

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
خالق نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی
بھیجوں کا نذر اس بت عالی مقام کی
ڈالی اگا رہا ہوں درود و سلام کی

Marfat.com

بھیجا کبھی خدا نے نہ پیغام بے سلام
کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی

لیوے جونام تیرا وہ جنت خدا سے لے
خیرات بٹ رہی ہے محمد کے نام کی

تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے
جنت تو ہے جگہ تیرے ادنیٰ غلام کی

دیدار حق توخاص تھا حضرت کے واسطے
دی اے کلیم تجھ کو اجازت کلام کی

لکھا ہوا ہے دفتر بخشش میں اس کا نام
ہے مُہر جس کے پاس محمد کے نام کی

افعال پر تو نظر فرشتوں نے کی مگر
قسمت نہ دیکھی امت خیر الانام کی

دوزخ میں ہم کو لے ہی چلے تھے ہمارے جرم
لیکن حضور تم نے بڑی روک تھام کی

خلقت توتیرے نام پہ دیتی ہے جان ومال
تو دے بہشت ہم کو محمد کے نام کی

تازیست یاد ساقی کوثر نہ جانے پائے
اے کیفؔ دھُن لگی رہے کوثر کے جام کی

(۲)

بزبان ریاستی

تھیواں صدقے تیرے شان توں سلطان محمد
تیرے در دا وہی خادم و دربان محمد

Marfat.com

توریت ملی موسیٰ کوں انجیل بعیسیٰ

آیا صفت تیری میں فرقان محمد

سڈوایا خدا عرش تے تیں مدنی کوں اج

مولا دا تھیوں ونج کے توں مہمان محمد

کہتا ہے نبی سائیں کوں خدا عرش کا مالک

جنت دا کرے سیر بھی دل جان محمد

یوسف تے ہے عاشق فقط بی بی زلیخا

مدنی توں جہان سارا ہے قربان محمد

کیا نعت کرے سرور دی مسکین گدا گر

واصف بھی خدا جیندا ہے رضوان محمد

(۳)

بزبان پنجابی

یا محمد مصطفیٰ میں تیرے در دی باندیاں

اکھاں میریاں آپ دا دیدار ہردم چاہندیاں

اپنے تے کی بیگانے سوسو طعنے مار دے

یا نبی ہن جگ دیاں گلاں نہ جریاں جاندیاں

گھڑیاں گن گن دن گذاراں تارے گندیاں رات

آوے دل نوں چین ناہیں سیاں پیاں سمجھاندیاں

(۴)

بزبان اردو

سجدہ در حبیب پہ داخل کفر ہے اگر

مذہب عشق ہے یہی کفر پہ کیوں نہ ناز ہو

Marfat.com

سوز و گداز عشق کو نوشہ ذرا بڑھا بھی دے
جس سے خلش دل کو ہو دل کو ذرا مزا بھی دے
تیری گلی سے نیم جاں جائے کہاں تیرا گدا
کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

(۵)

بزبان ریاستی

اے دل صبر، آہیں نہ بھر — پہلے پہر، الویں ہو ندن
موڑیں نہ سر، سرتے سہیں — تروڑن توڑے، قدمیں ڈھہیں
ڈھاندی پوندی، راہ بہہ رہیں — رحمت دے در، الویں ہوندن
بے چگ پیوں، ماری گیوں — کچھ ناں بچوں، ساری گیوں
ڈر جگ توں، آواری گیوں — تلکن دے ڈر، الویں ہوندن
اے دل صبر، آہیں نہ بھر — پہلے پہر الویں ہوندن

(۶)

دوہڑہ بزبان ریاستی

سسی کوں سمجھاون سیاں بھیڑی کیوں نہیں ہوش کریندی
آکھن نکھڑن یار جنہاندے خبر اونہاں کوں ہوندی
آپ ڈٹھا ونج کیچ شہر اوتھے تاہنگ نہ جان چھوڑیندی
ڈیکھ بخشا یقین سسی دا ونج تھل وچ پنن گولیندی

(۷)

ہے امید اساں کوں جو دلبر ناں نکھڑیسی
جو ہے لجپال قدیم کنوں کیوں ساں کوں دھبا لئیسی
ڈاہڈے نال بے زور لویسے بر سر تروڑ سٹیسی

Marfat.com

(۸)

مدح حضرت علی مرتضےؓ
بزبان ریاستی

منکراں کوں منکر نہ سڈ حیدر اساڈا پیر ہے
دعوے ایویں پکدے نہیں کوڑی تیری تقریر ہے

شیر خدا حیدر سمجھ ، زہرا بتول دا ور سمجھ
پر ایں کنوں برتر سمجھ ربدے حبیب دا ویر ہے

بھنگ پی کریں حیدر حیدر پا کاں کنوں کجھ شرم کر
پجسیں کویں حیدر دے در لگ شاہ علی دا سیر ہے

بھنگ پی کریں ہتک دین دی نظریں نہ پٹھ زمین دی
سدھ دیویں چین مچین دی پیالے دی ایہ تاثیر ہے

ضد چھوڑ کا کا سچ ڈسا حیدر مکانے تے رہیا
رب دے گھر تھیا گر جدا کیویں ملی تطہیر ہے

کوفے وچوں کیں خط لکھے شیعہ مذاہب ہن پکے
خود ڈیکھ تے تھیسن بھلے موجود ایہ تحریر ہے

تھی گئے امام شہید ہن قاتل تے خاص یزید ہن
ایہ شیعہ محب مرید ہن ڈٹھری کتب تفسیر ہے

ہے ہے کریں ڈکڑ بجا منہ تے پٹیں سروچ سواہ
ایہ ہے امام دی بد دعا کیویں ملی تعزیر ہے

قطبی تے شاہ صاحب ایسن منکر منافق سڑویسن
سچ کوڑ جاں مخبراں پیسن پانی نہ تھیندا کھیر ہے

حیدر جے دھوئیں دا رہا کھتر دی سنگتی ہا تیرا
جے ناہ تے ساں کوں ناں کھڑا ایویں لکھی تقدیر ہے

Marfat.com

(۹)

متفرق اشعار

مبارک است بنام توافتتاح کلام
تبارک اسمک یا ذوالجلال والاکرام
چوں تو ذات پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمدہم رسول
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند
دست پیر از غائباں کوتاہ نیست
دست اوجز قبضۂ اللہ نیست
کفر کافر را و دیں دیندار را
ذرۂ دردت دل عطار را
آہ مظلوماں ز ہر جا بشنوند
آں طرف چوں رحمت حق می دوند
ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ مخلوقات را

مصرعہ گوش خر بفروش و دیگر گوش خر

مصرعہ کار دنیا کسے تمام نکرد

ما ان مدحت محمدً ابمقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمد

کبھی صبح کبھی شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے
فراق یار نے جینا عذاب کرڈالا
جلا جلا کے جگر کو کباب کرڈالا

Marfat.com

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلی علیٰ کہتے کہتے

غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

فخر عالم پہ جو جان فدا کرتے ہیں
فخر عالم بھی انہیں کچھ تو عطا کرتے ہیں

خدا ہے محمد ہے اور آل ہے
سوا اس کے جو کچھ ہے جنجال ہے
کوثری

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گذرتی ہیں مہینوں میں

تو حسینی حسنی ہے کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

ہے پائے محمد، سر دلو رام
یہ پایہ میرے اوج پر دال ہے
کوثری

ما پروریم دشمن ما می کشیم دوست
کس را مجال نیست کہ چون وچرا کند

اللہ محمد فی کمال صفاتہ محمد اللہ ناعت صفاتہ

مصرعہ والمیم رائس والیداہ بحانہ

Marfat.com

از خواجہ غلام فرید چاچڑاں والا

ہک ہے ہک ہے ہک ہے اوس دی دل وچ سک ہے
جہڑا ہک کوں ڈوں کر جانے اوہ کافر مشرک ہے

وعظ ختم ہوا۔

مخدوم صاحب نے نمازیان مسجد کے واسطے کھنڈ (چینی) کے شربت کے گھڑے بھروا کر رکھے ہیں۔ سب کو ایک ایک گلاس پلایا، مجھے بھی تبرک عنایت ہوا۔ مولانا صاحب کی دستبوسی کی۔ نماز عصر باجماعت پڑھی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ باہر سیر کو گیا۔ ایک کنوئیں پر غسل کیا اور مسجد شریف میں آیا۔

شنبہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۸ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں، دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کیے۔ وقت کی زیادتی کے باعث پھر سو رہا۔ خواب میں دیکھا کہ صاحبزادہ محمد امین نوشہروی کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ جو ہمارے جدامجد حضرت سید حافظ قل احمد صاحب پاکذات نوشاہ ثانی کے ہاتھ سے۔ بخط نسخ لکھی ہوئی ہے۔ وہ پڑھ رہے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت سید حافظ نور اللہ صاحب نوشاہی کی وفات یا قبر (۱) (مجھے اچھی طرح یاد نہیں رہا) مکہ اور مدینہ کے عین وسط میں ہے۔

نیز خواب میں حضرت والدہ ماجدہ دام برکاتہ کی زیارت ہوئی۔ نیز صاحبزادہ فضل حسین ولد بوٹے شاہ اور سائیں ماملے شاہ ہیگری کی ملاقات بھی ہوئی۔

فجر کی نماز باہر جاکر ایک کنوئیں پر پڑھی۔ مسجد میں آکر تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ پھر مولوی عبدالغنی طالب علم کو ہمراہ لیا اور بزرگوں کے مقابر کی زیارت کو گئے اور مندرجہ ذیل زیارتیں کیں۔

(۱) کافی جہانگیر سرمست، (۲) خانقاہ حضرت سید شیر شاہ جلال سرخ بخاری،

---

(۱) اس سے روحانی قبر مراد ہو سکتی ہے۔ ورنہ ظاہری مزار آپ کا تو حضرت نوشہ گنج بخش کے گورستان میں مغربی جانب موجود ہے۔ بمقام ساہنپال شریف

Marfat.com

(۳)مسجد شریف بخاری (۴)خانقاہ بی بی جیوندیؒ (۵)خانقاہ حضرت بہاول حلیم

(۶)خانقاہ شاہ منور صاحب (۷)ایک گنبد جس میں شیر شاہ جلال نے دیو کو قید کیا ہے۔

(۸)مزار حضرت گامن سچار (۹)خانقاہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت

(۱۰)مقبرہ قوم علی المرتضیٰ (۱۱)مسجد حاجات (۱۲)قبر قادر بخش

ان سب مقابر مزارات کا حال یہ ہے۔

کافی جہانگیر سرمستؒ

حضرت سید شیر شاہ جلال بخاری کی خانقاہ کے قریب یہ تکیہ واقع ہے پہلے اس کافی کے سرگروہ کے پاس دربار جلالیہ کی طرف سے بابا نانک کی کھڑاواں رہا کرتی تھیں۔ اب یہ کھڑاواں وہاں سے واپس منگا کر دربار جلالیہ نے اپنے اہتمام میں لے لی ہیں۔ حضرت جہانگیر سرمست کی قبر کچی چار دیواری میں ہے۔ دروازہ مشرق کی طرف ہے۔

حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاریؒ

المعروف امیر پیر شیر شاہ جلال قطب کمال بن سید حسن بن سید علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید احمد بن سید محمود بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن سید امام علی نقی بن امام محمد تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن امام ابوالحسن علی المرتضیٰؓ۔

آپ کی ولادت بروز جمعہ ۵ ذی الحجہ ۵۹۵ھ / ستمبر ۱۱۹۹ء میں بمقام بخارا ہوئی اور آپ سلطان شمس الدین کے پوتے سلطان علاؤالدین کے عہد سلطنت میں حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے ۶۴۱ھ / ۱۲۴۳ء میں بمقام اوچ سکونت پذیر ہوئے

ایک دفعہ آپ حج کر کے مدینہ شریف گئے۔ روضہ انور کے روبرو بلند آواز سے کہا السلام علیک یاجدی۔ تو روضہ شریف سے آواز آئی۔ وعلیک السلام یا ولدی وقرۃ عینی و سراج امتی انت منی ومن اہل بیتی۔

آپ کی وفات بعمر چورانوے سال قمری ۱۹ جمادی الاول ۶۹۰ھ / ۲۰ مئی ۱۲۹۱ء کو ہوئی۔

Marfat.com

محل شریف

آپ کا محل شریف اوچ بخاریاں کے مغربی جانب بڑا وسیع ہے۔ موجودہ عمارت ۱۲۶۱ھ میں نواب بہاول خاں ثالث فرمانروائے بہاول پور نے بنوائی تھی۔ پھر ۱۳۰۰ھ میں نواب صادق محمد خاں صاحب رابع نے اس کی مرمت اور خوبصورتی کا مزید اہتمام کیا۔ روضہ شریف کے اندر تقریباً ایک تیس قبریں۔ اولاد، نبایر و سجادہ نشینوں کی ہیں۔ دروازہ بجانب جنوب مسجد شریف میں ہے۔ آگے برآمدہ ہے۔ دروازہ پر یہ رباعی درج ہے۔

یارب برسالت رسول الثقلین
یارب بغزا کننده بدر و حنین
عصیان مرا دو حصه کن در عرصات
نصفی بحسن ببخش نصفی بحسین

روضہ شریف کے اندر یہ شعر درج ہے۔

گل ز گلزار محمدؐ حضرت سید جلال
ثانی حیدر یقینؓ داں در سیادت لایزال

سجادہ نشین درگاہ بخاری

اس وقت ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء میں دربار بخاری کے سجادہ نشین سید حسین بخش المعروف مخدوم محمود ناصرالدین ثامن ہیں۔ مذہباً اہل سنت والجماعت ہیں۔ سلمہ اللہ

ابن سید حضور بخش المعروف مخدوم حامد نوبہار خامس، متوفی پنجشنبہ ۲ ذیقعد ۱۳۴۰ھ مخدوم محمود ناصرالدین سابع متوفی ۱۳۲۲ھ بن مخدوم غلام راجن شاہ بن سید جند وڈہ شاہ المعروف محمود ناصرالدین سادس متوفی پنجشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۲۶۶ھ بن مخدوم حامد نوبہار ثالث بن مخدوم محمود ناصرالدین خامس متوفی ۱۲۰۲ھ بن سید غلام شاہ کلاں بن سید امیر شاہ بن سید غلام علی شاہ بن مخدوم حامد نوبہار کلاں بن مخدوم محمود ناصرالدین ثانی بن مخدوم حسن جہانیاں بن سید زین العابدین شاہ بن مخدوم محمد راجن عرف سدا بھاگ بن شیخ حامد کبیر عرف حامد بڈھا بن مخدوم محمد کیمیا نظر بن سید رکن الدین ابوالفتح بن سید حامد کبیر بن مخدوم نر ناصرالدین محمود متوفی ۸۰۰ھ بن مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید

Marfat.com

ن الدین متوفی ۸۵۷ھ بن سلطان سید احمد کبیر بن سید شیر شاہ جلال سرخ بخاری اوچ۔

سجد شریف بخاری

روضہ شریف پیر سید شیر شاہ جلال کے سامنے عالیشان مسجد ہے۔ یہ مسجد تعمیر خانقاہ کے ساتھ ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء میں نواب محمد بہاول خاں ثالث فرمانروائے بہاول پور نے تعمیرائی کرائی تھی۔ نہایت یع مسجد ہے۔ اس میں تالاب بھی ہے۔ جس کا نام "خان سر" مشہور ہے اور اس کی مرمت ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۱ء میں نواب صادق محمد خاں رابع نے کرائی تھی۔ موجودہ سجادہ نشین مخدوم محمود ناصرالدین ثامن نے پھر اس کی مرمت کرا کر تالاب کو درست کرادیا ہے۔ مگر اس مسجد کی دیوار میں دائیں اور بائیں فر پر جو عبارتِ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد کی ابتدائی بنیاد ۱۰۲۷ھ / ۱۶۱۸ء کی بھی ہوئی ہے۔

محراب کی دائیں طرف کا کتبہ یہ ہے۔

"ابتدا عمارت مسجد حضرت قطب درگاہ باری غوث بارگارہ غفاری مخدوم الملۃ والشرع والدین سید جلال الدین حسین ابن سید علی حسینی البخاری۔"

محراب کی بائیں جانب والے کتبہ پر حسب ذیل مرقوم ہے۔

"بقوت استطاعت مشیخت پناہ سعادت دستگاہ شیخ حامد ابن شیخ محمد ناصر الدین غفران پناہ برحت ملا احمد حذاقت انتباہ سنۃ سبع و عشرون و الف (۱۰۲۷ھ)۔"

مسجد کے دروازہ پر یہ عبارت تحریر ہے۔

"قل انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر اقام الصلوۃ واتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین۔ بانی محمد بہاول خاں ثالث بہادر عباسی ۱۲۶۱ ہجری بالخیر اوچ متبرکہ مطلوبہ مسجد شریفہ دادو کہ چاہ خانہ نو تیار شد"

اس وقت ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء میں مسجد خانقاہ سید شیر شاہ جلال میں مولوی فقیر اللہ صاحب امام وخطیب ومدرس ہیں۔ حنفی دیوبندی عقاید کے پیرو ہیں۔ جمعہ پڑھاتے ہیں۔ درس بھی دیتے ہیں۔

Marfat.com

خانقاہ بی بی جیوندیؒ

اصلی نام بی بی جند وڈی تھا۔ سید جلال بن سید حمید بخاری کی بیٹی تھیں۔ جو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی ساتویں پشت تھے۔ بڑی نیک اور مرتاض بی بی تھیں۔ مستجاب الدعوات ہونے کے باعث ان کا بہت احترام ہوتا تھا۔ آپ کا انتقال ۸۰۵ھ / ۱۴۰۲ء میں ہوا۔ بعد ازاں محمد دلشاد بادشاہ خراسان نے ۹۰۰ھ / ۱۴۹۴ء میں اس پر عالیشان گنبد تعمیر کرایا۔ ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء کی طغیانی چناب نے اس روضہ کو کاٹ کر نصف کر دیا۔ اس وقت تک باقیماندہ نصف حصہ اسی آب و تاب سے قائم ہے۔ ملتانی کاشی کے نفیس اور پائیدار کام کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔

مزار گامن سچار

خانقاہ سید شیر شاہ جلال کے داخل ہونے سے پہلے اس مزار کی زیارت کی جاتی ہے۔ یہ بزرگ خاص مریدان حضرت سید جلال میں سے اپنی سچائی اور راست بازی کی وجہ سے سچار مشہور تھے۔ بڑے ظریف الطبع تھے۔ ڈیرہ غازی خاں کے شاہی خاندان سے متعلق تھے۔

خانقاہ حضرت بہاول حلیمؒ

یہ خانقاہ بھی اوچ بخاری کے مغربی جانب بی بی جیوندی کے روضہ کے قریب واقع ہے۔ یہ بزرگ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے استاد تھے۔ اصل نام قاضی بہاؤالدین علامہ تھا۔ اس خانقاہ کو بھی ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء کی طغیانی دریا کے چناب نے صدمہ پہنچایا اور خانقاہ کا نصف حصہ بنیاد سے لے کر چوٹی تک گر گیا۔ اب باقی ماندہ نصف حصہ موجود ہے۔

خانقاہ شاہ منور صاحب

یہ خانقاہ بھی اسی موقعہ پر ہے اور دریا کے صدمہ کی وجہ سے نصف حصہ شکستہ حالت میں ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

فرزند اکبر سید احمد کبیر بن سید جلال سرخ بخاری اوچ ۴ شعبان المعظم ۷۰۷ھ / ۲۹ جنوری ۱۳۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ نام جلال الدین تھا۔ سات سال کے تھے کہ شیخ جمال درویش کے درس میں داخل ہوئے۔ کتب دینیہ کی تحصیل انہیں سے کی۔ پھر قاضی بہاؤالدین علامہ اوچ کی خدمت میں

Marfat.com

زانوے ادب تہ کیا۔ ان کی وفات کے بعد اپنے والد صاحب کی اجازت سے ملتان پہنچے اور شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کی خدمت سے روحانی فیوض اور باطنی علوم کی تحصیل کی۔ پھر حج کا ارادہ کیا اور مکہ شریف چلے گئے۔ چھ سال بیت اللہ شریف میں مقیم رہ کر حضرت امام عبداللہ یافعی سے جو اس وقت حرم کے شیخ اکبر تھے فیوض باطنی حاصل فرماتے رہے اور شیخ الحدیث امام عبداللہ مطہری سے سند حدیث حاصل کی۔ پھر آپ شوکارہ پہنچے اور کتاب عوارف المعارف مصنفہ شیخ شہاب الدین سہروردی ان کے خلیفہ شیخ شرف الدین محمود شوشتری سے سبقاً پڑھی اور سند حاصل کی اور خرقہ خلافت بھی پایا۔ پھر شیخ بصال عدنی کی خدمت میں حاضر ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بے شمار ملکوں کی سیاحت کی اس لئے جہاں گشت کے لقب سے ملقب ہوئے۔ آپ نے ۳۶ (بار) حج کئے جن میں ۶ (بار) حج اکبر تھے۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے بیعت کر کے چشتیہ اوراد مشاغل میں محو ہوگئے۔ آپ نے دو دفعہ تمام روئے زمین کی سیاحت کی۔ آپ کے خوارق و کرامات لاتعداد ظاہر ہوئے۔

آپ کی سیاحت کا ذکر آپ کے ایک مرید سید محمود بنگالی نے فارسی میں لکھ کر ۱۳۱۶ھ میں شائع کرایا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت چالیس سال تک مصروف سیاحت رہے۔ روضہ اقدس نبوی کی خدمت جاروب کشی ادا کی اور بیت اللہ شریف میں چالیس چلے کاٹے۔ جن شہروں (اور علاقوں) میں آپ نے سیاحت کی ہے۔ ان میں سے مشہور یہ ہیں۔ بیت المقدس، دمشق، کربلائے معلیٰ، نہاوند، بغداد، گازرون، نخشوان، غزنی، نیشاپور، رے، کرمان، شیراز، ہمدان، بلخ، خراسان، استنبول، بخارا، سنجر، گنجہ، خیبر، بدخشان، خوارزم، عراق، تبریز، اصفہان، ملتان، کشمیر وغیرہ۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت نے ۱۳۰ ایسے بزرگوں سے استفادہ کیا جو وفات پاچکے تھے اور ۸۰ زندہ بزرگوں سے فیض باطنی حاصل کیا۔

آپ ایام طالب علمی میں شیخ بہاؤ الدین زکریا کے روضہ میں عید کے دن داخل ہوئے اور عیدی طلب کی۔ آواز آئی کہ حق تعالیٰ نے تجھ کو مخدوم جہانیاں کر دیا ہے۔ یہی تمہاری عیدی ہے۔ اس روز سے یہ لقب آپ کا مشہور ہوگیا۔

حضرت مخدوم جہانیاں کی وفات ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ کو ہوئی۔ مطابق ۳ فروری ۱۳۸۴ء۔

تاریخ

تاریک گشتہ جملہ جہاں بے جمال شاہ

Marfat.com

تاریخ بود ہفت صد و ہشتاد و پنج سال

مادہ تاریخ ہے۔ "مخدوم اہل جہان"

خانقاہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ

یہ خانقاہ اوچ بخاری کے شمال مغربی کنارہ پر واقع ہے۔ اس کے اندر چوراسی قبریں ہیں۔ بلند محل عمارت ہے۔ بہت خوبصورت کاشی کا کام کیا ہوا ہے۔ بلند چبوترہ پر دو قبریں ہیں۔ مغربی قبر آپکی ہے اور مشرقی قبر آپکے بڑے صاحبزادے مخدوم ناصرالدین محمود کی ہے۔ دروازہ پر یہ اشعار تحریر ہیں:

تاریخ

مرمت خانقاہ مقدسہ حضرت مخدوم جہانیاں

صاحب علیہ الرحمۃ از سر نو

در زمان خامس حامد محمد نوبہار
شد مرمت روضہ شاہ افتخار اولیا
کاشف سر الہ • حضرت جلال الدین نام
در جہاں مشہورؒ مخدوم جہانیاں برملا
چوں بعالم آمدہ ایں "وارث" ۷۰۷ھ قطب کمال
از ماہ شعبان المعظم بود چارم اصطفا
رفت چوں ایں "بادشاہ دین پرور" ۷۸۵ھ از جہاں
تاریخ بود عید الضحیٰ جاں خود بحق کردہ فنا
نغمہ سرائی ساختہ درمد حقش "مرغان ۱۹۱۲ء کاخ"
زائرین در روضہ اطہر شاغل اند اندر دعا
"مخزن ۹ ۶ اسرار ۹ ۱ مخدوم ب جہانیاں" شد رقم
برآستاں سودہ جبیں از صدق دل شاہ و گدا
دائما روشن بود بس ایں "چراغ ۱۳۳۰ھ دین نبی"
حامد محمد نوبہار شاہ دیں سلطان ما

Marfat.com

خلق و احساں را بسر بردہ بعلم و حلم خویش
مادر گیتی نزادہ ہمچو سید پارسا
کامران باشد مخلد درجہاں سلطان فیض
عابد و ساجد فہیم و صاحب جود و سخا

خانقاہ شریف کے اندر بعض زائرین کے تحریر کردہ یہ اشعار دیواروں پر موجود ہیں۔

یارسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحرھم مغرق خذ یدی سھل لنا اشکالنا

کریم السجایا جمیل الشیم نبی البرایا شفیع الامم
الہیٰ عاقبت ماخیر گرداں بحق مصطفیٰ و شاہ مرداں

اے فخر ہر نبی و ولی یا علی مدد
علام ہر خفی و جلی یا علی مدد
لاریب امۃ وسطاً ذات پاک تو
دراعتدال معتدلی یا علی مدد
نور خدا بگشت عیاں صورت علی
باختلاط آب و گلی یا علی مدد
ٹل جائیں کیوں نہ کوہ مصیبت کے بے عدد
مطلب زباں پہ لایا ہوں میں یا علی مدد
مطلب ہمارے دو ہیں مقصد ہمارے دو
آخر کو آب کوثر دنیا میں آبرو
دیکھے تو کہے خضر بھی اے خالق بے چوں
مرتا ہوں ابھی گر ملے مدفن کو زمیں یہ

یہی در ہے جہاں شاہان دنیا سر جھکاتے ہیں
سوالی بن کے آتے ہیں مرادیں لے کے جاتے ہیں

Marfat.com

مسجد حاجات

اوچ بخاری میں حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی خانقاہ کے متصل یہ مسجد ہے۔ آپ اسی مسجد میں عبادت الٰہی کیا کرتے تھے اور قیام فرماتے۔ اس مسجد میں ہمیشہ حجاج مسافر آکر اقامت پذیر ہوتے تھے اس لئے اس کا نام مسجد الحجاج بھی مشہور رہا ہے۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ نے اسی مسجد میں چلہ کیا تھا اور اسی کے متعلقہ کنوئیں میں نماز معکوس ادا فرمائی تھی۔ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ نے بھی اس مسجد میں اعتکاف کیا تھا۔ اس مسجد میں زائرین نے کئی اشعار بطور یاداشت لکھے ہیں۔ بعض ان میں سے یہ ہیں۔

فراموشی مکن اے یار جانی
اگر دورم مرا در جگر دانی
رشتہ می در گردنم افگندہ دوست
مے برد ھر جا کہ خاطر خواہ اوست
اے برادر چو عاقبت خاک است
خاک شو پیش آنکہ خاک شوی
اگر وصول محباں فضول باشد
ہر انکس قہر کند نزول باشد

قبر قادر بخش

مقبرہ قدم علی مرتضیٰؑ کے قریب ایک قبر ہے۔ جس پر یہ کتبہ لکھا ہے۔

"قبر قادر بخش خاں بختیاری"

۱۳۴۹ھ

تحریرات مقبرہ قدم علی مرتضیٰؑ

حضرت امام علی المرتضیٰؑ کے قدم مبارک پر جو چھوٹا سا گنبد ہے، اس کی مرمت مخدوم حامد نوبہار خامس بن سید محمود ناصر الدین سالع سجادہ نشین بخاری کے عہد خلافت میں ۱۳۳۰ھ میں ہوئی۔ مولوی

Marfat.com

فیض محمد صاحب اوچی نے یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

دریں روضۂ پاک سیرت جلی
مبارک قدم ہست مولا علی
مرمت شدہ درزماں شاہ دیں
شہ نوبہار گرامی ولی
ببیں فیض در روضہ عنبر سرشت
چہ "شغل" ۱۳۳۲ھ است ذکر نبی و علی

اس گنبد میں اکثر زائرین نے بطور یادداشت اشعار وغیرہ لکھے ہیں۔ جو یہاں درج کیے جاتے ہیں جو سب حضرت امام علی المرتضیٰ کی شان میں ہیں۔

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ تولد بمسجد شہادت
برزمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

حلال مشکلات دوعالم کا ہے علی
حاجت روا بہشت میں آدم کا ہے علی
ساقی بھی آب کوثر و زمزم کا ہے علی
زینت نمائے عرش معظم کا ہے علی

وہ گھر خدا کے پیدا ہوا اور شہید تھا
ایسا کسی کا خلق میں طالع سعید تھا؟

نظر رحم امیر کی رحمت خدا کی ہے
چشم غضب علی کی اذیت خدا کی ہے
مدد علی ہمیشہ حمایت خدا کی ہے
مہر علی سے حاصل قربت خدا کی ہے

Marfat.com

بے حب بوتراب عبادت نہیں قبول
سجدہ رکوع قعود اقامت نہیں قبول

یارب جہاں میں جب تک ماہ کا ضیا رہے
حامد غلام عباس(۱) کو یا رب بقا رہے
بچوں کے ساتھ شاد شگفتہ سدا رہے
تائید میں جناب کے مشکلکشا رہے
فیض آپ کا ہمیشہ رہے آب و تاب سے
حاتم لحد سے اٹھ نہیں سکتا حجاب سے(۲)

نوشتہ بردر جنت بخط سبز و جلی
شفیع روز قیامت محمد ست و علی

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال
کہ من از خدا پیش بودم دو سال

نوشتم خط بریں دیوار خانہ
کہ ماند از من مسکیں نشانہ

زیارات مقامات متبرکہ کرنے کے بعد دس بجے دن ڈاک خانہ میں گیا۔ منشی صاحب ملے۔ اپنا منی آرڈر جو چار روپے کا ساہنپال شریف سے آیا ہے وہ وصول کیا۔ ۱۱ بجے مسجد شریف میں آیا۔ کھانا کھایا۔ مولوی عبدالغنی کے ساتھ کچھ عاشقانہ گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ مجھ سے پوچھا کہ رات کو کچھ نفل پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ بارہ رکعتیں نوافل پڑھا کرتا ہوں، تو فرمایا کہ سو رکعت پڑھا کرو۔

(۱) سید حامد غلام عباس۔ موجودہ سجادہ نشین بخاری مخدوم ناصرالدین ثامن کے بھائی ہیں۔
(۲) اس مسدس کے شاعر کا نام غلام رسول قمبر لکھا ہے۔

Marfat.com

شاہ حسن دریا کے روضہ شریف کی زیارت کو گیا۔ واپسی پر ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز عصر پڑھی، مسجد شریف میں آیا۔

یکشنبہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں، دربار شریف کے آگے سو رہا۔ رات کو خواب میں اپنے استاد مولوی محمد حسین صاحب خوشنویس عادلگڑھی کی ملاقات ہوئی۔ صبح اٹھ کر ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ نماز فجر وہیں پڑھی، مسجد شریف میں آکر تلاوت قرآن مجید و دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ پھر اسی کنوئیں پر جاکر کپڑے صاف کئے اور سر دھویا۔ مسجد شریف میں آیا۔ نوافل ضحےٰ پڑھے، کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، مولوی رحیم بخش طالبعلم کو پندرہ یہ تعویذ کی اجازت دی۔

پھر دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ رات کا کچھ وظیفہ باقی رہ گیا ہے۔ وہ محل شریف کے اندر بیٹھ کر پورا کیا۔ پھر ڈاکخانہ کو گیا۔ اتوار کی وجہ سے آج چھٹی ہے۔ منشی صاحب بازار میں ہی ملاقی ہوئے۔ آگے چٹھی رسان ملا۔ اس نے دو عدد خط مجھے دیئے۔ ایک میرے چھوٹے بھائی صاحبزادہ بشیر احمد کا ہے جو ساہنپال شریف سے آیا ہے۔ دوسرا صاحبزادہ افضل ولی لاہوری کا ہے۔ جو میرے خط کے جواب میں انہوں نے بھیجا ہے۔

میں مسجد شریف میں آیا۔ منشی صاحب بھی بمعہ ایک دوست کے آئے۔ گفتگوئے مسائل تصوف ہوتی رہی اور ورد و وظائف کی باتیں ہوتی رہیں۔ مولوی عبدالغنی نے میرے سر میں تیل ڈالا۔ شہر سے باہر ایک کنوئیں پر جاکر غسل کیا۔ نماز عصر وہیں پڑھی۔ مسجد شریف میں آیا۔

دوشنبہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء

شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں، دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے۔ زیادہ وقت کے سبب پھر سو رہا۔ خواب میں کچھ بزرگوں کے مزارات کی زیارت ہوئی۔

فجر کی نماز باجماعت پڑھی۔ باہر ایک کنوئیں پر جاکر غسل کیا۔ مسجد میں آکر تلاوت قرآن مجید

Marfat.com

اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔

مولوی عبدالغنی کو ہمراہ لیا اور بزرگوں کی زیارات کو گئے۔ پہلے حضرت سید صفی الدین حقانی کے محل شریف کی زیارت کی۔ پھر حضرت ابو حنیفہ کے محل کو دیکھا۔ پھر شاہ راجن قتال اور شاہ فضل الدین بخاری اور بی بی تگنی کے مزارات کی زیارتوں کا شرف حاصل کیا۔ ان کا حال یہ ہے۔

مخدوم راجن قتال صاحبؒ

آپ کا اصل نام صدر الدین لقب راجو قتال تھا۔ سلطان سید احمد کبیر کے فرزند اور حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشتؒ کے حقیقی بھائی تھے۔ شاہ ولایت کے نام سے مشہور تھے۔ ۲۶ شعبان ۶۶۰ھ/ ۱۶ جولائی ۱۲۶۲ء کو پیدا ہوئے۔ علم اور عمل میں خاص پایہ رکھتے۔ متجاب الدعوات تھے۔ قتال کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ایک دفعہ آپ سفر پر دہلی میں ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرما رہے تھے کہ چڑیوں نے چلا چلا کر آرام میں خلل ڈالا۔ آپ نے خفا ہو کر ان کو کہا کہ "مویاں نیند کرنے دو" اس نظر غضب کی تاثیر سے درخت کے تمام پرندے گر کر مر گئے۔

حضرت مخدوم جہانیاں نے اپنی سجادگی اولاد کو نہ دی بلکہ اپنے چھوٹے بھائی راجن قتال کو دے دی۔ چنانچہ تاریخ اوچ مولفہ سررشتہ تالیفات بہاولپور میں اس تحریر یعنی منشور خلافت کا ترجمہ حسب ذیل درج ہے۔

"اس مسکین نے اپنے بھائی شیخ صدارالدین راجو کو اپنا قائم مقام بنایا ہے اور اپنا سجادہ ان کے حوالے کیا ہے۔ کتبہ خادم الفقرا حسین بن احمد حسینی البخاری۔"

حضرت مخدوم جہانیاں نے آپ کے متعلق فرمایا ہے۔

"مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلق کے مطالعہ کے لئے مامور فرمایا ہے اور میرے بھائی صدر الدین کو اپنی قدرت کے مطالعہ کا شغل مرحمت فرمایا ہے۔"

آپ اگرچہ کثیر الاولاد تھے لیکن سجادگی اولاد کو نہ ملی بلکہ آپ کے خلیفہ سید فضل الدین بن سید محمود ناصر الدین بن حضرت مخدوم جہانیاں ہوئے۔

Marfat.com

ملفوظات میں لکھا ہے کہ آپ کے ساتھ تین لاکھ چالیس ہزار تین سو اشخاص نے بیعت کی تھی۔
آپ نے ۱۶ جمادی الآخر ۷۲۷ھ / ۹ مئی ۱۳۲۷ء کو انتقال فرمایا۔

خانقاہ مخدوم راجن قتال

آپ کا مزار اوچ بخاری کے شمالی جانب محلہ دیوان صاحباں میں ہے۔ قدیم عمارات کا بہترین نمونہ ہے۔ وسیع محل شریف ہے۔ اس میں ایک سو تیرہ قبریں ہیں۔ خانقاہ میں داخل ہوتے ہی طبیعت پر ایک قسم کا رعب چھا جاتا ہے۔ درد کمر والے لوگ محل شریف کی دیوار کی بیرونی جانب اپنی کمر رگڑتے ہیں تو شفا پا جاتے ہیں۔

خانقاہ شاہ فضل الدین صاحبؒ

آپ کا اصل نام سید فضل الدین فیض اللہ تھا۔ سید ناصر الدین محمود کے فرزند تھے۔ حضرت شاہ راجن قتال کے بعد ان کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی خانقاہ شاہ راجن صاحب سے غربی جانب اوچ بخاری کے شمالی حصہ میں واقع ہے۔ آپ کے محل شریف میں پچیس قبریں ہیں۔

آپ کا سلسلہ سجادگی آج تک اوچ متبرکہ میں باقاعدہ چلا آتا ہے۔ یہ دیوان صاحبان کہلاتے ہیں۔

۱۔ سجادہ نشین اول سید فضل الدین فیض اللہ صاحب خانقاہ ہذا

۲۔ سجادہ نشین دوم، دیوان سید عبدالجلیل بخاری

۳۔ دیوان سید عبداللہ

۴۔ دیوان سید عبدالجلیل ثانی

۵۔ دیوان سید زین العابدین

۶۔ دیوان سید محمد باقر

۷۔ دیوان سید احمد

۸۔ دیوان سید مسیح اللہ المعروف مستو شاہ

۹۔ دیوان سید زین العابدین ثانی

۱۰۔ دیوان سید محمد باقر ثانی

Marfat.com

۱۱۔ دیوان سید زین العابدین ثالث

۱۲۔ دیوان سید محمد باقر ثالث

۱۳۔ دیوان سید زین العابدین رابع مجاہد

۱۴۔ دیوان سید غلام جہانیاں

۱۵۔ دیوان سید عنایت شاہ

۱۶۔ دیوان سید باقر شاہ رابع

۱۷۔ دیوان سید محمد کبیر سجادہ نشین حال۔ یہ اس وقت ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء میں اپنے بزرگوں کے سجادہ نشین ہیں اور اوچ متبرکہ میں مقیم ہیں۔

خانقاہ ابو حنیفہؒ

عمدہ اور منقش خانقاہ ہے۔ کاشی کا کام دیدہ زیب ہے دیوان صاحبان کے گھروں میں واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ایک امیر کا مزار ہے۔ چھت گر گیا ہے۔ صرف چار دیواری باقی ہے، دروازہ سر کی طرف ہے۔

روضہ بی بی تگنیؒ

یہ سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کی دختر اور حضرت مخدوم ناصرالدین محمود بن حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ ان کی خانقاہ شکستہ حالت میں حضرت سید فضل الدین فیض اللہ کی خانقاہ کے سامنے اوچ بخاری میں ہے۔

یہ زیارات کرنے کے بعد میں ڈاکخانہ میں گیا۔ منشی صاحب مثنوی مولانا روم کا سبق پڑھ رہے تھے۔ وہ سنا۔

میں نے منشی صاحب کو خواب سنایا کہ آج خواب میں ایک فقیر کہتا ہے کہ دوائی بشنگ کے تیل سے سونا بن جاتا ہے۔ منشی صاحب نے غیاث اللغات اور مخزن الادویہ سے تلاش کیا لیکن یہ لفظ نہ ملا۔ مولوی حکیم محمد سوہاڑا کی دکان پر گئے۔ ان کی طبی کتابوں کو دیکھا بھالا۔ لیکن بشنگ کا لفظ کہیں نہ ملا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ خواب کا معاملہ ہے۔ ممکن ہے کہ حافظہ نے غلطی کی ہو اور دوائی کا صحیح محفوظ نہ رہ سکا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لفظ کہیں شنگرف کا مخفف نہ ہو، واللہ اعلم۔

Marfat.com

میں مسجد میں آیا۔ کھانا کھایا۔ قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، مسمی اللہ بخش فقیر جو ضلع مظفر گڑھ سے آیا ہوا ہے اور حاجی جاروب کش۔ آج محل شریف غوثیہ محبوبیہ کے اندر مزارات کی صفائی کرتے رہے۔ میں (شرافت) غلافہائے قبورِ شریف کی پہچان اور صفائی کرانے پر مامور ہوا۔ خوب صفائی کرائی ۔ میں نے مزار شریف حضرت مخدوم سید محمد غوث الجیلانی اور مزار شریف حضرت مخدوم سید مبارک حقانی سے خاک پاک کا تبرک حاصل کیا۔

نماز عصر کے وقت مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے، سلام و آداب کیا۔ عصر کی اذان بھی انہیں نے کہی۔ نماز با جماعت پڑھی۔ ایک شخص غلام رسول نام ٹوبہ کو ہمراہ لیا اور باہر ایک کنوئیں پر جاکر غسل کیا۔ مخدوم صاحب بمعہ اپنے اتالیق اور دوسرے جلیسوں کے سیر کو گئے ۔ ٹانگہ پر سوار نظر آئے۔ دور سے سلام کیا۔ مسجد قادریہ میں آیا۔

آج مدار المہام صاحب سفر سے واپس آگئے ہیں۔

سہ شنبہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / یکم مئی ۱۹۳۴ء

شام کی نماز پڑھ کر منشی صاحب میرے پاس بیٹھے۔ چونکہ انہیں کیمیا گری کا شوق ہے ۔ بابا لقمان سندھی سے اسی کی باتیں کرتے رہے ۔ عشاء کی نماز کے بعد ایک لڑکا سعید احمد نام میرے پاس آیا۔ وظائف کے بعد دربار شریف میں سلام کیا۔ سلام کرنے پر رقت قلب بہت ہوئی ۔ سیف الملوک کے چند اشعار فراقیہ پڑھے۔

یہ شعر بھی بار بار پڑھا۔

آج کی رات سے دل کھول کے مل لے اے صنم
کل خدا جانے یہ سامان رہے یا نہ رہے

رات کو دربار شریف کے آگے سورہا۔ خواب میں صاحبزادہ الطاف حسین ڈھلوالہ کی ملاقات ہوئی، صبح اٹھ کر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ ادا کئے ۔ نماز فجر باجماعت پڑھی، تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ آج قرآن مجید ختم کیا اور ساتھ ہی شروع بھی کردیا اور دلائل الخیرات کو بھی ختم کیا۔

Marfat.com

آج میرے چلہ کی پوری چالیس راتیں گذر چکی ہیں۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ پڑھا۔ دعا مانگی۔ باہر ایک کنوئیں پر گیا۔ غسل کیا۔

مولوی عبدالغنی طالب علم کو ہمراہ لیا۔ مولوی غلام رسول صاحب واعظ الاسلام کے مکان پر گئے۔ ان کی اصلی سکونت محلہ نواباں بہاول پور میں ہے۔ اب یہاں اوچ شریف میں رہتے ہیں اور مخدوم صاحب کے اتالیق ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی (متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ) کے مریدوں سے ہیں۔ وہابیوں اور دیوبندیوں کے خلاف تقریریں کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کی ملاقات ہوئی۔ دربار شریف میں آیا۔ سلام اور عجز و نیاز کیا۔ اپنے حجرہ میں بیٹھا۔ مولوی صاحب میرے پاس آئے اور میرے مسودات کتاب روضۃ القادریہ (شریف التواریخ) دیکھے اور پسند کئے۔ مجھ کو کہا کہ مجدد صاحب بریلوی کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرو اور مجھ سے مولوی محمد اعظم صاحب نوشاہی میرو والی کے تصنیفات کا پتہ لکھوا کر لے گئے۔ ان کو منگوانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

دوپہر کا کھانا کھایا، قیلولہ کیا، ظہر کی نماز با جماعت پڑھی، دربار شریف میں سلام و نیاز کیا، وہاں ایک نیاز آئی۔ اس میں سے زردہ کا تبرک ملا۔ پھر بازار گیا، وہاں سے حضرت مخدوم سید مبارک حقانی کے مزار شریف کے واسطے ایک غلاف سبز رنگ دو گز بارہ گرہ بقیمت نو آنے خریدا۔ ڈاک خانہ میں گیا۔ منشی صاحب کے پاس بیٹھا کاغذ کے ایک پرچہ پر سید مبارک صاحب کا نام لکھ کر غلاف پر چسپاں کیا۔ مسجد شریف میں آیا۔ عصر کے وقت مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے الوداعی سلام کیا اور رخصت لی۔ نماز عصر با جماعت پڑھ کر قبر شریف پر غلاف ڈالا۔ دربار شریف میں سب مزارات پر سلام کیا۔ رقت قلب حاصل ہوئی۔

مخدوم سید محمد غوث صاحبؒ کا مسواک سبز ہو کر درخت ون بن گیا تھا اور ابھی تک وہ درخت موجود ہے۔ اس سے پتوں کا تبرک حاصل کیا۔ اتنے میں منشی محمد عبداللہ صاحب مسجد میں آئے۔ ان کے ساتھ بابو نیاز علی صاحب بھی آئے۔ یہ اکال گڑھ (علی پور چٹھہ) ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں، یہ مجھے اپنے ہمراہ شہر سے باہر اپنے بنگلہ میں لے گئے اور گراموفون سناتے رہے۔ اچھی اچھی غزلوں اور نعتوں کے ریکارڈ سنے۔ ایک غزل کا مطلع یہ ہے۔

اک زمانہ ہوگیا ہے یار کو روٹھے ہوئے

Marfat.com

یاالٰہی جوڑ دے قدرت سے دل ٹوٹے ہوئے

پھر ایک کنوئیں پر غسل کیا۔ ہر دو منشی صاحبان نے کہا کہ کل سویرے ہیڈ پنجند سے پاس بن کر آئے گا اور آپ کو ٹرالی پر سوار کرا کے اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب پر پہنچا دیں گے۔ پھر مسجد شریف میں آئے۔

چہار شنبہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۲ مئی ۱۹۳۴ء

شام کی نماز کے بعد منشی صاحب مجھے اپنے مکان پر لے گئے۔ آج انہوں نے میری ضیافت کی ہے۔ گوشت، روٹی اور اخنی پلاؤ عمدہ پکایا۔ کھانا کھا کر ایک کاپی مجھے دکھائی جس پر کشتہ جات کے نسخے تحریر ہیں۔

سید جندوڈہ شاہ مدرس کی ملاقات ہوئی، شیخ حسین بن منصور حلاج کے انا الحق بولنے کا ذکر آیا تو میں نے مراحب تصوف و سلوک۔ تفرقہ، جمع، جمع الجمع۔ فرق بعد الجمع کی تشریح کر کے سنائی اور کہا کہ شیخ حسین اس وقت مرتبہ جمع الجمع میں تھے۔ اس لئے صدائے انا الحق کا ان سے ظہور ہوا۔ اگر اس سے آگے گذر جاتے اور مرتبہ فرق بعد الجمع میں ہوتے تو یہ لفظ نہ کہتے۔ وہاں الرب رب والعبد عبد کا مقام ہے۔ یہ تشریح سن کر سید جندوڈہ شاہ نے پسند کی۔

پھر مسجد شریف میں آیا۔ عشا کی نماز کے بعد دربار شریف کے آگے سو رہا۔ صبح اٹھ کر ایک کنوئیں پر جا کر غسل کیا اور مسجد میں آکر نوافل تہجد اور وظائف معمولہ پڑھے، بیٹھ کر ورد کلمہ طیبہ کر رہا تھا۔ کہ پڑھتے پڑھتے ایسا معلوم ہوا کہ دربار شریف کا دروازہ خود بخود کھل گیا ہے اور حضرت مخدوم سید محمد غوث صاحب نے اندر بلا کر مجھ سے کوئی کلام فرمایا ہے۔

فجر کی نماز باجماعت پڑھی، تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات وغیرہ کی۔ آج مولوی عبدالغنی طالب علم اپنے گاؤں کو رخصت ہو گیا۔

میں نے دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ ختم پڑھا۔ دعا مانگی۔ بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ محل شریف کے چھت سے ایک تختی دو انچ مربع میری گود میں آگری۔ جو درخت شیشم کی ہے۔ میں نے اس کو تبرک سمجھا اور یہ معلوم ہوا کہ گویا حضرت صاحب نے خود یہ تبرک عطا فرمایا ہے۔

Marfat.com

مولوی غلام رسول صاحب بہاول پوری کے مکان پر گیا۔ ان کے پاس ریلوے ٹائم ٹیبل ہے اس پر سے سانگلا ہل کی طرف جانے والی گاڑیوں کے اوقات معلوم کئے۔

مولوی صاحب نے ایک استفتا چھپا ہوا دیا، جو دیوبندیوں کے خلاف ہے اور کہا کہ اپنے علاقہ کے مولویوں، صوفیوں کے اس پر دستخط کرا کر ہم کو بھیج دینا۔

مولوی صاحب کے پاس ایک کتاب دیکھی جس کا نام ہے اکمال الکلام فی مآثر الکرام الملقب بہ اصح التواریخ۔ یہ مولانا سید آل رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی قاسمی سجادہ نشین سرکار کلاں درگاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ کی تصنیف ہے۔ اس میں خاندان قادری برکاتی کے بزرگوں کے حالات ہیں، میں نے مطالعہ کے واسطے ان سے لے لی۔

انیس روز ہوئے مسٹر غلام فرید اخگر مجھ سے رسالہ نذر مولیٰ مصنفہ مولوی محمد اعظم میروالی لے گئے تھے۔ میں نے مولوی غلام رسول صاحب کو کہا کہ میں اب تو وطن جانے والا ہوں وہ رسالہ اخگر صاحب سے لے لینا اور اپنے پاس رکھ لینا۔

پھر مولوی غلام احمد صاحب اختر کو ملا اور ان سے رخصت ہوا۔ ڈاک خانہ میں گیا۔ منشی صاحب نے کہا کہ پنجند سے ٹرالی گذرنے کا پاس نہیں آیا۔ خیر میں ان سے وداع ہو کر مدرسہ میں آیا۔ سید جند وڈہ شاہ مدرس اور مولوی غلام یٰسین مدرس اور بشیر احمد طالب علم جماعت ہشتم کو ملا اور سب کو رخصتی سلام کیا۔ پھر مولوی غلام رسول صاحب کے پاس آ کر کتاب اصح التواریخ ان کو واپس کی۔

مسجد میں آیا۔ دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔ سامان و بستہ باندھا اور الوداعی سلام کرنے کے واسطے مخدوم صاحب اور مدارالمہام صاحب کے پاس بیٹھک میں گیا۔ مخدوم صاحب اکیلے بیٹھے تھے۔ سلام و آداب کیا اور عرض کیا کہ میں آج اپنے وطن کو واپس جا رہا ہوں۔ تو انہوں نے اپنی زبان میں فرمایا، "ول کد آسیں" یعنی پھر کب آئے گا۔ میں نے عرض کیا میرے حق میں دعا فرمانا کہ خدا تعالیٰ پھر بھی درگاہ غوثیہ کی زیارت نصیب کرے اور انشاء اللہ میں پھر بھی کبھی آؤں گا۔

ان سے رخصت ہو کر مدارالمہام صاحب کے پاس گیا۔ وہ کچہری میں بیٹھے تھے۔ ان سے رخصت طلب کی۔ تو ان کو میری درخواست بملاحظہ کتب خانہ یاد آ گئی۔ تو فرمایا۔ آپ کا وہ کام تو نہ ہو سکا۔ یعنی کتب خانہ دیکھنے کے لئے آپ نے درخواست کی تھی اور ہم نے منظور کی تھی لیکن منشیوں اور خلیفوں

Marfat.com

کی بے توجہی سے آپ دیکھ نہ سکے۔

اس وقت میں نے وہ درخواست ثانی جو ۴ محرام الحرام ۱۳۵۳ھ کو لکھی تھی وہ بھی پیش کردی اور کہا کہ آپ کے دورہ پر چلے جانے کے بعد میں نے یہ درخواست لکھی تھی۔ مگر چونکہ آپ دیر سے تشریف لائے ہیں۔ اب میرا چلہ پورا ہو گیا ہے۔ آج ۴ بجے دوپہر کی گاڑی پر ڈیرہ نواب صاحب سے سوار ہو کر واپس جانے والا ہوں۔

وزیر صاحب نے میری وہ درخواست پڑھی۔ درخواست یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بملازمان سلطاں کہ رساند ایں دعا را
کہ بشکر بادشاہی ز نظر مراں گدا را

بحضور لامع النور حضرت مدارالمہام صاحب دربار قادریہ عالیہ ادام اللہ اقبالہ

سلام من الرحمن نحو جنابکم
فان سلامی لا یلیق ببابکم

جناب عالیٰ!

بصد نیاز التماس ہے کہ پیش ازیں نیازمند نے ایک درخواست براد دریافت حالات بزرگان قادریہ حضور میں پیش کی تھی۔ جو جناب نے ازراہ نوازش منظور فرما کر منشی بقا محمد خاں صاحب کو حکم فرمایا تھا کہ ان کو کتب خانہ قادریہ سے مستفید کیا جائے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد تین کتابیں لاکر کچہری میں مجھے دی گئیں۔

۱۔ تحفۃ القادریہ، مصنفہ شیخ ابوالمعالی لاہوری، جس کی مجھے ضرورت نہیں تھی۔

۲۔ نسب نامہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بھی ضرورت نہ تھی۔

۳۔ ایک قلمی کتاب نامکمل جس میں حضرت غوث الاعظمؒ کے حالات تھے۔ ان کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ اکثر کتابوں سے مل سکتے ہیں۔

Marfat.com

دوسرے دن پھر حاضر ہوا تو منشی صاحب موصوف نے کہا کہ مخدوم صاحب کے کتب خانہ میں کوئی ایسی کتاب موجود نہیں۔ جس میں ان کے بزرگوں کے حالات ہوں۔ تو پھر میں خاموش ہو رہا۔ ہر چند میں نے کہا کہ مجھے ساتھ لے جاکر کتابیں دیکھی جائیں۔ جو مطلوب ہوں گی وہ کچہری میں لا کر ہی مطالعہ کی جائیں گی۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔

عالی جاہا!

ارباب حاجتیم زبان سوال نیست

در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت ست

اگر مطبوعہ کتابوں یا کہیں دوسرے کتب خانوں سے مجھے یہ کام ہوتا نظر آتا تو آستانہ عالیہ کو ہرگز تکلیف نہ دیتا۔ لیکن کیا کروں مجبور اور معذور ہوں۔

حضرت بندگی سید محمد غوث الحسنیؒ کے آباو اجداد کے حالات و تواریخ وفات مطلوب ہیں۔ کوئی مکمل کتاب نہ سہی۔ اگر متفرق اوراق یا قلمی بیاضوں یا کتابوں کے حاشیوں سے ہی ان کی تواریخ مل جائیں۔ یا کم از کم شجرہ نسب ہی صحیح ہو جائے تو بھی غنیمت ہے کیونکہ مطبوعہ کتابوں میں دو ناموں کے متعلق اختلاف ہے۔ آپ کی پہلی ذرہ نوازی کو مدنظر رکھتے ہوئے دوبارہ درخواست کرنے کی جرات کی گئی ہے۔ اگر جناب والا میری عرض کو منظور فرماتے ہوئے اپنے معتمدین معتبرین کے ہمراہ مجھے کتب خانہ دیکھنے کی اجازت مرحمت فرماویں تو الطاف کریمانہ سے کچھ بعید نہیں۔ آگے حضور مالک ہیں۔ ہمارا کوئی عذر نہیں۔

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

امید ہے کہ درگاہ محبوبیہ عالیہ اور آستانہ وزارت عدلیہ سے مایوس نہیں پھروں گا۔ آج مجھ کو دربار شریف پر حاضر ہوئے اٹھائیس روز گذر چکے ہیں اور بارہ روز کو اربعین لیلۃ کی مدت پوری ہو جائے گی تو وطن کو چلا جاؤں گا۔

اتفاق بلبل و گل بارہا خواہد شدن

بعد ازیں ما و شما و سیر بستاں بانصیب

Marfat.com

میری درخواست بحیثیت درخواست کنندہ نہیں ہے۔ بلکہ بحیثیت سائل عائل کے ہے۔ جس میں انانیت کا شائبہ تک نہیں۔ واما السائل فلا تنہر۔

سید شریف احمد شرافت۔ ۴ محرم ۱۳۵۳ھ

مدار المہام صاحب نے جب یہ درخواست پڑھی تو ان کا دل بالکل نرم ہوگیا اور اس سے بہت متاثر ہوئے اور مجھے کہا کہ اب آپ ضرور آج رہ جائیں۔ مجبوراً بھی رہیں اور کتب خانہ ملاحظہ کریں۔ اس سے پہلے آپ کو بہت انتظار کرنا پڑا ہے۔ اب کتب خانہ ضرور دیکھیں۔ چنانچہ وزیر صاحب کے حسب الحکم مجھے پہلی صلاح ملتوی کرنی پڑی اور میں نے جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا۔

مدار المہام صاحب نے کتب خانہ کی چابیاں جیب سے نکال کر میرے ہاتھ میں پکڑا دیں اور کہا کہ بفراغ خاطر کتب خانہ دیکھو اور حسب مرضی اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ چنانچہ کتب خانہ کا دروازہ کھول کر مجھے دیا گیا۔

کتب خانہ درگاہ غوثیہ قادریہ

کتب خانہ ایک بالا خانہ پر ہے۔ کتابوں کی الماریاں دیواروں کے ساتھ رکھی ہوئی ہیں۔ خلیفہ محمد بخش ولد خدا بخش میرے پاس بیٹھ گیا اور میں کتابوں کو دیکھنے میں مشغول ہوا۔ ہر قسم کی کتابیں اس میں موجود ہیں۔ حدیث، فقہ، تاریخ، تصوف، طب وغیرہ کی قلمی اور مطبوعہ کتابیں ہیں۔ کوئی فہرست نہیں(۱)۔ بلا ترتیب ہی رکھی ہوئی ہیں۔ دیکھنے والوں کے لئے نہایت دقت ہے۔ ایک موضوع کی کتابیں اکٹھی نہیں ملتیں۔ سب الماریوں کو دیکھنا پڑتا ہے۔ علم الفرس کے متعلق بھی کئی رسالے دیکھے گئے۔ یعنی گھوڑوں کے اقسام اور ان کی بیماریوں کے علاج وغیرہ۔

جب میں کتابوں کا ملاحظہ کر رہا تھا تو مخدوم صاحب بھی وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ "کوئی قرآن مجید خوش خط میرے لئے بھی گولنا یعنی تلاش کرنا" دوپہر تک میں نے ایک الماری دیکھی اور اس میں سے کچھ اقتباسات کئے اور کچھ کتابیں منتخب کر کے علیحدہ رکھ دیں۔ دوپہر کو مسجد میں گیا۔ کھانا کھایا۔

---

(۱) ۱۹۴۰ء میں (ڈاکٹر راجہ) غلام سرور نے اس کتب خانے کے مخطوطات کی توضیحی فہرست انگریزی میں تیار کی جو ۱۹۶۱ء میں پہلی بار بہاول پور سے شائع ہوئی۔ ع

Marfat.com

قیلولہ کیا۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، دربار شریف میں سلام و نیاز کیا۔

پھر کتب خانہ میں گیا لیکن خلیفہ دائم خاں نے اندر نہ جانے دیا اور وہ میری انتخاب کردہ کتابیں باہر لاکر مجھے دیں۔ چنانچہ عصر تک میں نے ان کتابوں کو ملاحظہ کیا اور ان سے کچھ فوائد تحریر کئے۔ مخدوم صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ سلام و آداب کیا۔ ان کتابوں میں سے جو میں نے مضامین لکھے یا دیکھے وہ یہ ہیں۔

(۱)

قرآن مجید قلمی، جلی قلم، خوش خط دیکھا جو سات جلدوں میں ہے۔ ہر ایک منزل الگ الگ جلد کی ہوئی ہے۔

(۲)

قرآن مجید قلمی مطلا دیکھا۔ جو نہایت خوشخط تیس ورقوں پر لکھا ہے ہر ایک ورق پر ایک سیپارہ تحریر ہے۔

اس پر چار مہریں ثبت ہیں۔

(۱) "محمد حامد" ۱۱۷۰ (۲) "سید حامد الجیلانی"

(۳) "سید محمد حامد الحسنی" ۱۱۷۹ (۴) "عبدالقادر حامد" ۱۱۸۵

ف۔ یہ چاروں مہریں حضرت سید فضل علی المعروف مخدوم شیخ حامد محمود گنج بخش ثالث بانی قلعہ اوچ کی ہیں۔ جو سید عبدالقادر خامس شہید کے بیٹے تھے۔ ان کا زمانہ سجادگی ۱۱۶۳ھ سے ۱۱۹۷ھ تک تھا اور ان مہروں میں جو سنین کندہ ہیں۔ وہ اسی زمانہ کے مطابق ہیں۔

(۳)

انیس القادریہ قلمی کتاب دیکھی جس میں سادات کے نسب نامے ہیں۔ اس میں سے اولاد حضرت امام حسن مجتبیٰ خصوصاً آباؤ اجداد غوث اعظمؓ کی اولاد کے اسماء گرامی اور تعداد فرزندان لکھے گئے۔

Marfat.com

(۱) ابنائے حضرت امام ابو محمد حسن المجتبیٰ رض

زید، حسن مثنیٰ، عمرو، عبداللہ، ابراہیم، حسین اثرم، عبدالرحمن، عبداللہ اصغر، احمد، اسمٰعیل، قاسم، طلحہ، ابوبکر، جعفر، یعقوب، محمد، حمزہ، علی اکبر

(۲) ابنائے حضرت امام ابو محمد حسن المثنیٰ رض

حسن مثلث، عبداللہ المحض، ابراہیم، جعفر، داؤد، یحییٰ۔

(۳) ابنائے حضرت امام عبداللہ المحض والمجل رض

امام ابوعبداللہ محمد نفس الزکیہ، ابراہیم، موسے الجون، سلیمان، محمد المعلے، ادریس، یحییٰ۔

(۴) ابنائے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الجون رض

عیسیٰ، حسین اکبر، اسحاق، سلیمان، یوسف، ابراہیم، محمد اکبر، عبداللہ دول، محمد اصغر، حمزہ، یحییٰ، احمد، ادریس، حسین اصغر، علی، حسن، داؤد۔

(۵) ابنائے حضرت امام عبداللہ الثانی شیخ الصالح رض

موسیٰ ثانی، احمد، یحییٰ، ابوصالح محمد، سلیمان۔

(۶) ابنائے حضرت امام ابو عمر موسے الثانی رض

داؤد، عبداللہ، ادریس صالح، علی، حسن، یحییٰ، محمد اکبر، حسین، محمد سایر۔

(۷) ابنائے حضرت امام ابو محمد ابو بکر داؤد والامیر رض

شمس الدین محمد، عبدالرحمن، عبداللہ، ادریس، احمد۔

(۸) ابنائے حضرت امام ابوالقاسم شمس الدین محمد رض

یحییٰ زاہد، موسےٰ، صالح، ابراہیم۔

Marfat.com

(۹) ابنائے حضرت امام یحییٰ الزاہدؒ

عبداللہ ثالث، حسن، حسین، علی۔

(۱۰) ابنائے حضرت امام ابی عبداللہ عبدالکریم المعروف عبداللہ الثالثؒ

طیب، ابو صالح موسےٰ، جعفر، محمود، عثمان۔

(۱۱) ابنائے حضرت امام ابی صالح موسےٰ جنگی دوستؒ

محمد، عبدالقادر (یعنی حضرت غوث الاعظم سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی البغدادیؒ)، ابو احمد عبداللہ۔

(۴)

ایک کتاب اوراد قادریہ۔ عربی زبان میں ملاحظہ سے گذری۔ جو امیر کبیر حضرت سید نور الدین محمود القادری البغدادی قدس اللہ تعالیٰ سرہ کی تصنیف سے ہے۔ یہ سید صاحب حضرت غوث الاعظمؒ کی اولاد سے ہیں۔ یہ کتاب قلمی ہے۔

اس کتاب پر سید عبدالقادر ثانی اوچی اور مخدوم سید حامد گنج بخش کلاں کے خط سے لکھا ہوا ہے کہ حضرت غوث الاعظم کی تاریخ وفات گیارہویں ربیع الثانی ہے۔

(۵)

کتاب مفتاح الفتوح قلمی شرح فتوح الغیب مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی دیکھنے میں آئی۔ اس کے خاتمہ پر شیخ صاحب نے ایک تکملہ بزبان عربی اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ جو ان کو نصائح اپنے پیشوا مخدوم سید موسےٰ پاک شہید ملتانی کی زبان سے بروز ہفتہ ۳ شوال ۹۸۵ھ کو حاصل ہوئیں اور ان کو اپنے آباؤ اجداد سے پہنچیں وہ تحریر کی ہیں۔ وہ میں یہاں نقل کرتا ہوں۔

Marfat.com

تکملہ

ماستفادنا فی شیئی من آداب السلسلة الشریفة القادریة الجلیلیة علی کتبہم و راینا فی اخبارهم و استشعرنا من کلامه رضی الله عنه ۔ اخبرنا شیخنا وسیدناجمال الله جمال الدین ابوالفتح موسی ابن شیخ حامد بن عبدالرزاق بن الشیخ الکبیر عبدالقادر بن محمد بن شمس الدین بن شاه امر علی بن مسعود بن احمد بن صفی الدین بن شیخ عبدالوهاب بن شیخ الاسلام شیخ السموات والارضین محیی الدین ابی محمد عبدالقادر الحسنی الجیلانی رضی الله عنہم بکرة یوم السبت الثالث من شوال سنة خمس و ثمانین و سعمائة اخباره منها الالتزام بظاهر الشریعة جداً و التمسک بکتاب الله و سنة رسوله حتماً ۔ وسلوک طریق السلف الصالح و طعاً واعتقاد اهل السنة والجماعة و ریاضة النفس و عدم اهمالهما والصبر الجمیل فی طلب المولی ۔ والتحمل علی البلوی والرضاء بقضاء الله وقدره والفناء فی فعله واتباع السنة والاجتناب عن البدعة والاقبال علی الله والتوکل علیه والثقة به والاستعانة والاستنصار به فی جمیع الاحوال والاوقات والموت عن النفس والهوی و عن الارادة والمنی والانقطاع عن الخلق والترددالیہم والناس ممافی ایدیہم و عن التعلق بالاسباب بالتوکل علی الکریم الوهاب والجد الدائم والجهد القوی والاشتعال بالعلوم الدینیة و مجالسة الفقراء والاستغناء عن الملوک والاغنیاء ودوام الالتجاء الی الله من مکائد اللعین الرجیم و بسوق الرجاء بلطف الله الکریم وا لحزن الطویل فی القلب والبشران فی الوجه ودوام الروح وطول الصمت وجولان الفکرو التفقد للاخوان و الترحم للمساکین والاتصاف بالجود والاجتناب من البخل و اختیار الجدفی الامور والاحتراز عن الهزل و رعایة طریق الاعتدال فی کل الامور والحب فی الله والبغض لله والامر بالمعروف

Marfat.com

والنهى عن المنكر والمنازعة الجميلة ولين الجانب و التصلب فى الدين و تر
النزاع و طيب المذاق و حسن الاخلاق و السرللاحوال و كتمان المعا
الاستعانة فى الاعمال وسلوك طريق التوحيد و ترك التدبير والاختيار
الرضاء بالقضاء والاكتفاء بتدبيرالملك الجبار و العمدة فى هذا الطر
الاستغراق فى محبة الشيخ ودوام التوجه اليه و مراقبة معه فى جميع الاحوال
مشاهدة معه فى كل الانات والاوقات و العمى عن غيره محبة له والموت ف
ارادة فيه وقطع الاستفادة عن غيره والتثبيت فى القصيدة و توحيد الوج
والتبعد عن الوسواس والاستياق الدائم و العشق الكامل والايمان الراس
والاعراض عن الخلق فى الاقبال والادبار و عدم الخوف من لومة لائم و حضو
القلب مع الله وصحة المحبة مع النبى صلى الله عليه وسلم و صون اللسان ع
لايليق و عما يخلاف ظاهر الشرع و ترك مالا يعنى والنصيحة للمسلم
والدعاء لهم خصوصاً لاهل سلسلتهم وارادة الخير لهم سراً و علانية والخد
لهم ظاهراً وباطناً واستواء الحضور والغيبة معهم و مزيد الاختصاص بهم
بين سائر الطوائف ومطالعة كتبهم ممانسب اليه رضى الله عنه والاغتنا
بصحبتهم والاجتناب عن صحبة الاغيار ممن يخالف هذه الطريقة الاحتر
عما يشوش القلب و عدم اختيار السماع واعتيادة وعدم التبرى الكل لوانف
من غير لهو ولعب و حضور القلب فيه لوانفق على تقدير الانفاق وتلاوة القر
و ملازمة صلوة الاسرار التى بعد هاطى احد عشر خطوة و العمدة محافظ
احكام الشريعة ورعاية اداب الطريقة والاستغراق فى محبة الشيخ والتوسل ا
الله فيه ولانقطاع عمن سواه وملا كله فى الشيخ و الموت فيه رزقنا الله هذ
الطريقة و اقامنا فيها على الحقيقة ـ اللهم احينا على محبة الشيخ عبدالقا
رضى الله عنه و امتناعليه و احشرنا عليه واجعلنا من زمرة الطالبيه و محب
فى الدنيا والاخرة ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و صلى الله على سيد

Marfat.com

ید المرسلین و شفیع الامم محمد وآله واصحابه و اتباعه اجمعین۔

صد شکر کہ ایں نام اسرار نظام
از فضل خدائے عزوجل گشت تمام
شائستگی قبول حق روزی باد
واللہ الموفق و منہ الاتمام

ایں شرح کہ مفتاح فتوح الغیب است
از غیب است ازاں بری از عیب است
مفتاح فتوح، نام تاریخ افتاد
در خاطر آنکہ مظہر لاریب است

یہ کتاب مفتاح فتوح یعنی شرح فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بایمائے حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادریؒ شاذلیؒ اور بحکم حضرت سید اسدالدین ابولمعالی کرمانی قادری لاہوریؒ ۱۰۲۳ھ میں تصنیف فرمائی۔

(۶)

حضرت مخدوم سید حامد محمد شمس الدین سادس گیلانی سجادہ نشین اوچ گیلانی متوفی ۱۳۰۳ھ کی تالیفات سے مندرجہ ذیل رسائل ملاحظہ سے گزرے۔

۱۔ آثار القادریہ
۲۔ اسرار الشہود اردو ترجمہ رسالہ شیخ عطار
۳۔ اسرار العشاق اردو ترجمہ جیسر نامہ
۴۔ اسرار قادری۔ فارسی
۵۔ پنج گنج عشق۔ اس میں بہ تفصیل ذیل رسائل ہیں۔
   ۱۔ تعلیم علوم برخوردار سید حسن بخش شاہ
   ۲۔ تشریح عمل صالح
   ۳۔ تحیرات متعلقہ سیارگاں

Marfat.com

۴۔ پند نامہ

۵۔ وصیت نامہ جناب مصطفوی جناب مرتضوی

۶۔ پند نامہ۔ فارسی

۷۔ تحفۃ العرفان۔ منظوم۔ ابتدا اس طرح ہے۔

الٰہی ذرۂ دردے بجاں ریز
شرر در پنبہ زار استخواں ریز
بسر خود شناسا کن دلم را
محبت خویش کن آب و گلم را
دلی دہ واقف اسرار الفت
دلی از خود گم و ہشیار الفت

۸۔ تحفۃ الملوک مسمی بہ زبدۃ السلوک

۹۔ ترجمۃ الصلوات

۱۰۔ تزکیۃ الانفاس۔ فارسی

۱۱۔ جامع المواعظ

۱۲۔ چند پند۔ فارسی

۱۳۔ زبدۃ الاخلاق۔ فارسی

۱۴۔ زبدۃ السلوک۔ اردو

۱۵۔ لطائف قادری۔ فارسی

۱۶۔ مراۃ الجمال و مظہر الصفات، اردو ترجمہ رسالہ بو علی قلندر

۱۷۔ رسالہ مراقب (کذا: مراتب؟) فارسی

۱۸۔ مفاد گیلانیہ

۱۹۔ منہاج العارفین موسوم بہ چراغ العابدین۔ اردو

۲۰۔ مواعظ الحسنیٰ

Marfat.com

۲۱۔ رسالہ موحدین۔ اردو ترجمہ رسالہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاریؒ

۲۲۔ میراث العاشقین اردو ترجمہ رسالہ شاہ امجد عرف شاہ مدن

اس میں حمد و نعت کے بعد لکھتے ہیں۔

اما بعد۔ اس کے کہتا ہے بندہ ضعیف النحیف فقیر حامد محمد شمس الدین خلف الرشید حضرت مخدوم صاحب حامد محمد گنج بخش گیلانی الحسنی مصلی نشین خانقاہ عرش پائیگاہ حضرت مخدوم محمد غوث صاحب ملقب بہ بندگی صاحب اوچ جو رسالہ میراث العاشقین زبان فارسی میں تصنیف شدہ فقیر شاہ امجد عرف شاہ مدن الخ۔

۲۳۔ نزہتہ العاشقین۔ اردو

۲۴۔ نہال الانور کا الشجر الاطہر۔ نسب نامہ نبوی

(۷)

ایک کتاب موسوم بہ اظہار الیقین ترجمہ فتح المبین مصنفہ مولانا ابو سراج محمد فضل حق دیکھنے میں آئی۔ جس میں خاندان قادریہ کے حالات ہیں۔ اس میں سے سجادہ نشین بغداد شریف کا نسب نامہ تحریر کیا۔

نسب نامہ سجادہ نشین

سید عبدالرحمن قادری بغدادی آفندی محض بن سید علی بن سید سلمان بن سید مصطفےٰ بن سید زین الدین بن سید محمد درویش بن سید حسام الدین بن سید نور الدین بن سید ولی الدین بن سید زین الدین بن سید شرف الدین بن سید شمس الدین بن سید محمد الهتاک بن سید عبدالعزیز بن سید عبدالقادر جیلانیؒ۔

(۸)

کتاب حدیقہ الاسرار فی اخبار الاخیار۔ مصنفہ قاضی امام بخش بن قاضی پیر بخش جام پوری دیکھی۔ فارسی زبان میں چھپی ہوئی ہے۔ مصنف موضع جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے

Marfat.com

تھے۔ اس میں صوفیائے کرام کے سب خاندانوں کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ نوشاہی خاندان کے بزرگوں حالات بھی اس میں درج ہیں۔ سات چمن پر مشتمل ہے۔

(۹)

ایک قلمی شجرہ ملاحظہ سے گذرا جو سادات سنگھرہ کا ہے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ / سید عبدالوہاب / سید ابی نصر نصراللہ(۱) / سید صوفی / سید احمد / سید مسعود / سید نورالدین علی / سید شاہ میر / سید شمس الدین محمد / سید محمد غوث / سید عبدالقادر ثانی / سید زین العابدین شہید / سید محمد غوث بالاپیر / سید عبدالقادر ثالث / سید عبدالوہاب / سید شاہ چراغ / سید محمود / سید محمد / سید عبدالرزاق / سید شاہ سردار / سید محی الدین۔

(۱۰)

غنیۃ الطالبین۔ عربی۔

اس کا قلمی نسخہ نظر سے گذرا۔ جو بہت خوشخط ہے۔ بعض جگہ سے مطلا بھی ہے۔

اس کتاب میں مورخین کا اختلاف ہے۔ کئی بزرگوں نے اس کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف کا ذکر کیا ہے، چنانچہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے اور بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ یہ شیخ عبدالقادر خراسانی کی تصنیف ہے اور بہ سبب اشتراک اسم کے شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام منسوب ہوگئی۔ نیز فریق ثانی کا یہ بھی استدلال ہے۔ کہ حضرت غوث اعظمؒ کی دوسری کتابوں فتوح الغیب اور فتح الربانی سے اس کا طرز کلام مختلف ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۱)

کتب خانہ کی متفرق قلمی بیاضوں سے یہ چند تاریخیں بھی حاصل ہوئی ہیں۔

---

(۱) تحقیقی طور پر یہ نام شجرہ نسب یا طریقت میں داخل نہیں۔

Marfat.com

تاریخ تولد

حضرت مخدوم العالم مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش جیو (۱)

ادام اللہ اقبالہ ۱۱۴۹ھ

خدائے کہ در خلقت ہر وجود
نیازش نباشد باسباب و رخت
شبے آفریدہ چناں گنج بخش
کزو رونق آمد بہر تاج و تخت
زتاریخش از دل چوکردم سوال
بگفتا کہ "آمد زہے نیک بخت"
۱ ۱ ۴ ۹

تاریخ تشریف آوردن

حضرت مخدوم شیخ محمد حامد گنج بخش در اوچ متبرکہ از ڈیرہ (۲)

چو مخدوم ہر دو جہاں شیخ حامد
بمتبرکہ اوچ مبارک در آمد
ہمہ شہر معمور شد از قدومش
بفضل خدا بر سرش سرور آمد
بپرسیدم از ہاتف ایں سال شادی
بگفتا "شہ ملک درکشور آمد"
۱ ۱ ۷ ۰

---

(۱) (۲) یہ دونوں تاریخیں مخدوم سید فضل علی المعروف شیخ حامد گنج بخش ثالث بانی قلعہ اوچ کے متعلق ہیں۔ از محمد وارث

Marfat.com

تاریخ وزارت یافتن میاں اللہ داد (۱)

مبارک ست ترا دولت قوی بنیاد
وزارت شہ عالم بتو مبارک باد
بوقت نیک نہادی قدم بمسند وجاہ
ہزار شکر برآمد ہر آنچہ بود مراد
بگوش گفت مرا خضر سال ایں شادی
کہ "پیش پیر جہاں شد وزیر اللہ داد"
۱۱۸۵

تاریخ وفات

حضرت میاں صاحب میاں محمد شریف جیو۔ مصنفہ حافظ یار محمد (۲)

عارف بیدار دل آں کاشف سر یقین
رخت بست از تجن دنیا جانب خلد بریں
بیست پنجم شہر رمضاں روز شنبہ بودہ است
شد جہاں تاریک گویا ازغروب شمس دیں
شد بخیرش عاقبت محمود ازیمن نبی
صد ہزاراں باد بر وے رحمت جاں آفریں
سال تاریخ وفاتش را چو پرسیدم زعقل
گفت واویلا کہ گشتہ "بے چراغ" ایں سرزمیں
۱۲۱۶

---

(۱) میاں اللہ داد۔ مخدوم گنج بخش ثالث بانی قلعہ اوچ کے وزیر تھے ۱۱۸۵ھ میں وزیر ہوئے
(۲) میاں محمد شریف۔ غالباً مخدوم گنج بخش رابع یعنی جگادر کے وزیر تھے

Marfat.com

تاریخ وفات

مخدوم گنج بخش (۱) بن گنج بخش سہ شنبہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۲۱ھ

بعد وفات والدہ خود ہشت روز وفات یافت۔ مزار در قادر پور۔

تاریخ ولادت

حسن بخش (۲) شاہ یوم جمعہ۔ وقت عصر ۲۰ ذوالحجہ ۱۲۸۰ھ

تاریخ ولادت

مراد شاہ (۳) ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ روز شنبہ وقت عشاء

شب یکشنبہ۔ ۱۱ ساون سمت ۱۹۲۶ اب

رباعی

از حضرت ابو سعیدؒ

دارم گناہاں از قطرۂ باراں بیش
از شرم گنہ فگندہ ام سر در پیش
آواز آمد کہ سہل باشد اے درویش
تو در خور خود کنی وما در خور خویش

ہر کہ ہر روز بخواند حق تعالیٰ گناہ او را بیامرزد بے شک و شبہ داند

عصر کے وقت مطالعہ سے فارغ ہوا۔ مسجد میں آیا۔ نماز عصر پڑھی، باہر کنوئیں پر جا کر غسل کیا۔ دربار شریف، محل مبارک کے اندر داخل ہو کر الوداعی سلام و نیاز کیا۔ پھر مدار المہام کے ڈیرہ پر

---

(۱) یعنی سید حسن بخش المعروف مخدوم گنج بخش رابع جگادر بن مخدوم گنج بخش ثالث بانی قلعہ اوچ۔
(۲) یعنی مخدوم گنج بخش سادس بن مخدوم شمس الدین سادس۔
(۳) یعنی مخدوم سید شمس الدین سابع بن مخدوم سید شمس الدین سادس۔

Marfat.com

گیا۔ انہوں نے اپنی چارپائی پر اپنے پاس مجھے بٹھایا اور نہایت محبت و شفقت آمیز گفتگو کی۔ میں وطن جانے کی رخصت طلب کی تو کہا کہ اب آپ کو موقع میسر ہو گیا ہے، سارا کتب خانہ دیکھ کر جا میں نے کہا کہ اب میری تیاری مکمل ہو چکی ہے، پھر کبھی آجاؤں گا تو انہوں نے کہا کہ میری موجودگی میں دیکھ لو تو بہتر ہے۔ بعد میں شاید یہ وقت ہاتھ آوے یا نہیں، کیونکہ آج تک یہ کتب خانہ کسی کو نہیں دکھایا گیا۔ میرے زمانہ وزارت و مختار کاری میں صرف آپ کو دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے والد صاحب کے خطوط وطن سے آئے ہیں، انہوں نے مجھے واپس بلایا ہے۔ لہذا اب میرا جانا ضروری ہے۔ وزیر صاحب نے مجھے رخصت دی اور کہا کہ اگر ہماری موجودگی میں آپ پھر کبھی آئے تو کتب خانہ کا مختار ہی آپ کو کیا جاوے گا۔ پھر کہا کہ اگر کرایہ کی ضرورت ہو تو ہم دے دیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کرایہ موجود ہے۔ تو انہوں نے میرے حق میں دعائے خیر کی اور مجھے رخصت کیا۔

پنجشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۳ مئی ۱۹۳۴ء

شام کے وقت مخدوم صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ شرف سلام و آداب حاصل ہوا۔ شام اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں۔ بشیر احمد معلم جماعت ہشتم اور مولوی غلام یسین مدرس کی مسجد میں ملاقات ہوئی۔ رات کو دربار شریف کے آگے سو رہا۔ خواب میں حضرت مخدوم سید مبارک حقانیؒ اور دیگر چند بزرگوں کی زیارتیں ہوئیں۔

صبح اٹھ کر نوافل تہجد ادا کئے اور سارا سامان وغیرہ باندھ کر دربار شریف کی چوکھٹ پر سلام کیا۔ ختم شریف پڑھا اور دعا و التجا کر کے وہاں سے روانہ ہوا۔ بابا لقمان سندھی اس وقت ملا۔ اس کو دوسرے سب احباب کے لئے سلام و دعا دیا اور خود اوچ متبرکہ کو الوداع کرتا ہوا پاپیادہ چل پڑا۔

سورج طلوع ہونے تک دس میل فاصلہ طے کیا اور تین میل سورج چڑھے سفر کر کے سٹیشن ڈیرہ نواب پر پہنچا۔ وہاں لسی کے ساتھ روٹی کھائی۔ اپنا دوپٹہ دھو کر صاف کیا۔

ڈاک گاڑی کراچی میل ساڑھے دس بجے سٹیشن پر پہنچی۔ وہاں سے سوار ہو کر ساڑھے تین بجے دن خانیوال جنکشن پر پہنچا۔ وہاں گاڑی تبدیل کی۔ دوسری گاڑی پر سوار ہوا۔ وہ چار بجے وہاں سے چلی۔ شورکوٹ سے گزرتی ہوئی گوجرہ پہنچی تو سورج غروب ہو گیا۔ دس بجے رات کو سانگلا ہل جنکشن پر پہنچی۔ میں وہاں اترا اور اسٹیشن پر ٹھہرا۔

Marfat.com

جمعہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۴ مئی ۱۹۳۴ء

ساری رات سٹیشن سانگلا ہل پر گذاری۔ صبح سیر کو نکلا۔ شہر سانگلا سے مشرقی جانب جو پختہ سڑک شاہ کوٹ کو جاتی ہے اس پر چلا گیا۔ چند فرلانگ کے فاصلہ پر نہر رکھ برانچ جاری ہے۔ وہاں غسل کیا۔ فجر کی نماز وہیں پڑھی، پھر سٹیشن پر آیا۔ صبح آٹھ بجے وہاں سے گاڑی پر سوار ہو کر ساڑھے آٹھ بجے سٹیشن ڈھاباں سنگھ پر پہنچا۔ وہاں وایا نوالی سے حیات محمد حجام گھوڑی لے کر سٹیشن پر آیا ہوا تھا۔ ملاقی ہوا گھوڑی پر سوار ہو کر بمقام وایا نوالی چک ۲۷ ضلع شیخوپورہ پہنچا۔ میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی مدظلہ العالی یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ زیارت اور دستبوسی کا شرف حاصل ہوا اور سب یاران طریقت کی ملاقات ہوئی۔

شنبہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ / ۵ مئی ۱۹۳۴ء

آج وایا نوالی سے والد صاحب بزرگوار اور میں رخصت ہوئے اور ڈھاباں سنگھ سے ریل پر سوار ہو کر سانگلا ہل جنکشن پر گاڑی بدلی اور آگے سٹیشن اکال گڑھ (علی پور چٹھہ) پر اترے اور تانگہ پر سوار ہو کر شہر رسول نگر پہنچے۔ میرا بھائی عزیز صاحبزادہ بشیر احمد اور میاں شاہ محمد موچی سارنگوالہ گھوڑی لے کر آگے آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت والد بزرگوار سوار ہوئے اور ہم پیادہ چلے اور بمقام درگاہ عالیہ قطب الاولیاء سید العارفین شیخ الاسلام حضرت نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز حاضر ہو کر، زیارت مزار شریف کا شرف حاصل کیا اور باقی آباؤاجداد کے مزارات کی زیارتیں بھی کیں۔ ختم پڑھا۔ بتوسل حضرت مذکورین دعا مانگی۔

ساہنپال شریف اپنے گھر میں پہنچے اور اپنی والدہ صاحبہ(۱)، نانی صاحبہ(۲)، پھوپھی صاحبہ(۳)، ہمشیرگان(۴)، احباب اقارب اور یاران طریقت کی ملاقات ہوئی۔

خداتعالیٰ کے فضل سے یہ سفر بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔

---

(۱) سیدہ حسین بی بی بنت سید غلام علی صاحب۔

(۲) سیدہ شمس بی بی بنت سید شاہ نواز صاحب بڑجن والا زوجہ سید غلام علی صاحب۔

(۳) میرے والد صاحب کی پھوپھی صاحبہ سیدہ محمد بی بی بنت سید محمد امین صاحب تارکہ مجردہ ہیں۔

(۴) نذیر بیگم رضیہ بیگم صفیہ بیگم رشیدہ بیگم

Marfat.com

شکر للہ کہ نمردیم رسیدیم بدوست
آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما

وللہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ

صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم

فقیر سید شریف احمد شرافت نوشاہی
بقلم خود

ضمیمے

۱۔ شجرہ نامہ اولاد حضرت سید محمد غوث اوچی از سلب سید عبدالقادر ثانی۔

۲۔ شجرہ نامہ اولاد حضرت سید موسیٰ پاک شہید ملتانی۔

۳۔ شجرہ نامہ اولاد حضرت سید زین العابدین بن سید عبدالقادری ثانی اوچی۔

۴۔ شجرہ نامہ اولاد سید محمد غوث اوچی از سلب سید مبارک حقانی۔

۵۔ شجرہ نامہ اولاد سید محمد غوث اوچی از سلب سید عبداللہ ربانی۔

۶۔ شجرہ نامہ اولاد سید صوفی علی ماتر بنا مر سید عبداللہ ربانی۔

۷۔ شجرہ نامہ اولاد سید مرتضیٰ بن سید صوفی علی۔

۸۔ شجرہ نامہ اولاد سید قطب بن سید مرتضیٰ۔

Marfat.com

ضمیمہ

خرچ سفر اوچ مشترکہ

کرایہ ریل از ڈھابان سنگھو تا سانگلا ہل	۳/	سوڈا واٹر	[illegible]
کرایہ ریل از سانگلا ہل تا خانیوال	[illegible]	نذرانہ دربار شاہ حسن دریا	[illegible]
کرایہ ریل از خانیوال تا ڈیرہ نواب	۲/	دستار کو مایہ نگوائی	[illegible]
نذرانہ دربار حضرت سیدی محمد غوث	۳/	شکر	[illegible]
نذرانہ دربار شاہ صفی الدین حقانی	۱/	للّٰہ تعالیٰ	[illegible]
شکر	/	نذرانہ دربار سید شیر شاہ جلال	[illegible]
صابن دیسی	۰/	کھنڈ	[illegible]
نذرانہ مخدوم صاحب گیلانی	۲	صابن برائے غسل	۱/
دودھ	/	شیشہ	۱/
صابن دیسی	۰/	فالودہ	[illegible]
تیل	/	سیکو بیر	[illegible]
اجرت حجامت	۱/	شکر	[illegible]

Marfat.com

...ل خورد مع چھلا	ا/	بعد تقاضائی برائے جو...
...کر	-/	گگرو
...ودہ	-/	دودھ
...کر	-/	دودھ
...ردہ	-/	کارڈ ۲ عدد
...ق اوج مصنفہ حفیظ الرحمٰن	۱۰/	مرست جوتی
...مر	-/	دودھ
...محول	-/	کاغذ
...ز	-/	چھتے
...	۳/	دستار کو مایہ
...گ	-/	دودھ
...	۳/	غلاف سبز برائے مزار شاہ صاحب...
...	-/	برف
...	-/	نذر انہ دربار شاہ مبارک

Marfat.com

۱/	سوڈا واٹر	۱/	شکر
-/	دودھ	-/	دودھ
-/	کاغذ	۰/	شکر
-/	سوڈا واٹر	۱/	کرایہ ریل از ڈیرہ نو
۱۰/	فالودہ	۰/	بھیرا
۶/	گُڑ	-/	سیب
۰/	لسّی	۱/	شربت
۰/	شربت	۰/	دودھ
۰/	دودھ	-/	ریوڑیاں
۱۰۲/	گُڑ	/	کرایہ ریل از سانگلہ
-/	کارڈ سہ عدد	۳/	
۹/	دودھ	۰/	کل میزان خرچ
۶/	دودھ	۰/	
۱/	جوگیہ رنگ	-/	

Marfat.com

نقشه سطحی خانقاه غوثیه و مسجد قادریه و دارالعلوم

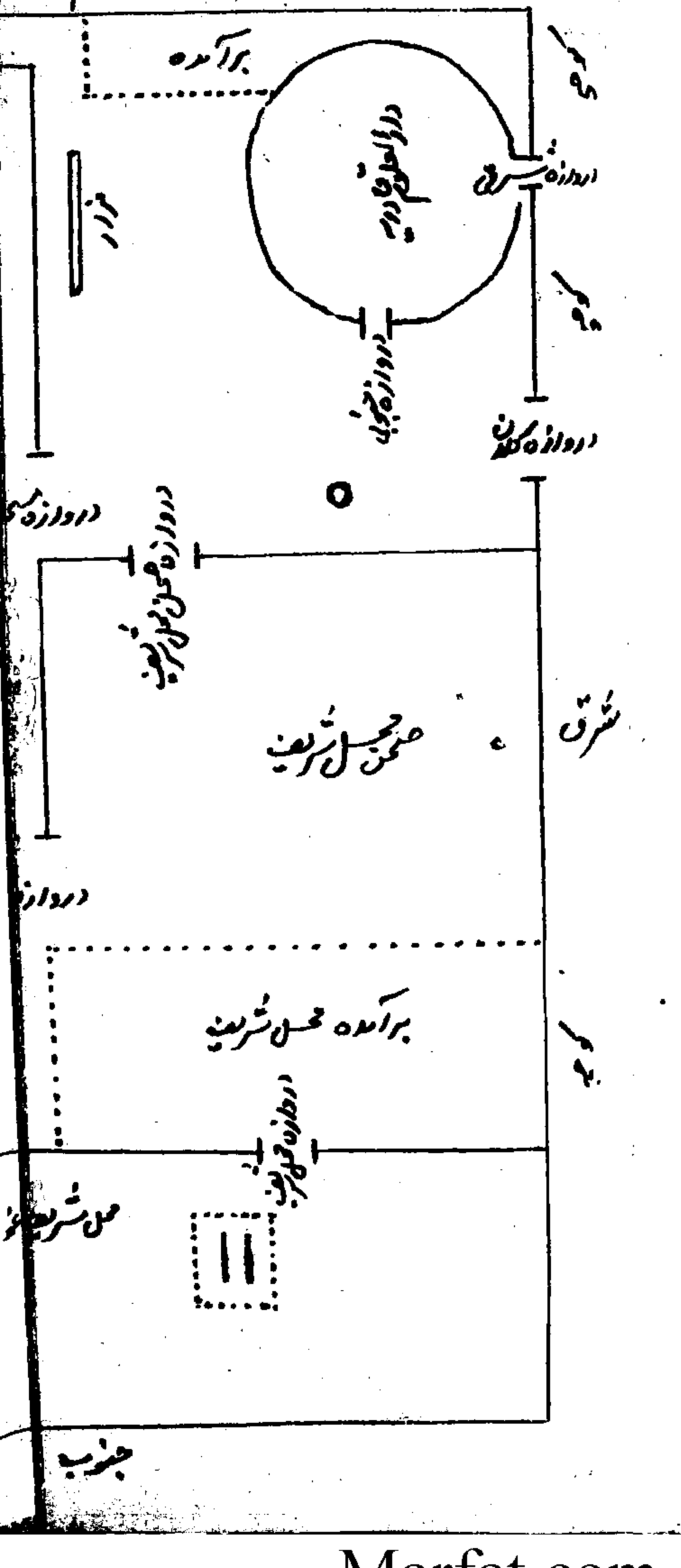

Marfat.com

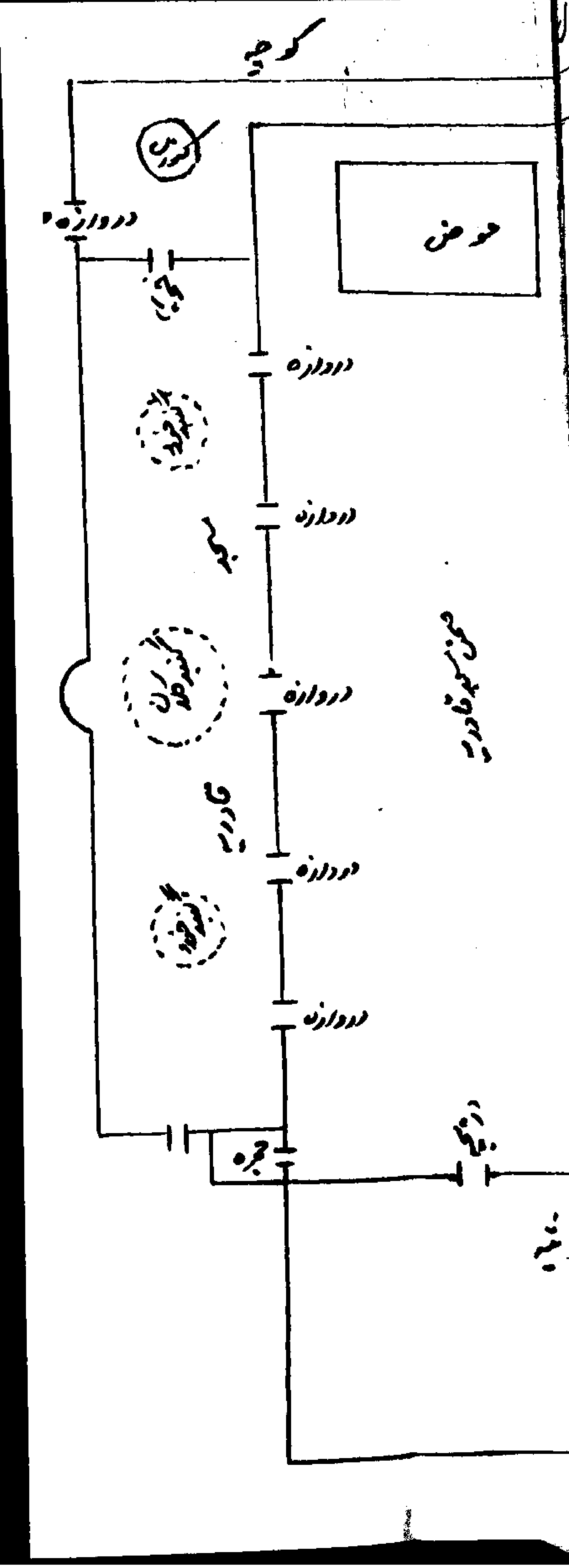

Marfat.com

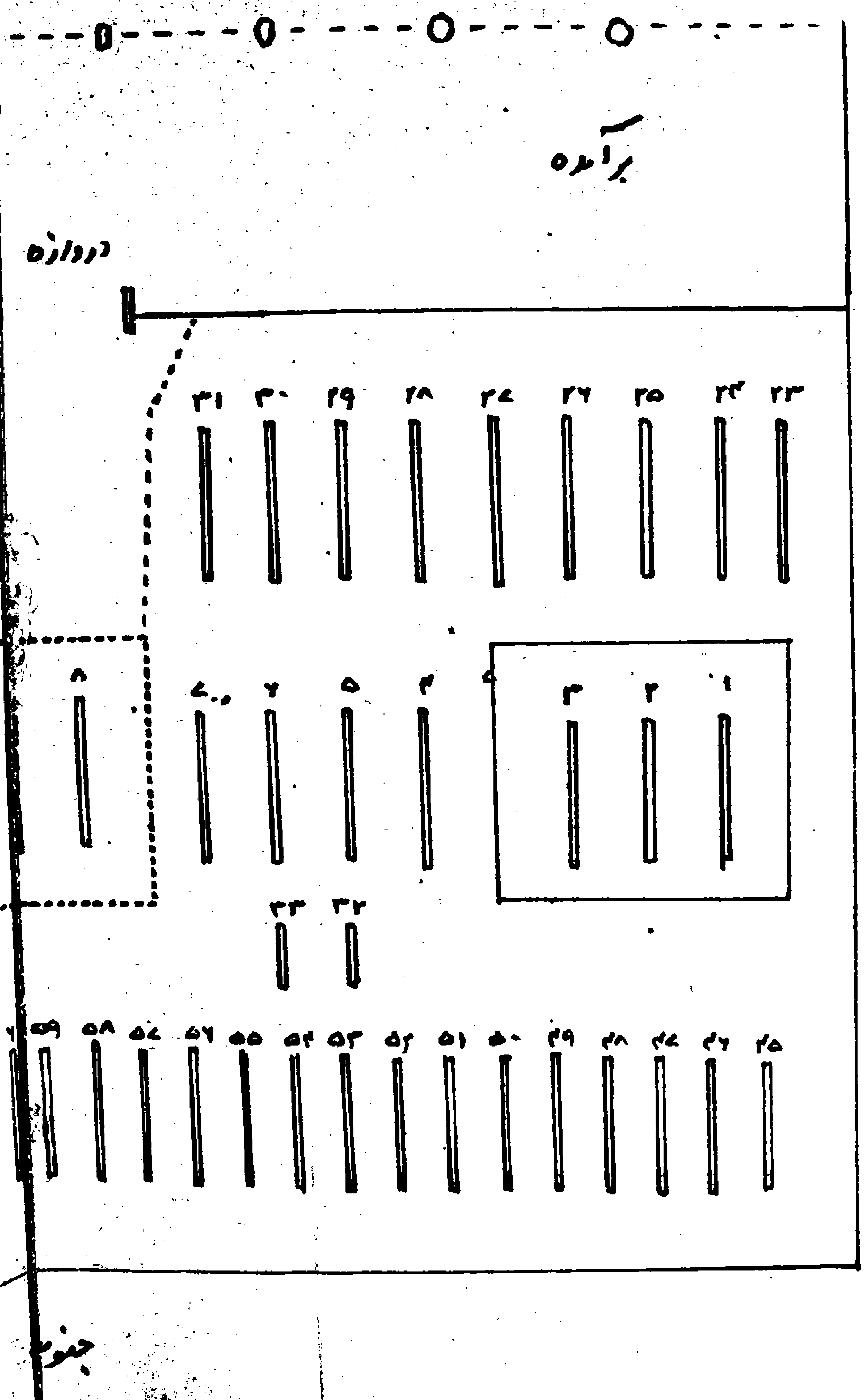

نقشه قبور محل شریف

Marfat.com

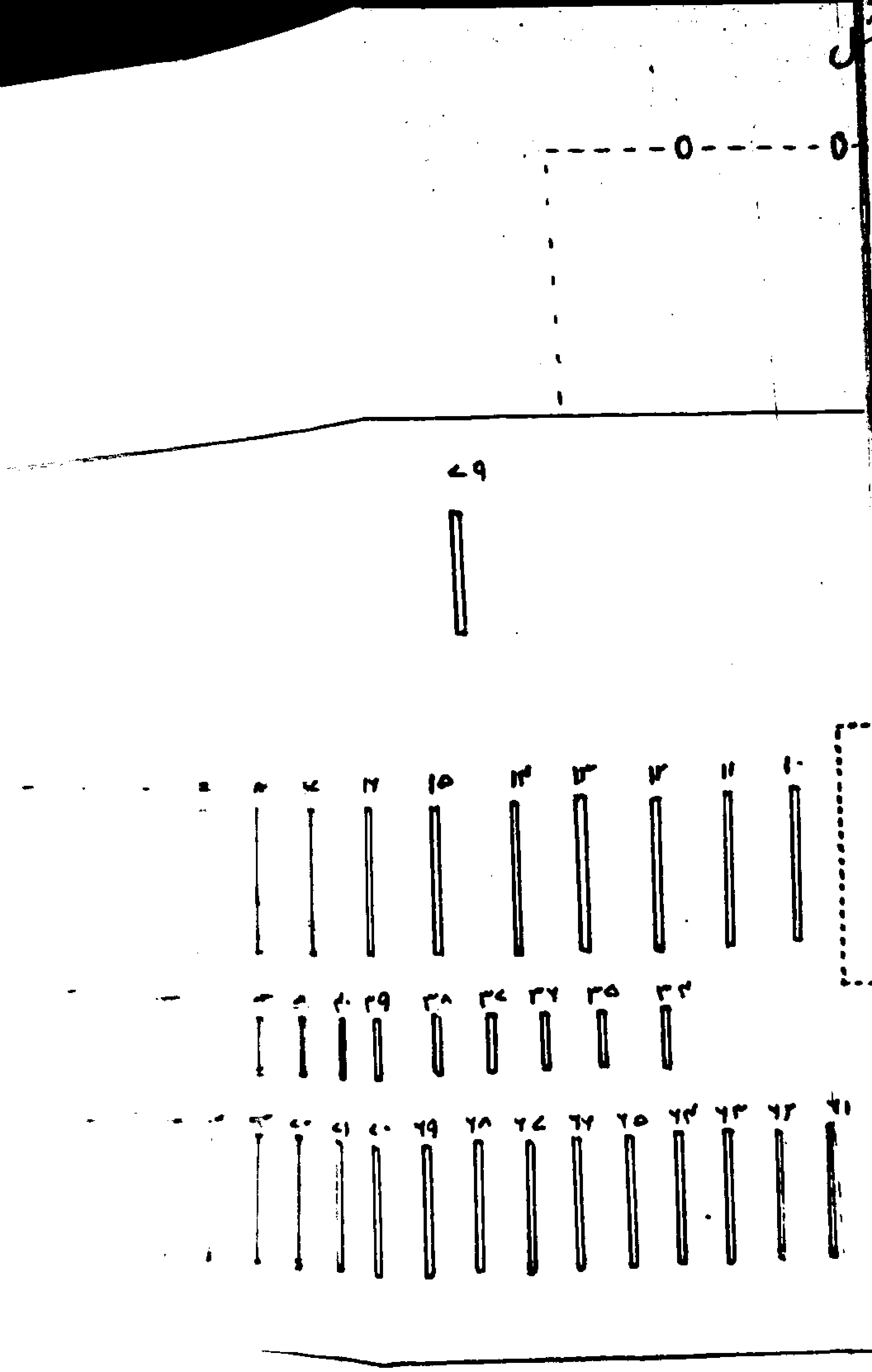

محمد غوث اوچی

Marfat.com

عـه سید زین العابدین

عـه شجره اولادش بر کاغذ علیحده تحریر یافت ۱۲

عـه سید موسیٰ شهید ملتانی

عـه شجره اولادش بجای دیگر تحریر یافت ۱۲

سید مهر شاه

سید محمد مصطفیٰ
زوجه اش بی بی سکھو
دختر سید عبد القادر بن
سید شمس الدین محمد ۱۲

سید عبد الرزاق

سید لطف علی
[illegible] سید عبد القادر

سید محمد

سید شمس الدین محمد

بی بی سکھو زوجه سید محمد مصطفیٰ
بن سید مهر شاه بن سید عبد الرزاق
بن سید حامد گنج بخش کلان ۱۲

نور خاتون
زوجه
سید رسول

بی بی جمو
زوجه
سلطان

بی بی بهاونی

سید حامد مراد شاه
سجاده نشین

بی بی جیوند
زوجه
سید بهاول شاه

بی بی ککی

Marfat.com

حضرت سید محمد غوث اوچی ؒ

سید عبد القادر ثانی

سید عبد الرزاق ۔ حاجی عبد الشاد

سید حامد گنج بخش کلان ۔

عبد القادر ثالث | بی بی | بی بی نور خاتون | بی بی خیر خاتون | بی بی بخت بلند | بی بی حا...

سید شمس الدین محمد | سید محمود | سید شہاب الدین

سید سعد الدین محمد المعروف شادی محمد

مدفون دیپال پور

...سید محمد شاہ | سید محمد زمان

بی بی بوبی | سید محمد شریف

بی بی جانا

زوجہ سید موسیٰ بن عبد القادر ۱۲

بی بی شمس خاتون زوجہ سید

موسیٰ بن سید حامد ۱۲

سید مالک شاہ | سید محمد ...

سید جیون | سید نبی بخش

فتح خاتون ۔ زوجہ سید محی الدین بن سید شمس الدین بن ...

... سید مشہور حیدر شاہ ۔ زوجہ اوّل بی بی مرہمون دختر سید بہاول شاہ بن سید محی الدین بن سید شمس...

زوجہ ثانیہ ۔ بی بی کمکی ۔

...الدین ۔ مادر ش بی بی مرہمون ۔ | بی بی حجاب خاتون ۔ مادر ش بی بی کمکی ۔

...الدین مشہور محمود شاہ ۔ لا ولد | سید محمد شریف | سید جیون

Marfat.com

سید جان محمد

سید بی بی

سید موسے لاولد

سید جمال اللہ شاہ

سیدہ کمال خاتون
زوجہ سید حامد بن
سید موسیٰ بن سید
حامد بن سید موسیٰ
پاک شہید ملتانی
۱۲

بی بی جنت
معصومہ
درگذشت
۱۲

بی بی شاہو
زوجہ شریف

سید علی اصغر
زوجہ اش بی بی دولت خاتون
بن سید عبدالوہاب بن سید ...

سید جعفر سفیدار شاہی بود ۱۲) بن سید محمد غوث بالا پیر ستگرہ
۱- زوجہ اش بی بی نتھو دختر سید احمد مشہور بالو شاہ بن
بن سید نظام الدین بن سید میر میران بن سید مبارک
۲- زوجہ ثانیہ بی بی جمنی ۱۲

سید عیسے مشہور
گیلانی خان

دختر منسوبہ سید ایزد بخش بن
سید یحییٰ بن سید جعفر بن سید جمال اللہ
۱۲

سید یحییٰ

سید باقر مادرش بی بی جمنی
زوجہ اش بی بی ...
بن سید سعد ...
بن سید نظام الدین
بن سید مبارک حقانی ۱۲

سید غلام محی الدین

سید نتھو شاہ
سید امام بخش

... در طفولیت ...

سید گنج بخش
... مادر بخش
ہمشیرہ خاتون ...

سید پیر بخش
سہ پسر درگذشت ۱۲

سید ایزد بخش
منسوبہ اش دختر
سید گیلانی خان بن سید جعفر
زوجہ اش عزیز النساء دختر
سید غوث شاہ بن حاجی پیر
بن حاجی اسمعیل درگذشت ۱۲

بی بی جنت

سید جعفر شاہ
سید کرم شاہ

سید نور شاہ
سید ایزد بخش

Marfat.com

حضرت سید یوسف پاک شہید ملتانی - بن سید حامد گنج بخش کلاں بن سید عبد الرزاق

زوجہ اش بی بی عصمت خاتون دختر سید میر میراں بن سید مبارک

سید یحییٰ

بی بی بولو

بی بی محبوب خاتون

بی بی جامال

سید داؤد

سید مراد شاہ - المشہور سید مسعود

سید محمود لاولد

سید جمال الدین حجلہ

بی بی حجنی مشہور اچھی - زوجہ سید غلام محمد بن سید عبد الوہاب بن سید احمد المعروف بالو شاہ - بن سید عبد الواحد بن سید نظام الدین بن سید میراں

سید مظفر

بی بی نیک بخت - زوجہ سید عبد الرحمن بن سید عبد الوہاب بن بن سید احمد المعروف بالو شاہ - بن سید عبد الواحد بن سید نظام الدین ۱۲

سید حامد

سید موسیٰ - زوجہ اش بی بی ... بن سید میر میراں ... - زوجہ ثانیہ بی بی ... عبد القادر بن ...

بی بی شبرجو

سید عبد القادر

سید اسمٰعیل

مخدوم محمد نوث

سید محمد شاہ مشہور حامد گنج بخش

سید کمال شاہ

سید جمال شاہ

سید بدر الدین شاہ

سید دین شاہ - سید میر شاہ

شاہ رزاق

سید محمد شاہ

سید گل شاہ

سید تقی شاہ

سید مہدی شاہ

سید حسن

سید الٰہ بخش

سید قادر بخش

سید حامد

سید محمد شاہ

الکریم

... شاہ چراغ ... لاولد

عبد الواحد

سید نجیب

... دختر سید میر ... حاجی ...

... میر میراں

سید حسن

Marfat.com

سید عبدالقادر ثالث مشهور شیخ جیون ، سیاحت هندوستان نمو[illegible]
آباد نموده در سنه ۱۰۰۸
صاحب سجاده

سید عبدالوهاب ، متوفی سنه ۱۰۳۷ ، زوجه [illegible]
صاحب سجاده

سید محمود

بی بی دولت خاتون
زوجه سید نظام الدین
بن سید میر میران بن سید
مبارک حقانی ۱۲

[illegible]انی مشهور
[illegible] وڈی ،
[illegible] میران محمد شاه
[illegible] ۱۲

سید عبدالرزاق
مشهور شاه چراغ
صاحب سجاده

سید حامد

سید زین علاء الدین

بی بی عالم خاتون ، زوجه سید مصطفیٰ بن سید
علاء الدین بن سید عبدالوهاب بن سید
عبدالقادر ثالث ۱۲

سید نور محمد عنایت
مشهور نوشاه
زوجه اش بی بی
بوبی دختر سید
حامد بن سید
عبدالوهاب ۱۲

بی بی بوبی
زوجه سید نور محمد مشهور نوشاه بن
سید عبدالرزاق مشهور شاه چراغ
بن سید عبدالوهاب ۱۲

سید مسعود
متاهل شده
وفات یافته ۱۲

[illegible] مصطفیٰ
[illegible] عالم خاتون
[illegible] سید محمد بن سید
[illegible] قادر ثالث بن
[illegible] نوشاه بالاپیر

شمس خاتون زوجه سید اله بخش سید[illegible]

سید نوشاه — از دست سکهان شهید شد
در موضع دیپالپور در گلشن شهید و در [illegible] مدفون [illegible]

سید علی

سید بهرشاه

سید شمس حسن

سید روشن علی

سید نور [illegible]

Marfat.com

سید زین العابدین بن سید عبد القادر

سید محمد غوث بالا پیر - بسبب سجادگی د

لاہور اقامت

در لاہور توطن نمودند و محلہ بنام رسول پورہ

نقب نمودند .

زن روشن بخت دختر حاجی بہاء الدین بن سید

دیگر بزرگ ساوات اند . وفات ۲۲ ذیقعدہ

کردہ بودند . زوجہ اش بی بی جیونی دختر سید

سید میر پیرول بن سید مبارک حقانی ۱۲

سید مصطفی صاحب سجادہ متوفی

سنہ ۱۰۸۴

ما در ش بی بی

سید مجتبی صاحب

متوفی سنہ ۱۱۰۰

سید عبد القادر

سید منور شاہ

سید عبد اللہ

زوجہ سید مجتبی بن سید مصطفی ابن سید عبد ا

زوجہ سید ابو نصر فضل اللہ بن سید

زوجہ اش بی بی دختر سید

بن سید عبد

سید ابو نصر ... شہید شد

آوردہ در مقبرہ

چراغ دفن کردہ ۱۲

احمد عاشق مرتضی

در کوہستان بو لکوہا ... در عین ذکر

تسلیم فرمودہ مزار ش در ...

فاطمہ دختر شیخ محمد بن سید زین العابدین بن سید

الدین محمد شاہ چراغ بن شیخ محمد بن سید زین

سید فتح اللہ - زوجہ اش

دختر گیلانی

بود ۱۲

بی بی فاطمہ

بی بی نور

ناکتخدا بود

۱۲

سید غلام غوث

سید عبد الرزاق

با پیر سید تقی شاہ ... کہ فوت شد ۲

اغ بن شیخ محمد بن سید زین العابدین ۱۲

سید مرتضی

سید ولی شاہ

بی بی

(منقول از کتاب مصنف سید علی اصغر گیلانی ج شجره ...

بی بی سلیم خاتون
زوجه شاه ... دُرد
بن سید محمد ...
بالا سید ... ۱۲

سید رحمت الله

سید عبدالرحمن
لا ولد

بی بی صحت خاتون
زوجه سید ... پاک شهید ...

سید ح...

زوجه اش فتح خاتون
بنت حاجی بیاد الله
بن سید اسمعیل بن
سید عبدالله ربانی ۱۲

سید شاه عنایت
سید لقا
زوجه اش بی بی بجوری بنت
بن سید رحمت الله بن سید میر ... ۱۲

سید حاجی
سید سعد...

سید لقا
عمر ... ش
۱۵ ربیع الثانی

بی بی رحمی
زوجه سید عبدالرزاق ... بن
عبدالوهاب بن ... عبدالقادر
ثالث ...

سید ...
زوجه اش بی بی مراد خاتون بنت
شاه چراغ بن سید عبدالوهاب
بن سید عبدالقادر ثالث ۱۲

بی بی جنت خاتون

بی بی نیر زر خاتون

بی بی جانی
زوجه سید سعد...
بن سید حاجی ...
بن سید نظام ال...
بن سید میر ...

بی بی بجوری زوجه
شاه عنایت بن سید نظام
بن میر ... ۱۲

نور حسن

سید شمس الدین
در ... و ... نسل ...
... کرده

بی بی سید ... زوجه سید باقر بن سید جعفر
بن سید جمال الله بن سید جان محمد ...

بی بی عایشه

سید قاسم
زوجه اش سلطان بیگم
از گیلانیان ... ۱۲

سید حسن شاه
یک دختر
در خورد سالی فوت
یافت

سید ... شاه

مبارک
سید نظام الدین

بی بی زاهده

بی بی ...

سید ... شاه

...

سید محمد غوث اوچی

سید مبارک حقانی

سید میر میران زوجه اش فتح خاتون بنت سید ... بن سید عبدالله ربانی بن ...

سید نظام الدین ... زوجه اش دولت خاتون بنت سید عبد... در مالتیه بن سید محمد غوث بالا ۱۲

سید عبدالله

زوجه اش بی بی سرجی بنت سید موسی پاک شهید ملتانی ۱۲

اش بی بی جانی بنت ... عبدالله بن سید نظام الدین بن سید میر میران ۱۲

سید محمد — سید عبدالواحد

سید غلام علی — سید احمد الموصوف بالو شاه

بی بی نصیحو — سید عبدالوهاب زوجه اش بی بی صفیه بنت ...

زوجه سید جعفر بن سید جمال الدین بن سید جان محمد بن سید موسی پاک شهید ملتانی

سید بی بی

بی بی نادر

سید عبدالرحمن

سید غلام رسول

سید غلام محی الدین مادرش بی بی اوچی بنت سید جمال الدین ... بن سید یحیی بن سید موسی پاک شهید ملتانی ۱۲

سید کرم علی لاولد

سید نظام لاولد

سید احمد الموصوف بالو شاه ثانی

سید عبدالواحد ... بالو شاه

سید محمد الموصوف فیلو شاه

سید علی

سید جان محمد ... شاه

سید عبدالرزاق ... شاه

بی بی نور ...

Marfat.com

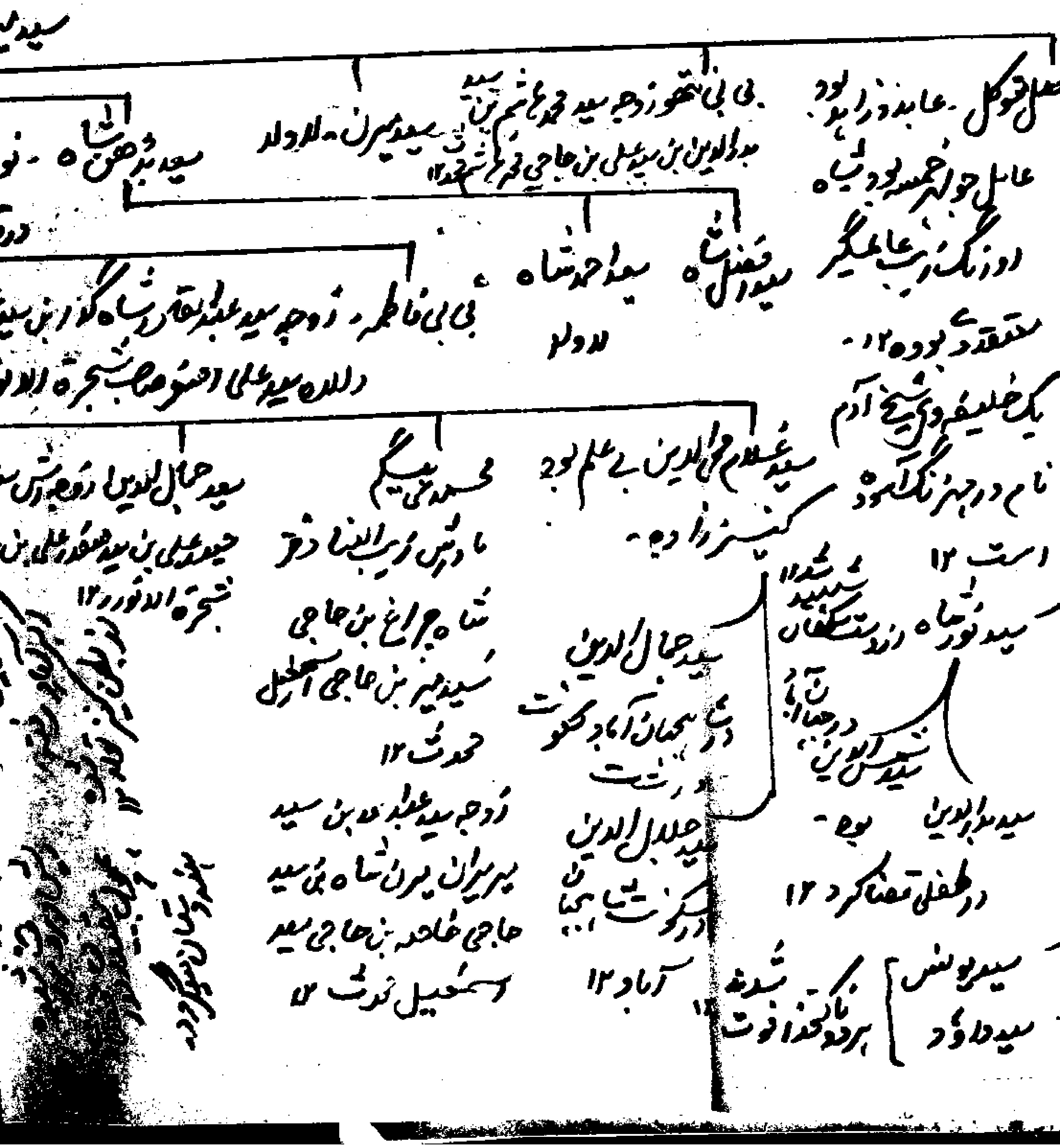

سید
علی توکل ۔ عابد و زاهد بود
عامل جواهر خمسه بود شاه
در زمان اورنگ زیب عالمگیر
معتقد شده بوده ۱۲ ۔
یک خلیفه وی شیخ آدم
نام در جهانگیرآباد
است ۱۲
بی بی بتهو زوجه سید محمد هاشم بن سید
سید میران ۔ لا ولد
سید محمد شاه ۵ ۔
سید فضل شاه
سید احمد شاه
لا ولد
بی بی فاطمه ۔ زوجه سید عبدالقادر شاه گدا بن سید
شجره الانوار
سید علاء الدین بے علم بود
کنیز زاده ۔
محمدی بیگم
مادرش زیب النساء دختر
شاه چراغ بن حاجی
سید میر بن حاجی اسمعیل
محدث ۱۲
زوجه سید عبدالله بن سید
پیر میران پیران شاه بن سید
حاجی خاصه بن حاجی سید
اسمعیل محدث ۱۲
سید جمال الدین زوجه
شجره الانوار ۱۲
سید جمال الدین
در شاه جهان آباد کشته
شد
سید جلال الدین
در کشت شاه جهان
آباد ۱۲
سید نور شاه در دست افغان شهید شدند ۱۱
سید شمس الدین در جهان آباد
سید بدر الدین بود ۔
در طفلی قضا کرد ۱۲
سید یونس
سید داؤد
هر دو ناکتخدا فوت شدند ۱۲

Marfat.com

شهسوار شاه اچها - بحج رفت و بوقت بازگشت در سورت قضا کرد و همانجا مدفون گشت ۱۱

نشا الان بود همانجا بوده همانجا قضا کرد -
دقا قشالون مدفون ست شهسوار در قندوز بود ۱۲

بی بی عزت - زوجه سید عبدالله شهسوار سید خواجه
بن حاجی اسمعیل گردیست - از نسل حاتم الحطب سمو شیخ [illegible]

سید شرف الدین الموسوم شاه شرف

والده اش از قوم اچوک ست
در علوم آنجا طبیعی حساب و هیئت
و جبر و مقابله و هندسه و فن اعداد
و نقاشی و کار [illegible] ماهر بود .
محمد شاه بادشاه از اعتقاد خود شاگرد
بود. در [illegible] و سرود و بکثرت [illegible]
[illegible]
یک یک روپیه بر [illegible]
بهره [illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۰

بی بی طاهر النسا
زوجه سید محمد شاه بن سید
عبدالرسول بن سید
محی الدین بن سید قطب
بن سید مرتضی [illegible]
سید صوفی علی ۱۲

مادرم بی بی خیرت دختر سید نور شاه بن سید
عبدالرسول بن سید محی الدین ۱۲

بی بی جنت
زوجه عبدالقادر [illegible]
گشت از ساز [illegible]
سیال [illegible]
صاحب بیگم
بخانه کسی دیگر رفت

Marfat.com